

به لانه من اصحاب رسول الله ﷺ فقال الناس نهر معقل))^۱

② اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مدینہ طیبہ کے علاقہ میں اس دور کی ضرورت کے تحت ایک نہر جاری کی گئی تھی اس کو ”قناة معاویہ“ وغیرہ اسماء سے بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ جب اس نہر کا گزر شہدائے احد کے مزارات کے قریب سے ہوا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کارکنوں کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ جن لوگوں کے اقربا یہاں مدفون ہیں وہ انھیں یہاں سے دوسرے مقام پر منتقل کر لیں۔

چنانچہ اس اعلان کے پیش نظر لوگوں نے اپنے اقربا کے مزارات کو کھولا تو چالیس برس کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود ان شہدا کے جسم بالکل اسی طرح تروتازہ تھے گویا ان کو کل ہی دفن کیا گیا ہو۔ اور حضرت امیر حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک سے کسی چیز کے ٹکرانے کی بنا پر خون ظاہر ہوا۔

واقعہ ہذا کو متعدد محدثین اور مورخین ابن شبہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ ذیل میں ہم صرف چند ایک حوالہ جات درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

((حدثنا هشام الدستوائي عن ابي الزبير عن جابر رضي الله عنه قال: صرخ الى قتلانا يوم احدا اذا اجري معاوية العين فاستخرجناهم بعد اربعين سنه لينه اجسادهم تتشنى اطرافهم))^۲

((عن جابر بن عبدالله رضي الله عنه قال: لما اجري معاوية رضي الله عنه العين عند قتلى احد بعد اربعين سنة استصرخناهم اليهم فاتيناهم فاخرجناهم فاصابت المسحاة قدم حمزة رضي الله عنه فانبعث دما۔ وفي روايه ابن اسحاق عن جابر رضي الله عنه قال فاخرجناهم كانما دفنوا بالامس))^۳

۱ فتوح البلدان (بلاذری) ص ۳۶۶ تحت تمصیر البصرہ

۲ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۰۶ ج ۱۴ کتاب المغازی طبع کراچی

مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۴ ج ۱۴ کتاب المغازی طبع کراچی

مصنف عبدالرزاق ص ۵۴۷ ج ۳ روایت نمبر ۶۶۵۶

کتاب التمهید (ابن عبد البر) ص ۱۴۲ ج ۱۳ تحت حدیث ثالث ابی الرجال۔

۳ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۴۳ ج ۴ تحت ذکر الصلوٰۃ علی حمزہ رضی اللہ عنہ و قتلی احد

المبسوط (شمس الائمہ نسفی) ص ۶۹ ج ۲ باب غسل المیت، طبع اول مصر

دلائل النبوة (بیہقی) ص ۲۹۱ ج ۳ طبع بیروت

دلائل النبوة (ابو نعیم اصفہانی) ص ۴۹۹ ج ۲ تحت ذکر ما یدل علی حیاة الشہداء طبع جدید

کتاب المناسک واماکن طرق الحج ص ۴۲۲ تحت قناة معاویہ الخ، تحقیق احمد الجاسر

فائدہ

- ① حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عوام الناس کی سہولت اور زمین کی آب پاشی کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے مدینہ طیبہ کے علاقے میں ایک نہر کا اجرا کرایا۔
- ② اور اس واقعہ سے یہ چیز بھی ثابت ہوئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بعض دفعہ وفات کے بعد بھی کرامات کا ظہور و صدور ہوا ہے۔ اللہ کریم نے مدفون ہونے کے بعد اتنی مدت تک ان حضرات کے اجسام مبارکہ کو تروتازہ رکھا حتیٰ کہ بعض حضرات کے اجساد سے خون کا جاری ہونا بھی پایا گیا۔ یہ چیز ان کے حق میں عند اللہ زندہ رہنے اور مغفور و مقبول ہونے کا ثبوت ہے۔ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ الْآیہ
- ③ مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں عوام الناس کے فائدے اور ان کے چوپایوں کی سہولت کے لیے ایک بند بنوایا۔ اس میں بارش کا کثیر پانی جمع کیا جاتا تھا۔ مدینہ طیبہ سے قریباً بیس میل پر ایک نشیب میں یہ تالاب تیار کیا گیا۔

((فمن ذالك الى سد معاويه عشرون ميلا و يسد معاوية ماء كثير في شعب))^۱

((ثم تقع في جبال سود وهي التي يقال لها حرة المدينة- وبها واد قد كان

معاوية بن ابي سفيان رَضِيَ اللهُ عَنْهُما حبس سيله بسد فهو يحتبس فيه ماء- يرده الناس

بمواشيهم يسقونها هو يسمى سد معاوية))^۲

آثار حرم کا تحفظ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ملی خدمات کے سلسلے میں یہ چیز خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ آں موصوف نے ”حرمین شریفین“ کے آثار کو محفوظ کرانے کے لیے خاص توجہ دی اور مفاد عامہ کی خاطر متعدد مقامات کو تحفظ دیا اور ان کو آباد کرایا۔

① مکہ مکرمہ کی حویلیوں کے لیے قبل ازیں کوئی خاص حفاظتی دروازے نہیں لگے ہوئے تھے اور غیر مقامی لوگ مثلاً اہل عراق اور اہل مصر وغیرہ اپنی اپنی جوانب و اطراف سے پہنچتے اور مکہ مکرمہ کی حویلیوں میں داخل ہو کر سکونت اختیار کرتے۔ اس سلسلہ میں بندش کے طور پر دروازے لگوانے کی ضرورت تھی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ان مقامات پر دروازے لگوانے کا انتظام کیا۔ یہ دروازے اب حفاظتی رکاوٹ کا کام دیتے تھے۔

چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں منقول ہے کہ:

۱ کتاب مناسک الحج واماکن طرق الحج ص ۳۳۰ تحت طرق الربرة الى المدينة

۲ بلاد العرب (حسن بن عبد اللہ اصفہانی) ص ۴۰۱ تحت مواضع بقرب المدينة

((لقد استخلف معاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ و ما لدار بمكة باب))^۱

ابن عساکر نے ذکر کیا ہے کہ:

((قال لم يكن لدور ابواب كان اهل العراق واهل مصر ياتون بقطرانهم

فيدخلون دور مكة فيربطون بها و اول من بوب معاوية))^۲

اور البدایہ میں مذکور ہے کہ

((قال ابو جعفر الباقر كانت ابواب مكة لا اغلاق لها و اول من اتخذ لها

الابواب معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ))^۳

② مکہ مکرمہ میں جو حرم شریف کے معالم (نشانات) تھے وہ مرور زمانہ سے بوسیدہ ہو کر معدوم ہونے لگے

تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ان کی تجدید کا انتظام فرمایا۔ چنانچہ آں موصوف نے

مدینہ طیبہ کے امیر مروان بن حکم کو فرمان ارسال کیا کہ نبی اقدس ﷺ کے صحابی کرز بن علقمہ خزاعی رضی اللہ عنہ اگر

زندہ ہوں تو ان کو تکلیف دی جائے کہ وہ آثار حرم کی پھر سے پوری طرح نشان دہی کریں کیونکہ وہ ان آثار

سے خوب واقف ہیں اور پھر ان کے مطابق ان آثار کی تجدید و تجدید کی جائے چنانچہ حضرت کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ

کی نشان دہی پر ان آثار کو صحیح کر کے مکمل کیا گیا تاکہ اہل اسلام ان سے برکت اندوز ہوتے رہیں۔

((عن ابی صالح عن عكرمة قال درس شئ من معالم الحرم على عهد معاوية

بن ابی سفیان رَضِيَ اللهُ عَنْهُما فكتب الى مروان بن الحكم وهو عامله على المدينة

يأمره ان كان کرز بن علقمة الخزاعی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حيا ان يكلفه اقامة معالم الحرم

لمعرفته بها وكان معمرا۔ فاقامها عليه فهي مواضع الانصاب اليوم))^۴

واقعہ ہذا قبل ازیں ہماری تصنیف ”مسئلہ اقر بانوازی“ ص ۱۳۸-۱۳۹ میں ذکر ہو چکا ہے یہاں بعض

حوالہ جات کا اضافہ کیا گیا۔

۱ مصنف عبدالرزاق ص ۱۴۷ ج ۵ تحت باب الکراء فی الحرم

۲ تاریخ ابن عساکر (مخطوط قلمی عکسی) ص ۴۴ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

۳ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۳۹ ج ۸ تحت تذکرہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

۴ کتاب فتوح البلدان (بلاذری) ص ۶۱ تحت السیول بمکہ

تاریخ طبری ص ۳۶، ۳۵ ج ۱۳ تحت ذکر من مات اول سنہ ۸۰ھ

طبقات ابن سعد ص ۳۲۸ ج ۵ تحت کرز بن علقمہ الخزاعی رضی اللہ عنہ طبع لیڈن

الاصابہ (ابن حجر) ص ۲۵۷ ج ۳ نمبر ۳۹۹ تحت کرز بن علقمہ بن ہلال رضی اللہ عنہ

جمہرة الانساب (ابن حزم) ص ۲۳۶ تحت وهولاء بنی حلیل۔

③ دار خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی حفاظت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بہترین کارناموں میں یہ چیز بھی قابل ذکر ہے کہ مکہ مکرمہ میں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ایک مسکن تھا جس کو دار خزیمہ کہا جاتا تھا۔ وہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا متبرک سکونت مکان تھا جس میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اقامت پذیر رہے اور اسی مکان میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد شریف جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی یہاں متولد ہوئی اور جناب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مکان سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد جناب عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس مکان کو اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس مقدس مقام کو خرید کر ایک مسجد تعمیر کروادی تھی جس میں اہل اسلام نمازیں ادا کرتے تھے اور اس کو بعد میں مولد فاطمۃ الزہرا کے نام سے کیا جاتا تھا اور وہ مکہ مکرمہ کے مواضع میں سے مسجد الحرام کے بعد افضل ترین مقام ہے۔

((وفی کتاب الغزی توفیت خدیجۃ رضی اللہ عنہا فی دارھا التی تسمى دار خزیمۃ وکانت مسکن رسول اللہ ﷺ و فیھا ولدت خدیجۃ اولادھا من رسول اللہ ﷺ ولم یزل النبی ﷺ مقيما فیھا حتی ہاجر فاخذھا عقیل رضی اللہ عنہ ثم اشتراها معاویۃ وهو خلیفۃ فجعلھا مسجدا یصلی فیہ ویعرف الیوم بمولد فاطمۃ وهو افضل موضع بمکۃ بعد مسجد الحرام))^۱

④ اہل تاریخ بیان کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں قدیم ایام میں قریش کے لیے ایک دار الندوہ تھا اس میں جنگی معاملات کے مشورے اور فیصلے ہوتے تھے اور شادی بیاہ کے موقع پر بھی وہاں قریش جمع ہوتے اور اپنی تقریبیں سرانجام دیتے تھے۔ قریش کے داروں میں سے یہ پہلا مشہور دار تھا اس کے بعد دار العجلہ تیار کیا گیا تھا۔

دار الندوہ ہمیشہ قبیلہ بنی عبدالدار کی تحویل میں چلا آ رہا تھا پھر عکرمہ بن عامر نے اس دار الندوہ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں فروخت کیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے دار الامارۃ تجویز کر دیا۔ دار الامارۃ میں حکام اور والی اقامت پذیر ہوتے اور انتظامی امور سرانجام دیتے تھے۔

((واما دار الندوة فبناھا قصی بن کلاب فکانوا یجتمعون الیہ فتقضى فیھا الامور ثم کانت قریش بعده تجتمع فیھا فتشاور فی حروبھا وامورها وتعدد الالویۃ وتزوج من اراد التزویج وکانت اول دار بنیت بمکۃ من دور

۱ تاریخ الخمیس (دیار بکری) ص ۳۰۱، ۳۰۲ ج ۱ تحت وفاة خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

قریش ثم دار العجلة وهى دار سعيد بن سعد بن سهم فلم تزل دار الندوة لبني عبدالدار بن قصي حتى باعها عكرمة بن عامر بن هاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصي من معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بن ابى سفيان رَضِيَ اللهُ عَنْهُما فجعلها دار الامارة))^۱

مدینہ منورہ میں آثار نبوی کی جستجو اور رفاہ عامہ کے مقامات کی تعمیر خدمات

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں جس طرح مکہ مکرمہ میں خاص خاص مقامات کا تحفظ کیا اسی طرح مدینہ طیبہ میں اس دور کی دینی و ملی ضروریات کے مطابق بعض آثار کو محفوظ کیا، بعض قصر تعمیر کرائے، اہل مدینہ اور دیگر مسلمانوں کی خاطر دار قائم کیے اور مسجد نبوی ﷺ کے ارد گرد گلی کوچوں میں پختہ فرش لگوائے۔ اہل اسلام کی نفع رسانی کے طور پر یہ امور سرانجام دیے۔ مفاد عامہ کی ان چیزوں کا ذکر مختصراً آئندہ سطور میں تحریر کیا جاتا ہے۔

مواقف و آثار نبوی

مدینہ طیبہ میں بہت سے مقامات ایسے تھے جن میں جناب نبی اقدس ﷺ سے کوئی معجزہ صادر ہوا یا کوئی خاص ظہور برکت کا واقعہ پیش آیا یا کوئی اور اہم چیز اس مقام کے متعلق ظاہر ہوئی تو مروان بن حکم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے سعی کی کہ ان مقامات متبرکہ کے متعلق واقفیت حاصل کی جائے۔ پس مروان نے حضرت ابوقنادہ انصاری رضی اللہ عنہ کو آدمی بھیج کر بلوایا اور ان سے عرض کیا کہ آپ میرے ساتھ ہو کر نبی کریم ﷺ کے ان خاص خاص مواقع و مواضع پر مجھے مطلع کریں۔

مختصر یہ ہے کہ آثار متبرکہ کی تحقیق و تعیین کا یہ کام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان کی ہدایات کی روشنی میں مروان بن حکم نے سرانجام دیا تھا۔

((ان مروان لما كان واليا على المدينة من قبل معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ارسل الى ابى

قتادة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ليريه مواقع النبي ﷺ واصحابه فانطلق معه فاراه))^۲

اس چیز کا ذکر قبل ازیں ہم نے اپنی تصنیف ”مسئلہ اقربا نوازی“ ص ۲۶۳-۲۶۴ میں کر دیا ہے اور

یہاں مزید حوالوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۱ کتاب فتوح البلدان (بلاذری) ص ۵۶ تحت بیان دور مکہ

۲ الاصابہ (ابن حجر) ص ۱۵۸ ج ۴ تحت ابی قتادہ بن ربیع الانصاری رضی اللہ عنہ

التاریخ الصغیر (امام بخاری) ص ۵۴ تحت ذکر من کان بعد الخمسين الى ستين، طبع الہ آباد ہند۔

قصر خل

اسی سلسلے میں مدینہ طیبہ کے احوال بیان کرنے والے مورخین نے ابن شہبہ کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ مقام حرہ کے نزدیک دومہ کے راستے پر ایک محل تعمیر کرایا جائے تاکہ اہل مدینہ کے لیے ایک قلعہ کا کام دے سکے۔

بقول بعض اس محل کی تعمیر کے لیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حاکم مدینہ منورہ مروان بن حکم کو حکم فرمایا تھا پھر مروان نے اس قصر کی تعمیر کے لیے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو متعین کیا۔ اس محل کو ”قصر خل“ کے نام سے پکارا جاتا تھا کیونکہ جو محل بھی راستے پر واقع ہو اسے ”خل“ ہی کہتے تھے۔ ”قصر خل“ کی تعمیر مکمل ہونے پر اس میں ایک سنگین کتبہ نصب کیا گیا جس پر ”لعبد اللہ معاویہ امیر المؤمنین مما عمل نعمان بن بشیر“ کے الفاظ کندہ تھے۔ یعنی اسے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے امیر المؤمنین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے تعمیر کرایا۔

((قال ابن شہبہ واما قصر خل الذی بظاہر الحرہ علی طریق دومہ فان معاویہ رضی اللہ عنہ امر النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما ببناءہ لیکون حصنا لاهل المدینہ ویقال بل امر بہ معاویہ مروان بن حکم وهو بالمدينة فولاه مروان النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما و فیہ حجر منقوش فیہ ”لعبد اللہ معاویہ امیر المؤمنین مما عمل نعمان بن بشیر“ وانما سمی قصر خل لانه علی الطریق وکل طریق فی حرہ اور مل ینال له ”خل“))^۱

قصر بنی جدیدہ

نیز مورخین نے بعض دیگر قصر بھی ذکر کیے ہیں ان میں سے ایک قصر بنی جدیدہ بھی تھا۔ اس کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کے لیے بطور قلعہ کے بنوایا تھا اور اس قصر کے تعمیری کام پر طفیل بن ابی کعب انصاری رضی اللہ عنہ کو متعین کیا تھا۔ انھوں نے اسے تیار کرایا اور اس دور کی ضرورت کے مطابق اس کے دو دروازے بنوائے گئے اور ”بیرحہ“ کا مقام اس کے وسط میں آ گیا۔

((واما قصر بنی جدیدہ۔ فان معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما انما بناہ لیکون حصنا وله بابان۔ وكان الذی ولی بناء لمعاویہ الطفیل بن ابی کعب

^۱ تاریخ مدینہ منورہ ص ۲۷۱ ج ۱ تحت ذکر دار ہشام بن عبد الملک وقصر خل..... الخ

کتاب وفاء الوفاء (نور الدین سمہودی) ص ۱۲۸۹ ج ۳ تحت عنوان قصر خل

الانصارى رضي الله عنه و في وسطه بيرحاء))^۱

قصر دارین

اسی طرح مدینہ طیبہ میں قصر الدارین کے نام سے ایک مقام تھا اسے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تعمیر کرایا تھا۔ یہ مقام ایک صحابی صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت فرمایا تھا اور اس وقت یہ ایک حائط (باغ) کی شکل میں تھا بعد میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زر کثیر سے خرید کر لوگوں کے فائدے کے لیے قصر کی شکل میں تعمیر کرایا۔

((فباعه من معاوية بن ابى سفيان رضي الله عنه بعد ذلك بمال كثير فبناه معاوية بن

ابى سفيان رضي الله عنه قصرا وهو الذي يقال له بالمدينة قصر الدارين))^۲

دار القضاء

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے انتقال سے قبل اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور اپنی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرا فلاں مقام (جسے بعد میں رحبۃ القضاء کا نام دیا گیا) فروخت کر کے میرا قرض ادا کیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے آنجناب کے انتقال کے بعد اس مقام کو فروخت کر دیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے اس دور کی وقتی قومی ضروریات کے لیے خرید لیا پھر ایک مدت کے بعد اس مقام کو مسجد میں شامل کر دیا گیا۔

((كانت رحبة القضاء لعمر بن الخطاب رضي الله عنه وامر حفصه وعبدالله ابنيه

رضي الله عنه ان يبيعها عند وفاته في دين كان عليه. فباعوها من معاوية بن ابى

سفيان رضي الله عنه وكانت تسمى دارالقضاء وكان معاوية رضي الله عنه اشتراها عند

ولايته))^۳

دار القضاء

سہلہ بنت عاصم کہتی ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے ایک دار تھا جس کو دار القضاء کہتے تھے۔ یہ وہ دار تھا جس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نامزد کردہ چھ اشخاص کے متعلق تین شب و روز مشورہ ہوتا

۱ تاریخ مدینہ منورہ (ابن شبہ) ص ۲۷۲ ج ۱ طبع مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ

وفاء الوفاء (سمہودی) ص ۹۶۲، ۹۶۳ ج ۳، تحت الآبار، بیرحاء

۲ تاریخ مدینہ منورہ (ابن شبہ) ص ۲۷۳ ج ۱ طبع مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ

۳ تاریخ مدینہ منورہ (ابن شبہ) ص ۲۳۳-۲۳۴ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ

وفاء الوفاء (نور الدین سمہودی) الجزء الثاني ص ۶۹۸-۶۹۹ تحت زیادت باب القضاء

رہا کہ کس شخص کو خلیفۃ المسلمین منتخب کیا جائے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے کا آخری فیصلہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے اسی مکان پر ہوا تھا۔ بعد میں اس مکان کو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے فرزندوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں فروخت کر دیا اور آپ نے اس مکان میں سرکاری دفاتر اور بیت المال قائم کیا۔

((عن عمته سهلة بنت عاصم قالت: كان دار القضاء لعبدالرحمن بن عوف رضي الله عنه وانما سميت دار القضاء لان عبدالرحمن اعتزل فيها ليالي الشورى حتى قضى الامر- فباعها بنو عبدالرحمن من معاوية بن ابي سفيان رضي الله عنه وكانت الدواوين فيها وبيت المال))^۱

فرش لگوانا

مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے ارد گرد پہلے پتھر میں لگے ہوئے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اسے پختہ کرنے کا قصد کیا اور حاکم مدینہ مروان بن حکم کو حکم دیا کہ مسجد نبوی کے قریب کوچہ جات میں پتھر سے پختہ فرش لگوایا جائے۔ چنانچہ اس فرمان کے موافق مسجد نبوی کے قرب وجوار میں گلیوں کو پختہ کیا گیا۔

((ان الذي بنى حوالى مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم بالحجارة معاوية بن ابي سفيان رضي الله عنه امر بذلك مروان ابر الحكم))

((فامرہ معاویة رضي الله عنه تبليط ما سوى ذلك مما قارب المسجد ففعل))^۲

مختصر یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ”حریم شریفین“ کی بہت اہم خدمات سرانجام دیں۔ ان میں سے چند ایک کا یہاں اجمالاً ذکر کیا گیا۔ اس سے حضرت موصوف کی اہل حریم شریفین کے حق میں عقیدت مند کا ثبوت ملتا ہے اور ان کی ملی خدمات کا جذبہ نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔

رعایا کی خبر گیری

علماء ذکر کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعلق اپنی رعایا کے ساتھ نہایت عمدہ تھا اور آں موصوف نے رعایا کے احوال کی خبر گیری کے لیے ایک نظم قائم کیا ہوا تھا۔ وہ اس طرح کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہر قبیلہ کی خبر گیری کے لیے ایک شخص متعین کیا جاتا تھا، وہ ان قبائل کی محافل میں جا کر حالات معلوم کرتا کہ

① اس قبیلہ میں کوئی بچہ مولود ہوا ہے یا نہیں؟

۱ تاریخ مدینہ منورہ (ابن شبہ) ص ۲۳۳ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ

۲ تاریخ مدینہ منورہ (ابن شبہ) ص ۱۶، ۱۷ ج ۱ طبع مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ

- ② اس قبیلہ میں گزشتہ رات کوئی نیا واقعہ تو پیش نہیں آیا؟
- ③ اس قبیلہ میں کوئی مہمان فروکش ہوا ہے یا نہیں اور مہمان کی ضروریات کیا ہیں؟
- چنانچہ اس طریق کار سے وہ شخص احوال معلوم کرنے کے بعد دفتر میں پہنچتا اور نومولود کا نام اور دیگر ضروری کوائف ایک رجسٹر میں درج کرتا تھا تا کہ ان کی ضروریات کو پورا کرنے کا مناسب انتظام کیا جائے اور وظیفہ مقرر کیا جائے۔

ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ:

((عن ابی قبیل قال کان معاویة قد جعل فی کل قبیل رجلا وکان رجل منا یکنی ابا العیش یصح فی کل یوم فیدور علی المجالس هل ولد فیکم اللیلة ولد هل حدث اللیلة حدث هل نزل بکم الیوم نازل فیقولون ولد لفلان غلام و لفلان فیقول فما سمی فیقال له فیکتب فیقول هل نزل بکم اللیلة نازل قال فیقولون نعم نزل رجل من اهل الیمن سیمونه وعیاله فاذا فرغ من القبیل کله اتی الدیوان فوقع اسماء هم فی الدیوان))^۱

اور البدایہ میں ہے کہ:

((فاذا اخبر بذلك اثبت فی الدیوان یعنی لیجری علیہ الرزق))

فطیم کے لیے وظیفہ

بچوں کے وظائف کے سلسلے میں علماء نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کی یہ چیز ذکر کی ہے کہ جب نومولود فطیم ہو جاتا یعنی شیر خواری کا دور ختم کرتا تو اس کے لیے سرکاری طور پر وظیفہ مقرر کر دیا جاتا تھا۔

((فلما کان معاویة رضی اللہ عنہ فرض ذلك للفطیم))^۲

ان واقعات کے ذریعے سے آں موصوف کے عہد میں پبلک کی رعایت اور مفاد عامہ کے لحاظ اور ان کے ساتھ حسن معاشرت کا مسئلہ خوب واضح ہوتا ہے۔

۱ تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ عکسی) ص ۲۹ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

منہاج السنۃ (ابن تیمیہ) ص ۱۸۵ ج ۳

المستغنی (ذہبی) ص ۳۸۸

البدایہ (ابن کثیر) ص ۱۳۴ ج ۸ تحت تذکرہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

یہ مضمون قبل ازیں ”مسئلہ اقربا نوازی“ ص ۱۵۳ پر ذکر کیا گیا ہے۔

۲ کتاب فتوح البلدان (بلاذری) ص ۲۶۳ تحت ذکر العطاء..... الخ

ایذا سے بچاؤ کی تدبیر

مفاد عامہ کے سلسلے میں مورخین ذکر کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے علاقہ شام اور الجزیرہ پر عامل تھے تو علاقہ ”نصیبین“ کے والی نے آپ کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال کیا جس میں یہ شکایت ذکر کی کہ یہاں مسلمانوں کی ایک جماعت بچھوؤں کی کثرت کی وجہ سے بڑی تکلیف میں مبتلا ہے۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ آپ علاقہ کے لوگوں کے ذمہ لگائیں کہ وہ عقارب (بچھوؤں) کی ایک خاص تعداد پکڑ کر لائیں۔ چنانچہ جب بچھو پکڑ کر لائے جاتے تو انہیں قتل کر دیا جاتا۔ اس طرح اس علاقہ میں بچھوؤں کی کثرت قلت میں تبدیل ہو گئی۔

((وحدثنی ابو حفص الشامی عن حماد بن عمرو النصیبی قال کتب عامل نصیبین الی معاویة رضی اللہ عنہ وهو عامل عثمان رضی اللہ عنہ علی الشام والجزیرة یشکو الیه ان جماعة من المسلمین ممن معه اصبوا بالعقارب۔ فکتب الیه یامرہ ان یوظف علی اهل کل حیز من المدینة عدة من العقارب مسماة فی کل لیلۃ ففعل فکانوا یاتونہ بها فیامر بقتلہا))^۱

حاصل یہ ہے کہ فصل ہذا میں رفاہی امور اور مفاد عامہ کی چیزوں کا اختصاراً ذکر کیا گیا ہے اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کی ملٹی خدمات کا نقشہ سامنے آتا ہے اور اہل اسلام کی خیر خواہی کا جذبہ نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔

^۱ فتوح البلدان (بلاذری) ص ۱۸۶ تحت فتوح الجزیرہ
معجم البلدان (یاقوت حموی) ص ۲۸۹ ج ۱۹ تحت ذکر نصیبین۔

فصل پنجم

علمی مذاکرات اور ثقافتی کارنامے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے علمی مذاکرات اور ثقافتی کارناموں کے سلسلے میں چند ایک چیزیں یہاں مختصر طریق سے ذکر کی جاتی ہیں۔ اس سے آنجناب کے علمی ذوق اور دینی وثاقت اور ملی خدمات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک اہم علمی مقام و مرتبہ کے حامل تھے آں موصوف نے جہاں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں وہاں ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث نبوی نقل کی ہیں۔ یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جس طرح احادیث نبوی کے راوی ہیں اسی طرح وہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین حضرات کے مروی عنہ بھی ہیں اور راوی و مروی عنہ کے دونوں شرفوں سے مشرف ہیں۔

اس فن کے علماء نے تحریر کیا ہے کہ درج ذیل جلیل القدر فقہائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آں موصوف سے روایات نقل کی ہیں:

مثلاً عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، جریر بن عبداللہ بجلي، معاویہ بن خدیج، سائب بن یزید، نعمان بن بشیر، ابوسعید خدری اور ابو امامہ بن سہل وغیرہم رضی اللہ عنہم

اور کبار تابعین اور فقہاء میں سے درج ذیل حضرات نے آں موصوف سے روایات نقل کی ہیں:

مثلاً افضل التابعین حضرت سعید بن مسیب، عبداللہ بن حارث بن نوفل، قیس بن ابی حازم، ابو ادریس خولانی اور ان کے بعد کے حضرات مثلاً عیسیٰ بن طلحہ، محمد بن جبیر بن مطعم، حمید بن عبدالرحمن بن عوف، ابو مجلز، حمران مولیٰ عثمان بن محیریز، علقمہ بن ابی وقاص، عمیر بن ہانی، ہمام بن منبہ، ابو عریان نخعی، مطرف بن عبداللہ بن شخیر وغیرہم رضی اللہ عنہم۔

علامہ ابن حجر مکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((هؤلاء الائمة ائمة الاسلام الذين رروا عنه- تعلم انه كان مجتهدا ای مجتهد و فقیہا ای فقیہ))^۱

۱ تطہیر الجنان (ابن حجر مکی) ص ۲۶ تحت فصل ثانی فی فضائلہ و مناقبہ (طبع مصر) مع الصواعق المحرقة

اسد الغابہ (ابن اثیر جزری) ص ۳۸۷ ج ۳ تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

الاصابہ (ابن حجر عسقلانی) ص ۴۱۲-۴۱۳ ج ۳ تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ مع الاستیعاب

”یعنی مندرجہ بالا حضرات دین اسلام کے ائمہ کرام اور پیشوا ہیں۔ ان لوگوں نے حضرت امیر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے دینی روایات نقل کی ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کتنے ارفع درجے کے مجتہد اور کتنے اعلیٰ درجے کے فقیہ تھے۔“

نیز امام نووی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک سوتریسٹھ (۱۶۳) احادیث نبوی منقول ہیں۔^۱

یہ چیز قبل ازیں کتاب مسئلہ اقربا نوازی صفحہ ۱۴۲ پر ذکر ہو چکی ہے۔

اتنی کثیر تعداد میں احادیث نبویہ رضی اللہ عنہم کے راوی ہونے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی مقام اور دینی شغف بخوبی واضح ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں حدیث نبوی رضی اللہ عنہم کے نقل کرنے اور وعظ گوئی کے مسئلہ میں آں موصوف کے عہد خلافت میں خاص احتیاط کی جاتی تھی تاکہ احکام شرعی اور دینی امور میں کسی قسم کا بے جا تصرف نہ کیا جاسکے۔

اور ثقافتی امور کے سلسلے میں آنجناب کی قابل قدر خدمات پائی جاتی ہیں اور اسی ضمن میں یونانی طب کو عربی زبان میں منتقل کرنے کا کارنامہ قابل ستائش اور لائق تحسین امر ہے۔ بقدر ضرورت ان چیزوں کا ذکر فصل ہذا میں کیا جا رہا ہے۔

بعض مرویات

(الف) اس سلسلے میں یہاں نمونہ کے طور پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی چند ایک روایات ذکر کی جاتی ہیں۔ ایک روایت میں انصار کے مقام و مرتبہ کو جناب نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے اس طرح بیان کیا گیا ہے:

یزید بن جاریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں انصار کی ایک جماعت میں بیٹھا تھا کہ ہم پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ آپ لوگ کس قسم کی گفتگو میں مصروف تھے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم انصار کے متعلق کلام کر رہے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں بھی (انصار کے متعلق) ایک حدیث بیان کروں جو میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے سماعت کی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں اے امیر المؤمنین! فرمائیے۔

اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب نبی اقدس ﷺ سے سنا ہے آنجناب ﷺ فرما رہے تھے کہ جو شخص انصار سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمائیں گے اور جو انصار کو ناپسند کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ناپسند فرمائے گا۔

۱ تہذیب الاسماء واللغات (نووی) ص ۱۰۲-۱۰۳ ج ۲ تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ طبع مصر۔

((عن یزید بن جاریہ انه کان جالساً فی نفر من الانصار فمر علیہم معاویہ
رضی اللہ عنہ فسألہم عن حدیثہم فقالوا: کنا فی حدیث من حدیث الانصار فقال
معاویہ رضی اللہ عنہ افلا ازیدکم حدیثاً سمعته من رسول اللہ ﷺ؟ قالوا: بلی یا
امیر المؤمنین! قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: من احب الانصار احبه
الله ومن ابغض الانصار ابغضه الله))^۱

(ب) اسی طرح درج ذیل روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے نقل
کی ہے اور ان کی توثیق کی ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مشہور ہاشمی بزرگ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ سردار دو عالم ﷺ نے مقرض (قینچی) سے اپنے مبارک تراشے۔ حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بعض شاگردوں نے عرض کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی دوسرے صاحب سے
ہم تک یہ روایت نہیں پہنچی تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواباً فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور
ﷺ پر اتہام لگانے والے نہیں ہیں۔ (یعنی ان کی روایت درست ہے)

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان معاویہ اخبرہ انه رای رسول اللہ ﷺ قصر من
شعرہ بمشقص فقلنا لابن عباس رضی اللہ عنہما ما بلغنا هذا الا عن معاویہ رضی اللہ عنہ فقال
ما کان معاویہ رضی اللہ عنہ علی رسول اللہ ﷺ متہماً))^۲

یہ روایت ”اقر بانوازی“ ص ۱۳۸ پر بھی ذکر ہو چکی ہے۔

(ج) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ ہاشمی رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
سے درج ذیل روایت نقل کی ہے۔

فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”العمری“ یعنی جو چیز
کسی شخص کو عمر بھر کے لیے دے دی جائے تو وہ اس کے لیے جائز اور درست ہے۔

((عن محمد بن علی (الحنفیة) عن معاویة بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما قال سمعت
رسول اللہ ﷺ یقول: العمری جائزة لاهلہا))^۳

۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۸، ج ۱۲ کتاب الفصائل، طبع کراچی

۲۔ مسند امام احمد ص ۹۵ ج ۴ تحت مسند معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

منہ المعبود فی ترتیب مسند ابی داؤد الطیالسی ص ۲۱۹ ج ۱ باب فتح الحج الی العمرة۔

۳۔ مسند امام احمد ص ۹۷ ج ۴ تحت حدیث معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

تہذیب التہذیب (ابن حجر) ص ۳۵۴ ج ۹ تحت محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

(یہ روایت قبل ازیں ”مسئلہ اقربا نوازی“ ص ۱۴۰ پر ذکر کی جا چکی ہے۔)

اکابر ہاشمی حضرات نے متعدد روایات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہیں یہ چیزیں ان بزرگوں کے باہم دینی اعتماد پر دلالت کرتی ہیں اور ان کے باہمی علمی مذاکرات و تعلقات کو واضح کرتی ہیں۔
نقل حدیث اور وعظ گوئی میں احتیاط

① اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ احادیث نبویہ ﷺ کے نقل کرنے اور جمع کرنے میں خاص احتیاط کیا کرتے تھے۔ اسی سلسلے میں عبداللہ بن عامر تکھی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ بیان روایت کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ (بے احتیاطی سے) احادیث مت بیان کرو۔ ہاں وہ روایات جو عہد فاروقی میں بیان کی جاتی تھیں انھیں ذکر کیا کرو کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خدا خونی کرنے والے تھے (وہ اپنے عہد میں بے اصل روایات کو جاری نہیں ہونے دیتے تھے) اس فرمان کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے ایک مرفوع روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے سنا، فرماتے تھے کہ ”من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین..... الخ“ یعنی جس کے حق میں اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتے ہیں اسے دین میں بہتر سمجھ عطا فرماتے ہیں۔^۱

② اس طرح نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت بیان کی تو آپ نے میرے بیان پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس روایت کی تصدیق اور تحقیق کے لیے خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال کیا کہ آپ میری طرف وہ حدیث نبوی تحریر کر کے روانہ فرمائیں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وہ روایت تحریر کر کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف ارسال فرمائی۔

((قال فاخبرته معاویة بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فلم یرض بالذی اخبرته حتی

کتب الی ام المؤمنین ان اکتبی الی بہ۔ فکتبت الیہ بہ کتابا))^۲

③ محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ قریش کا ایک وفد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا ہوا تھا۔ حضرت موصوف کو یہ چیز پہنچائی گئی کہ ایک صاحب کہتے ہیں کہ عنقریب قبیلہ قحطان کا ملک پر قبضہ ہو جائے گا (یعنی قریش کی خلافت نہ رہے گی)۔ یہ معلوم کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے اور ایک خطبہ کی شکل میں مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ بعض لوگ ایسی

۱۔ مسند امام احمد ص ۹۹ ج ۴ تحت حدیث معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

مسلم شریف ص ۳۳۳ ج ۱ تحت باب النبی عن المسئلہ، طبع دہلی

۲۔ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۲۰۷ ج ۷ تحت حدیث آخر (فضائل عثمان رضی اللہ عنہ)

روایات بیان کرتے ہیں کہ جو نہ کتاب اللہ میں ہیں اور نہ آنجناب ﷺ سے منقول ہیں۔ یہ ناواقف لوگ ہیں ان کی خواہشات کے مطابق برگشتہ کر دینے والی باتوں سے آپ لوگ اجتناب کریں۔ میں نے آنجناب ﷺ سے سنا ہے کہ (امر خلافت) قوم قریش میں ہوگا جب تک کہ دین الہی قائم رکھیں گے، اور جو بھی اس معاملہ میں ان سے نزاع کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل گرا دیں گے۔

((فغضب معاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فقام فانثى على الله عزوجل بما هو اهله ثم قال اما بعد فانه بلغنى ان رجالا منكم يحدثون احاديث ليست فى كتاب الله ولا توثر عن رسول الله ﷺ اولئك جهالكم فايكم والامانى التى تضل اهلها فانى سمعت رسول الله ﷺ يقول ان هذا الامر فى قریش لا ينازعهم احد الا اكبہ الله على وجهه ما اقاموا الدين))^۱

③ نیز بیان روایت میں احتیاط کرنے کا ایک اور واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ربیعہ بن یزید کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ کی طرف مکتوب ارسال کیا کہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص جو مصر میں مقیم ہیں ان سے درج ذیل روایت کے متعلق استفسار کریں کہ کیا انھوں نے یہ روایت جناب نبی کریم ﷺ سے سماعت کی ہے کہ جناب نبی اقدس ﷺ فرماتے تھے ”اللہ تعالیٰ ایسی امت کو پاک اور بابرکت نہیں فرماتا جس امت میں حق کا فیصلہ نہیں کیا جاتا اور جس امت کے ضعیف لوگ اپنا حق قوی لوگوں سے بہ سہولت نہیں حاصل کر سکتے۔“ مزید تحریر کیا کہ اگر عبد اللہ بن عمرو کہیں کہ میں نے یہ روایت جناب نبی اقدس ﷺ سے سنی ہے تو بذریعہ قاصد مجھے اطلاع دیں۔

چنانچہ مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ نے مصر میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا روایت کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے اس کی تصدیق کی۔ اس کے بعد مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ مصر سے شام پہنچے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو روایت کے سماعت کرنے کی خبر دی۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بھی یہ روایت جناب نبی کریم ﷺ سے سماعت کی تھی لیکن میں اس کی تائید و تصدیق کرنا چاہتا تھا۔

((عن ربیعة بن یزید ان معاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كتب الى مسلمة بن مخلد رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ان سل عبد الله بن عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هل سمع رسول الله ﷺ يقول لا قدست امة لا ياخذ ضعيفها حقه من قوياها وهو غير مضطهد۔ فان قال نعم فاحمله على البريد۔ فسأله فقال نعم۔ فحملة على البريد من مصر الى الشام فسأله معاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فاخبره فقال معاویة وانا قد سمعته ولكن احببت

ان اثبت۔ رواہ الطبرانی و رجالہ ثقات))^۱

⑤ چنانچہ اسی سلسلے میں حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں حصول روایت کا ایک دیگر واقعہ محدثین ذکر کرتے ہیں۔ جس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حفاظت حدیث و جمع روایت میں مساعی جمیلہ نمایاں طور پر پائی جاتی ہے۔

ایک مرتبہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (جو اس وقت کوفہ کے حاکم تھے) کی طرف تحریر کیا کہ آپ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث زیر قلم کر کے میری طرف ارسال کریں۔ چنانچہ اس فرمان کے مطابق حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے احادیث تحریر کر کے ارسال کیں جن میں درج ذیل فرمان نبوی مذکور تھا:

((قال فكتب اليه انى سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يتعوذ من ثلاثة من عقوق الامهات ومن واد البنات ومن منع وهات و سمعته ينهى عن ثلاثة عن قیل وقال واضاعة المال وكثرة السؤال قال وسمعته يقول: اللهم لا مانع لما اعطيت ولا راد لما قضيت ولا ينفع ذا الجد منك الجد))^۲

”مطلب یہ ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف جواباً تحریر کیا کہ میں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ تین چیزوں والدہ کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے اور جو چیز اپنے پاس ہے اس کو دینے سے انکار کرنے سے پناہ مانگتے تھے۔ اور میں نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ تین چیزوں قیل و قال (غیر ضروری بحث و مباحثہ) اور مال کو ضائع کرنے اور بے جا کثرت سوال سے منع فرماتے تھے۔“

معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی ذوق بہت عمدہ تھا اور آں موصوف جمع حدیث و حصول روایت کے باب میں بہت احتیاط اور کوشش کرتے تھے اور مصر، شام اور کوفہ تک قاصد روانہ کر کے ثقہ لوگوں کے ذریعے سے حدیث کی تصدیق و تائید حاصل کرتے تھے۔

⑥ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جس طرح بیان روایت کے باب میں احتیاط کی جاتی اور اس کے حصول میں کوشش کی جاتی تھی، اسی طرح وعظ گوئی یا عام قصہ گوئی پر خلیفہ وقت کی جانب سے

۱۔ مجمع الزوائد (پیشی) ص ۲۰۹ ج ۵ باب اخذ حق الضعیف من القوی، طبع مصر۔

۲۔ مسند عبد بن حمید ص ۵۱۰-۱۵۱ (المتوفی ۲۳۹ھ) تحت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت نمبر ۳۹۱

مسند احمد ص ۲۵۰-۲۵۳ ج ۴ تحت مسند مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ طبع مصر

صحیح ابن حبان ص ۴۳۳ ج ۸ روایت نمبر ۵۵۳۰۔

کنٹرول تھا تا کہ ہر کہ و مہ اٹھ کر بے سرو پا چیزیں نہ بیان کرنے لگے اور جاہل نا اہل لوگ غلط بیانی سے عوام الناس کو گمراہ نہ کریں۔ یہ سب چیزیں حفاظت دین کی خاطر اختیار کی جاتی تھیں اس سلسلے میں چند ایک امور ذکر کیے جاتے ہیں۔

⑥ ابو عامر عبداللہ بن یحییٰ کہتے ہیں کہ ایک بار ہم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں فریضہ حج ادا کیا۔ جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو ہمیں اطلاع دی گئی کہ بنی مخزوم کا ایک غلام اس شہر میں قصہ گوئی کرتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس قصہ گو کو بلوا کر اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تجھے قصہ گوئی کی اجازت ملی ہوئی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو بلا اجازت قصہ گوئی کیوں کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے علم دیا ہے اور ہم اسے پھیلاتے ہیں۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں نے پہلے تجھے منع کیا ہوتا تو آج تجھے سزا دیتا۔

((عن ابی عامر عبداللہ بن یحییٰ قال حججنا مع معاویة بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فلما قدمنا مکة اخبر بقاص یقص علی اهل مکة مولی لبنی (مخزوم) او (فروخ) فارسل الیه معاویة رضی اللہ عنہ فقال امرت بهذه القصص؟ قال: لا۔ قال فما حملک علی ان تقص بغیر اذن؟ قال فنشیء علماء علمنا اللہ عزوجل فقال معاویة رضی اللہ عنہ لو کنت تقدمت الیک لقطعتمک طائفة (وفی بعض الروایات..... منک طابقا))^۱

⑧ اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں کعب احبار و عظ کہتے تھے لیکن جب انھیں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پہنچا کہ آنجناب فرمایا کرتے تھے کہ وعظ اور نصیحت گوئی امیر وقت اور حاکم کے ذمے ہے یا اس شخص کا کام ہے جسے حاکم وقت نے اجازت دی ہو، تیسرا شخص محتال اور متکلف ہے (یعنی بزور وعظ گوئی کرنے والا ہے) تو اس کے بعد جناب کعب احبار نے وعظ گوئی ترک کر دی اور اس کام سے رک گئے۔ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ حالات معلوم ہوئے تو آں موصوف نے آپ کو خصوصی طور پر اجازت دیتے ہوئے حکم فرمایا کہ آپ وعظ اور نصیحت کر سکتے ہیں چنانچہ اس کے بعد جناب کعب وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

((کان کعب یقص فبلغه حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یقص الا امیر او مامور

۱۔ مستدرک حاکم ص ۱۲۸ ج ۱ تحت کتاب العلم، طبع اول حیدرآباد دکن۔

کتاب المعرفة والتاریخ (ابو یوسف بسوی) ص ۳۳۱-۳۳۲ ج ۲ تحت ابی عامر عبداللہ بن یحییٰ

او محتال۔ فترك القصص حتى امره معاویہ رضی اللہ عنہ فصار یقیناً بعد ذلك))^۱

دینی مسائل کی اہمیت

علمی مذاکرات کے سلسلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بعض اوقات دینی مسائل دریافت کرتے تھے اور اس میں اکابر سے رائے حاصل کرنے میں انقباض نہیں رکھتے تھے حضرت موصوف کا یہ طریق کار ان کے اخلاص فی الدین کی خاص علامت ہے اور باہم دینی روابط کا مظاہرہ ہے اور شرعی مسائل میں اتفاق و اتحاد کا واضح ثبوت ہے۔ اس سلسلے میں چند ایک روایات پیش خدمت ہیں:

① سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شام کے علاقے میں ایک شخص احوص نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی اور وہ مطلقہ عورت اپنی طلاق کی عدت گزارتے ہوئے تیسرے حیض میں تھی کہ احوص کا انتقال ہو گیا۔ اس کی وراثت کے سلسلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مشہور صحابی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آدمی بھیج کر مسئلہ وراثت دریافت کیا تو جواب میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ چونکہ بیوہ تیسرے حیض میں داخل ہو چکی تھی اس لیے زوجین ایک دوسرے سے بری ہو چکے ہیں اور ان کی باہم وراثت جاری نہیں ہوگی۔ (یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور یہ اس مسئلہ میں ایک صحابی کی تحقیق ہے)

((عن سلیمان بن یسار ان الاحوص هلك بالشام حين دخلت امرأته في الدم من الحيضة الثالثة وقد كان طلقها فكتب معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما الی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ يسأله عن ذلك فكتب الیه زید انها اذا دخلت في الدم من الحيضة الثالثة فقد برئت منه وبری منها۔ لا يرثها ولا ترثه۔ رواه مالك))^۲

② مسائل شرعیہ کی دریافت کے سلسلے میں ایک دوسرا واقعہ محدثین اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ مشہور تابعی سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ علاقہ شام میں ایک شخص نے اپنی زوجہ کے ساتھ ایک اجنبی شخص کو قابل اعتراض حالت میں پایا تو اس نے اس اجنبی مرد یا اپنی زوجہ کو قتل کر دیا۔ اس معاملہ کی قضا اور فیصلہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اشکال ہوا تو آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس مسئلے کا حل طلب کرنے کے لیے مکتوب لکھا۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے شرعی مسئلے کا حل

۱ الاصابہ (ابن حجر) ص ۲۹۸ ج ۳ تحت (۷۴۹۸) کعب بن ماتع۔

۲ کتاب القصاص والمذکرین (ابن جوزی) ص ۲۸ تحت باب ۴ فی انه لا یبطل الا باذن..... الخ

۳ مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۹، فصل ثالث باب العدة، بروایت امام مالک رضی اللہ عنہ، طبع دہلی۔

جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کر کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا۔ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جواباً تحریر کیا کہ اگر قاتل چار شاہد پیش نہ کر سکے تو قتل کی دیت ادا کرے (یعنی بدہدشتران دیت را)

((مالك عن يحيى بن سعيد عن سعيد بن المسيب ان رجلا من اهل الشام وجد مع امرأته رجلا فقتله او قتلها فاشكل على معاوية بن ابي سفيان رضي الله عنه القضاء فيه فكتب الى ابي موسى الاشعري رضي الله عنه يسأل له على بن ابي طالب رضي الله عنه عن ذلك فسأل ابو موسى عن ذلك على بن ابي طالب رضي الله عنه فقال ابو موسى رضي الله عنه كتب الى معاوية بن ابي سفيان رضي الله عنه اسالك عن ذلك فقال على رضي الله عنه انا ابو الحسن: ان لم يأت باربعة شهداء فليعط برمته))^۱

۳) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں ایک شخص نے اپنی زوجہ کو ”خاص الفاظ“ کے ساتھ طلاق دے دی۔ لوگوں نے کہا کہ یہ زوجہ اس شخص پر حرام ہو چکی ہے یہ آدمی یہ مسئلہ لے کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنجناب نے یہی فیصلہ صادر فرمایا کہ مذکورہ صورت میں یہ عورت اس شخص پر حرام ہو چکی ہے اور بغیر حلالہ کے اس کے لیے حلال نہیں۔ پھر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت ہوئے تو پھر وہی شخص وہی مسئلہ لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا اور فیصلہ طلب کیا اور ساتھ ہی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا سابق فیصلہ بھی اس نے خود ہی ذکر کر دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمام صورت حال معلوم کر کے فرمایا:

((قال قد اجزنا قضاء عليك او قال ما كنا لنرد قضاء قضاء عليك))^۲

مطلب یہ ہے کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نافذ کیا اور اس کا خلاف نہیں کیا۔

معلوم ہوا کہ ان حضرات کا شرعی مسائل میں باہم تعاون تھا اور وہ ایک دوسرے کی تائید کرتے تھے۔

۴) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مدینہ طیبہ سے ایک نباش (کفن چور) پکڑا گیا۔ اس وقت مدینہ منورہ پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مروان بن حکم عامل متعین تھے۔ مروان نے اس شخص کی سزا کے متعلق اس وقت کے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور فقہائے مدینہ سے مسئلہ دریافت کیا تو کسی صاحب نے قطع ید یعنی ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ نہیں دیا بلکہ وہ اس رائے پر متفق ہوئے کہ اس شخص کو زد و کوب کیا جائے اور شہر

۱ موطا امام مالک ص ۳۰۸ تحت القضاء فینم وجد مع امرأته رجلا۔ طبع دہلی

۲ السنن الکبریٰ ص ۱۲۰ ج ۱۰ کتاب آداب القاضی، باب من اجهد من الحکام ثم تغیر اجتهاده..... الخ

میں (تذلیل کے طور پر) پھرایا جائے۔

((اخذ نباش فی زمان معاویہ زمان کان مروان علی المدینة۔ فسال من کان

بحضرته من اصحاب رسول الله ﷺ بالمدينة والفقهاء فلم يجدوا احدا

قطعة قال فاجمع رأيهم علی ان يضربه ويطاف به))^۱

مندرجات بالا کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں دینی مسائل میں دیگر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور فقہاء سے رائے طلب کرنے میں انقباض نہیں تھا اور ان حضرات کی تحقیق کا احترام ملحوظ رکھا جاتا اور ان کی رائے کی قدر دانی کرتے ہوئے اس پر عمل درآمد کیا جاتا تھا۔

ثقافتی امور کی طرف توجہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بے شمار علمی و ثقافتی خدمات تاریخ میں مذکور ہیں ان کو فراہم کر کے زیر قلم کرنا سہل کام نہیں ہے تاہم اس سلسلے میں چند ایک چیزیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

① حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے عہد خلافت میں معلوم ہوا کہ ایک شخص عبید بن شریہ جرہمی تاریخ دان ہے اس نے جاہلیت کا دور پایا ہے اور جناب نبی کریم ﷺ کے عہد میں موجود تھا لیکن آنجناب سے سماع اسے حاصل نہیں ہوا۔ اس شخص کو ملوک عرب و عجم کے بے شمار واقعات از بر تھے اور اخبار و انساب کا ماہر تھا اور تاریخی حالات سے خوب واقف تھا۔ یہ شخص یمن کے دار الحکومت صنعاء میں سکونت پذیر تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ہاں بلوایا اور حکم دیا کہ سابقہ عرب و عجم کے حالات کی اپنے معلومات کی حد تک تدوین کی جائے اور انھیں ایک ترتیب کے ساتھ کتابی شکل میں قلم بند کیا جائے۔ چنانچہ ابن ندیم نے ذکر کیا ہے کہ:

((عبید بن شریہ الجرہمی فی زمان معاویة بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فسالہ عن

الاحبار المتقدمة وملوك العرب والعجم وسبب تبلیل الالسنة وامر افتراق

الناس فی البلاد وكان استحضره من صنعاء الیمن فاجابه الی ما امر فامر

معاویة رضی اللہ عنہ ان یدون وینسب الی عبید بن شریة الی ایام عبدالملک بن

مروان وله من الکتب کتاب الامثال و کتاب الملوك و اخبار الماضیین))^۲

۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۳ ج ۱۰ کتاب الحدود، روایت نمبر ۸۶۶۲، طبع کراچی

نصب الراية (زیلعی) ص ۳۶۷-۳۶۸ ج ۳ کتاب السرقہ حدیث ثامن

جوہر النعمی (ترکمانی) ص ۲۶۹، ج ۸، باب النباش بقطع..... الخ

۲ الفہرست (ابن ندیم) ص ۱۳۸ تحت المقالة الثالثة فی اخبار الاخباریین والنسائین..... الخ

الانتقاد علی تمدن اسلامی ص ۵۱ از علامہ شبلی نعمانی طبع قدیم۔

مورخین لکھتے ہیں کہ یہ شخص عبدالملک بن مروان کے عہد تک زندہ رہا اور اس نے تدوین تاریخ کے سلسلے میں متعدد تاریخی کتب مرتب کیں۔ مثلاً کتاب الامثال، کتاب الملوک اور کتاب الماضیین وغیرہ۔

مختصر یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبید بن شریہ سے عرب و عجم کے ملوک کے حالات میں ایک تاریخی دستاویز تدوین کروائی اور اہل تاریخ کے لیے بہترین مواد فراہم کر دیا۔

② مورخین نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں انساب و اخبار کے ماہرین کی آمد و رفت جاری رہتی تھی۔ چنانچہ ایک ماہر انساب و اخبار شخص دغفل بن حنظلہ سدوسی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دغفل موصوف نے جناب نبی اقدس ﷺ کے دور مقدس کو پایا ہے لیکن آنحضور ﷺ سے سماع انھیں حاصل نہیں ہوا۔

ایسے مشاہیر لوگوں کا بطور وفد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچنا اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے عہد میں ماہرین فن سے استفادہ کے مواقع پیدا کیے جاتے تھے اور لوگوں کو ان تاریخی معلومات سے فائدہ ہوتا تھا۔

ابن ندیم اپنی مشہور تصنیف میں لکھتا ہے کہ:

((والانساب والاعخبار من خط الیزیدی۔ هو الحجر بن الحارث الکنانی و دغفل لقب وقیل دغفل الذہلی النسابة هو دغفل بن حنظلة السدوسی۔ ادرك النبي ﷺ ولم يسمع منه و وفد على معاوية))^۱

③ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے علمی گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں علماء نے یہ چیز ذکر کی ہے کہ ایک دفعہ آں موصوف نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے قریش کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے قبیلہ قریش کی وجہ تسمیہ دریافت کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ”القرش“ ایک بحری جانور ہے جو اپنی فطری قوت اور طبعی صلابت میں مشہور ہے۔ اگر اس کا گزر دوسرے چھوٹے موٹے جانوروں پر ہو تو انھیں کھا جاتا ہے۔ شدت طبعی کی مناسبت سے قوم قریش کو بھی قریش کہتے ہیں۔ یہ بھی دیگر قبائل و اقوام پر اپنی صلابت اور شدت کی بنا پر غالب رہتے ہیں۔ پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا اس مسئلہ پر آپ اشعار بھی پیش کر سکتے ہیں؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کجی کے اشعار ذکر کیے۔

((عن هشام بن عروة، عن ابیه، عن ابی ریحانہ العامری۔ ان معاویة رضی اللہ عنہ قال لابن عباس رضی اللہ عنہما فلم سمیت قریش قریشا؟ قال: لدابة تكون فی البحر، تكون اعظم دوابه، يقال: لها ”القرش“ لا تمر بشيء من الغث و السمین الا اكلته۔ قال: فانشدنی فی ذالك شیئا فانشدہ شعر الجمیحی اذ يقول

الفہرست (ابن ندیم) ص ۱۳۷ تحت المقالة الثالثی فی اخبار الاخباریین و التسمین الخ

و قریش ہی التي تسكن البحر
 بها سمیت قریش قریشا
 تاكل الغث والسمين ولا تترك
 فيها لذی جناحين ریشا
 هكذا فی البلاد حی قریش
 یاكلون البلاد اكلا کمیشا
 ولهم آخر الزمان نبی
 یكثر القتل فیهم والخموشا

③ علمی مذاکرات کے سلسلے میں جناب عبداللہ بن عباس اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں تذکرہ ہوا۔ شیعہ مورخین لکھتے ہیں کہ اس مجلس میں قریش کے اکابرین بھی شامل تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں آپ سے چند مسئلے دریافت کر کے جوابات سننا چاہتا ہوں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دریافت کیجیے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل فرمائے۔ اللہ کی قسم وہ فقراء و مساکین کے حق میں بڑے شفیق تھے، قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے تھے، برائی سے منع کرنے والے تھے، دین خداوندی سے خوب واقف تھے، اللہ تعالیٰ سے خائف رہتے تھے، برے کاموں پر تنبیہ کرتے تھے، اچھائی کا حکم کرتے تھے رات کو تہجد میں قیام کرتے اور دن کو روزہ دار تھے پرہیزگاری میں اپنے ساتھیوں سے فائق تھے، قلیل گزران پر گزارہ کرنے والے تھے، زہد اور پاک دامنی میں سبقت کرنے والے تھے۔ جو شخص ان کی تنقیص کرتا ہے اور ان پر طعن کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

اس واقعہ کو شیعہ مورخ مرزا محمد تقی لسان الملک نے اپنی تصنیف ناسخ التواریخ میں مسعودی شیعہ کے حوالہ سے یہ عبارت ذیل نقل کیا ہے:

”مسعودی در مروج الذهب می نویسد کہ عبداللہ بن عباس بر معاویہ در آمد و در مجلس او جماعتی از بزرگان قریش حاضر بودند معاویہ رو با بن عباس کرد و گفت ہی مسئلے چند از تو پرسش کنم و پاسخ بشنوم فرمود از ہر چه خواہی بہ پرس گفت چه میگوئی در ابو بکر قال (ابن عباس) فی ابی بکر رحم اللہ ابابکر کان واللہ للفقراء رحیما وللقرآن تالیا وعن منکر ناہیا و بدینہ عارفا و من اللہ خائفا وعن المنہیات زاجرا وبالمعروف آمرا وباللیل قائما

دلائل النبوة (بیہقی) ص ۱۸۱ ج ۱ تحت ذکر شرف اصل رسول اللہ ﷺ

وبالنهار صائما وفاق اصحابه ورعًا وكفافيًا وسارهم زاهدا و عفافا فغضب
الله على من ينقصه ويطعن عليه“^۱

حوالہ ہذا قبل ازیں کتاب رجاء بینہم حصہ صدیقی ص ۳۹۹ پر ذکر ہو چکا ہے۔ اور اس مجلس میں جو علمی
گفتگو ہوئی اس میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت و دیانت کا بیان ہے۔

یونانی طب کے لیے خدمات

① فن تاریخ کے علماء نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک شخص ابن اثال
لسانیات کا ماہر عالم تھا اس نے یونانی طب کی کتابوں کو جو یونانی زبان میں تھیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے
عربی زبان میں منتقل کیا۔ اس دور میں طب یونانی کو عربی کی طرف منتقل کرنے کا پہلے پہل یہ اہم کام ہوا۔

② نیز لکھتے ہیں کہ مروان بن حکم کے دور میں بصرہ کے علاقہ میں ایک یہودی ماہر فن طبیب تھا اور عربی
زبان دانی میں لائق فائق تھا۔ اس کو ماسر جو یہ کہتے تھے اس شخص نے کتب طب کو سریانی زبان سے عربی زبان
میں منتقل کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ کتاب ملک شام کے کتب خانوں میں موجود تھی
خلیفہ موصوف نے اس کتاب کو حاصل کر کے لوگوں کی منفعت کی خاطر پھیلایا اور عوام تک پہنچائی۔

علامہ شبلی نعمانی رضی اللہ عنہ اپنے دور کے مشہور مصنف اور مورخ ہیں انھوں نے اس مسئلے پر جس کتاب (اخبار
الحکماء و عیون الانباء) کا حوالہ دیا ہے وہ یہاں ہمیں میسر نہیں، تاہم ان پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی کتاب
”الانقاد علی تمدن اسلامی“ سے یہ حوالہ نقل کیا گیا ہے۔

((فنقل ابن اثال لمعاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كُتُبُ الطَّبِّ مِنَ الْيُونَانِيَّةِ وَهَذَا أَوَّلُ نَقْلِ فِي
الْإِسْلَامِ، وَكَانَ فِي الْبَصْرَةِ فِي أَيَّامِ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ طَبِيبٌ مَاهِرٌ يَهُودِي
النَّحْلَةَ عَارِفٌ بِالْعَرَبِيَّةِ اسْمُهُ مَاسْرَجُويَّةٌ هَذَا كُنَّاشُ الْقَسِ أَهْرُونَ ابْنُ أَعِينٍ فِي
السَّرْيَانِيَّةِ إِلَى الْعَرَبِيَّةِ، فَلَمَّا تَوَلَّى عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَجَدَ هَذَا الْكِتَابَ فِي
خَزَائِنِ الْكُتُبِ فِي الشَّامِ فَأَخْرَجَهُ إِلَى النَّاسِ وَبَثَّهُ فِي أَيْدِيهِمْ))^۲

مختصر یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قومی و ملی خدمات اور علمی و ثقافتی کارناموں کا احصاء و شمار کر
لینا کوئی سہل امر نہیں تاہم مندرجات بالا میں چند ایک چیزیں بطور نمونہ پیش کر دی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے
کہ آں موصوف کا اس سلسلے میں کردار نہایت رفیع تھا انھوں نے علمی کارنامے اور خدمات سرانجام دینے میں
قابل قدر مساعی کیں۔

۱ تاریخ مسعودی شیعہ ص ۶۰ ج ۳ طبع مصر

ناخ التواریخ ص ۱۴۳-۱۴۴ ج ۵ کتاب ۲، قدیم طبع ایران۔

۲ الانقاد علی تمدن اسلامی (علامہ شبلی نعمانی) ص ۵۲ طبع قدیم۔

فصل ششم

مکارم اخلاق

اس مقام پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے چند اخلاق و سیر ذکر کیے جاتے ہیں۔ ہر شخص اپنے اعلیٰ اخلاق، عمدہ خصائل اور حسن معاملات سے لوگوں میں عزیز ہوتا ہے۔ لوگ اس چیز پر نظر کرتے ہیں کہ اس شخص کے ذاتی عادات و خصائل کیسے ہیں؟ اور لوگوں کے ساتھ اس کے تعلقات کی نوعیت کیا ہے؟ یہ شخص کس کردار کا مالک ہے؟

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہیں اور ان کے اخلاق نہایت کریمانہ تھے اور کردار بہت بلند تھا۔ حلم و بردباری ان کی نمایاں وصف تھی جس کے مخالفین بھی مقرر تھے اور وہ اس سلسلے میں اپنے دور میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے رواداری اور انصاف پسندی ان کا شیوہ تھا، حق بات کو تسلیم کرنا ان کا معمول تھا اور خدا خونی و خشیت الہی ان کے معاملات میں پائی جاتی تھی، عوام الناس کی قضائے حوائج ان کی بہترین خصلت تھی، ان کی مجالس لوگوں کے افادہ کے لیے منعقد رہتی تھیں اور خواص و عام کے حق میں منفعت بخش ہوتی تھیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعض احوال و کیفیات یہاں پیش کیے جاتے ہیں۔ ان سے آں موصوف کی شخصیت کا مقام و مرتبہ اور ان کے رفیع اخلاق و کردار کا اندازہ ہو سکتا ہے اور ان کی نیک طینت اور صحیح فراست معلوم ہو سکتی ہے اور ان کی انصاف پسندی، رعایا کے ساتھ حسن سلوک اور رواداری واضح ہوتی ہے۔

صفت حلم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے اوصاف و اخلاق خصوصاً حلم و بردباری کے اعتبار سے اپنے ہم عصر لوگوں میں ایک ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ چنانچہ مختلف علماء مثلاً ابن ابی الدنیا اور ابوبکر بن ابی عاصم وغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس باب میں ان کے حق میں مستقل تصانیف لکھی ہیں۔ ذہبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

((قلت وكان يضرب المثل بحلم معاوية رضي الله عنه وقد افرد ابن ابی الدنیا

وابوبکر ابن ابی عاصم تصنیفا فی حلم معاوية))^۱

۱ تاریخ اسلام (ذہبی) ص ۳۲۲ ج ۲ تحت ذکر امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

اور مورخین لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان کی صفت حلم و بردباری کا اعتراف فرماتے تھے چنانچہ اس سلسلے میں چند صحابہ کرام، تابعین اور بعض اکابر علماء کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں:

① محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا (حضرت) معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ) لوگوں میں بہت حوصلہ مند اور زیادہ حلیم الطبع ہیں تو حاضرین نے کہا کہ کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ؟ اس کے جواب میں جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ) سے بہت بہتر اور افضل ہیں لیکن معاویہ (رضی اللہ عنہ) بہت حلیم ہیں۔

((عن محمد بن سیرین عن ابن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ أَحْلَمِ النَّاسِ؟
قَالُوا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَيْرٌ مِنْ مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
وَمَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ أَحْلَمِ النَّاسِ))^۱

② مشہور صحابی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مصر میں موجود تھے انھوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خصائل و فضائل بیان کرتے ہوئے حاضرین سے فرمایا کہ تمہارے خلیفہ ایسی شخصیت ہیں کہ (فطری طور پر) ان کی طبیعت کو اللہ تعالیٰ نے سہل، نرم اور حوصلہ مند بنایا ہے اور ان کے طریق کار کو درست اور معاملہ کو بہتر بنایا ہے۔ چنانچہ بلاذری نے اپنی مشہور تصنیف انساب الاشراف میں لکھا ہے کہ:

((قال عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَذَكَرَ مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ بِمِصْرَ إِنْ أَمَامَكُمْ لِمَنْ سَهَلَ اللَّهُ خَلِيقَتَهُ وَقَوْمَ طَرِيقَتَهُ، وَاحْسَنَ صَيْغَتَهُ))^۲

③ ایک اور بزرگ قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی ہم نشینی اختیار کی۔ میں نے ان سے زیادہ حلیم، جہالت سے دور رہنے والا اور زیادہ بردبار شخص کسی کو نہیں دیکھا۔

((وَعَنْ قَبِيصَةَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ صَحِبْتُ مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَثْقَلَ حِلْمًا وَلَا أَبْطَأَ جَهْلًا وَلَا أَبْعَدَ آثَانَ مِنْهُ))^۳

④ اسی طرح محدثین اور مورخین کے اکابر علماء نے آں موصوف کی فطری سیرت کو ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

۱ تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ قلمی) ص ۳۲۷ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (یہاں اس مضمون کی پانچ عدد روایات منقول ہیں)

۲ کتاب انساب الاشراف (بلاذری) ص ۳۶، قسم اول جز رابع تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، طبع اول

۳ تاریخ اسلام (ذہبی) ص ۳۲۳ ج ۲ تحت ذکر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

الاصابہ (ابن حجر عسقلانی) ص ۲۵۶ ج ۳ تحت ۷۲۸ قبیصہ بن جابر۔

کتاب المعروفہ والتاریخ، (بسوی) ص ۳۵۸ ج ۱ تحت باب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔

((انه كان جيد السيرة، حسن التجاوز، جميل العفو، كثير الستر، رحمه الله تعالى))^۱

”یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عمدہ سیرت کے مالک، بہترین درگزر کرنے والے، اور اپنے کمالِ حلم و وقار کی بنا پر (لوگوں کی خطاؤں اور عیوب پر) پردہ پوشی کرنے والے تھے۔“
تائید از شیعہ

⑤ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کریمانہ اوصاف کا شیعہ مورخین نے بھی اعتراف کیا ہے اور لکھتے ہیں کہ (حضرت) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کریمانہ اوصاف اور صفتِ حلم و زبیر کی کے مالک تھے اور مالی سخاوت کے وصف سے متصف تھے۔

((وكان لمعاوية حلم ودهاء وجود بالمال على المداراة))^۲

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حلم اور بردباری کے سلسلے میں ایک دو واقعات پیش خدمت ہیں۔
۱۔ بلاذری نے ذکر کیا ہے کہ شععی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار (عطائے مال کے سلسلے میں) ایک انصاری بزرگ کی طرف پانچ سو دینار بھیجے تو اس انصاری نے اس رقم کو قلیل شمار کرتے ہوئے اپنے فرزند پر قسم ڈالی کہ تو اس رقم کو لے جا کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے منہ پر مار دے۔ (یعنی یہ رقم قلیل ہے ہمیں منظور نہیں)۔ ان کے فرزند اپنے والد کی ہدایت کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت موصوف نے آنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین! میرے والد گرامی کے مزاج میں طیش اور حدت زیادہ ہے اس نے مجھے قسم دے کر یہ کہا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے (اس کی قسم پوری کرنے کے لیے) اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر رکھ لیا اور انصاری کے مذکورہ فرزند کو فرمایا کہ اپنے والد کی فرمائش پوری کر لے لیکن اپنے چچا (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کے ساتھ رفق اور نرمی کا معاملہ کرنا۔ پھر اس نے اسی طرح کیا۔ اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انصاری مذکور کے لیے شفقت فرماتے ہوئے ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا..... الخ

((فوضع يده على وجهه وقال افعل ما امرك به ابوك وارفق بعمك فرمى الدنانير وامر معاوية للانصاري بالف دينار))^۳

۱۔ البدایہ (ابن کثیر) ص ۱۲۶ ج ۸ تحت ذکر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

الاصابہ (ابن حجر) ص ۴۱۲ ج ۳ تحت ذکر امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

۲۔ تاریخ یعقوبی شیعہ ص ۲۳۸ ج ۲ تحت وفاة الحسن بن علی

۳۔ کتاب انساب الاشراف (بلاذری) ص ۶۴۔ ج ۱ جزء رابع۔ قسم اول تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

کتاب الفخری فی الآداب السلطانیة والدول الاسلامیة ص ۹۶، ۹۵ طبع مصر از محمد بن علی بن طباطبائی شیعہ، تالیف ہذا (۷۰۱ھ)

۲۔ ماوردی نے ایک واقعہ چادروں کی تقسیم کے متعلق ذکر کیا ہے کہ ایک بار حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے کچھ چادریں تقسیم کیں اور اہل دمشق میں سے ایک شخص کو ایک چادر حصہ میں ملی مگر اس کو پسند نہ آئی۔ جوش میں آ کر اس نے خیر سے قسم کھالی کہ میں چادر امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے سر پر ماروں گا۔ اس قصد کے تحت وہ صاحب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ پہنچے اور اپنے حلف کا ذکر کیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے (کمال حلم اور رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے) فرمایا کہ آپ اپنی قسم پوری کر لیں لیکن آپ اس معاملہ میں میرے ساتھ رفیق اور نرمی اختیار کریں۔

((وقسم معاویة رضی اللہ عنہ قطفا فاعطی شیخا من اهل دمشق قطیفة فلم تعجبه۔ فحلف ان يضرب بها رأس معاویة۔ فاتاه فاخبره فقال له معاویة رضی اللہ عنہ اوف بنذرك و ليرفق الشيخ بالشيخ))^۱

اسی صفت حلم و بردباری کے بارے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کچھ اقوال بطور تجزیہ اور تجربہ کتابوں میں پائے جاتے ہیں جو علماء نے نقل کیے ہیں:

۱۔ ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ”لا حلم الا التجارب“^۲ یعنی تجربات کے بعد ہی صفت حلم حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ آں موصوف نے ایک دوسرے موقع پر فرمایا کہ

((قال معاویة رضی اللہ عنہ: لا يبلغ الرجل مبلغ الراي حتى يغلب علمه جهله وصبره شهوته ولا يبلغ ذلك الا بقوة الحلم))^۳

”یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انسان صاحب الرائے نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا علم اس کے جہل پر اور اس کا صبر اس کی خواہشات پر غالب نہ ہو جائے، اور انسان اس درجہ تک قوت حلم کے بغیر نہیں پہنچ سکتا۔

مروت

اور ”صفت مروت“ کے متعلق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے بعض تشریحات علماء نے ذکر کی ہیں چنانچہ مروت کے مفہوم کی تشریح میں آں موصوف کے بعض اقوال پیش خدمت ہیں:

① ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروت کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ مروت چار

۱۔ ادب الدنيا والدين (ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب بصری الماوردی، التوفی ۳۵۰ھ) ص ۲۹، تحت الفصل الرابع فی الحلم والغضب

۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۹۴ ج ۱۱ تحت کتاب الامراء، طبع کراچی

۳۔ تاریخ ابن عساکر (مخطوط قلمی) ص ۳۵ ج ۱۶ تحت ترجمہ امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

چیزوں میں ہوتی ہے: اسلام میں پاکدامنی، مال کا صحیح اور جائز طریقے سے حاصل کرنا، اقربا کی رعایت رکھنا اور پڑوسیوں کے ساتھ تعاون کرنا۔

((عن ابی بھر قال قال معاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ المروة في اربع: العفاف في الاسلام، واستصلاح المال، وحفظ الاخوان، وعون الجار))^۱

② اسی طرح ایک دوسرے موقع پر آپ سے دریافت کیا گیا کہ مروت کیا چیز ہے تو آپ نے فرمایا دینی معاملات میں دامن صاف رکھنا اور معیشت میں اصلاح رکھنا۔

((وروینا عن ابی سوار قال قيل لمعاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ما المروة؟ قال العفاف في الدين واصلاح في المعيشة))^۲

③ اور ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابو بھر احنف بن قیس سے فرمایا کہ مروت کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا کہ دین میں تفقہ اور پاکدامنی اور والدین کے ساتھ احسان کرنا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بات ٹھیک ہے۔

((وقال معاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ للاحنف يا ابا بھر ما المروة؟ قال الفقه في الدين والعفاف وبر الوالدين فقال معاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هو ذاك))^۳

بعض حکیمانہ اقوال اور جائزے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بعض امور سے متعلق حکیمانہ جائزے اور تجزیے علماء نے ذکر کیے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں چند چیزیں پیش خدمت ہیں:

① حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دینی مقام و مرتبہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب اصحاب رسول اس عالم سے رخصت ہو جائیں گے تو ورع اور تقویٰ نہ رہے گا۔ یعنی جس طرح کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ اوصاف بوجہ اتم پائے جاتے تھے اسی طرح یہ اوصاف بعد میں کامل درجہ میں نہیں پائے جائیں گے۔

((قال معاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اذا ذهب اصحاب رسول الله ﷺ ذهب الورع))^۴

② اور ایک بار حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے انسانی اخلاق کے متعلق تجزیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

- ۱ تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ قسمی) ص ۴۳ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما
- ۲ السنن الکبریٰ (بیہقی) ص ۱۹۵ ج ۱۰ باب بیان مکارم الاخلاق ومعانیها..... الخ، طبع دکن
- ۳ انساب الاشراف (بلاذری) ص ۲۰ ج ۲ جزء رابع قسم اول تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما
- ۴ کتاب انساب الاشراف (بلاذری) ص ۳۰ جزء رابع قسم اول تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

کہ ”انسان کو جو بہترین چیز عطا کی گئی ہے وہ عقل اور حلم (حوصلہ مندی) ہے۔ جب اسے نصیحت کی جائے تو وہ اسے قبول کرے، اور اگر اسے عطیہ دیا جائے تو وہ شکریہ ادا کرے، اور جب وہ آزمائش میں مبتلا ہو تو صبر کرے اور اگر وہ غضبناک ہو تو غصہ کو پی جائے، اور اگر کسی سے وہ بدلہ لینے پر قادر ہو تو بخش دے، اور اگر اس سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے، اور اگر سمجھایا جائے تو رک جائے۔“

((قال معاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ افضل ما اعطيه الرجل العقل والحلم فان ذكر ذكر و ان

اعطى شكرو ان ابتلى صبر و ان غضب كظم و ان قدر غفر و ان اساء

استغفر و ان وعظ ازدجر))^۱

مطلب یہ ہے کہ انسان کے حق میں یہ بہترین فضیلت کی چیزیں ہیں اور عقلمندی اور حوصلہ مندی کے ذریعے ہی سے یہ حاصل ہو سکتی ہیں۔

③ اور ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حاسد کے متعلق ایک نفیس جائزہ ذکر فرمایا کہ

((قال ابن السماك قال معاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كل الناس استطيع ان ارضيه الا حاسد

نعمة فانه لا يرضيه الا زوالها))^۲

”یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نعمت پر حسد کرنے والے شخص کے سوا میں ہر شخص کو راضی کرنے کی استطاعت رکھتا ہوں کیونکہ حاسد زوال نعمت کے بغیر راضی نہیں ہو سکتا۔“

④ عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے خط کے جواب میں ایک بار

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے (اخلاقیات پر تبصرہ کرتے ہوئے) تحریر فرمایا کہ:

۱۔ ہدایت یافتہ اور راہ راست پر وہ شخص ہے جس نے جلد بازی سے منہ موڑ لیا۔

۲۔ اور خسارہ میں وہ آدمی ہے جس نے بردباری اور آہستگی سے روگردانی اختیار کی۔

۳۔ اور ثابت قدم رہنے والا انسان مقصد یافتہ ہوتا ہے۔

۴۔ اور جلد باز شخص خطا کار اور چوک جانے والا ہے۔

۵۔ جس کو رفیق و نرمی نفع نہیں بخشتی اس کو شدت و سختی نقصان دہ ہوگی۔

۶۔ جس شخص کو تجربہ کاری فائدہ نہیں دیتی وہ بلند مراتب نہیں پاسکتا۔

۷۔ جب تک انسان کا صبر اس کی خواہشات پر اور اس کا حوصلہ اور حلم اس کے جذبات پر غالب نہ آجائے

وہ بلندی رائے اور عالی فکر حاصل نہیں کر سکتا۔

۱۔ کتاب انساب الاشراف (بلاذری) ص ۳۱ جز رابع قسم اول تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

۲۔ تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ قلمی) ص ۴۳ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

(.....نا عبدالله بن المبارك قال كتب معاوية رضي الله عنهما الى عمرو بن العاص رضي الله عنهما اما بعد: فان الرشيد من رشد عن العجلة وان الخائب من خاب عن الاناة وان المثبت مصيب او كاد ان يكون مصيبا وان العجل مخطى او كاد يكون مخطيا ومن لا ينفعه الرفق يضره الخرق ومن لا ينفعه التجارب لا يبلغ المعالي ولا يبلغ رجل مبلغ الراى حتى يبلغ صبره شهوته وحلمه غضبه))^۱
خشیت الہی اور فکر آخرت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عام حالات زندگی میں اللہ سے بہت ڈرنے والے تھے آپ کے خوف آخرت اور خشیت الہی کے تاریخ میں بے شمار واقعات پائے جاتے ہیں:
① محدثین نے لکھا ہے کہ ایک شخص شفیاء صبحی (جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں جلاد تھا) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نبوی سماع کی کہ آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز تین اشخاص (عالم، مجاہد، کثیر المال) سے اولاً حساب کتاب لیا جائے گا اور وہ لوگ اپنی فاسد نیات اور غلط ارادوں کی بنا پر اس محاسبہ میں ناکام رہیں گے۔

((اولئك الثلاثة اول خلق الله تسعربهم النار يوم القيامة)) (مختصراً)

”یعنی ان تین قسم کے لوگوں کو قیامت کے دن دوزخ کی بھڑکتی آگ میں جلایا جائے گا۔“

یہ روایت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنائی گئی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((فقال معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قد فعل بهؤلاء هذا فكيف بمن بقى من الناس ثم بكى

معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بكاء شديدا حتى ظننا انه هالك..... ثم افاق معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ و مسح

عن وجهه وقال صدق الله و رسوله مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ زِينَتَهَا نُوفِّ إِلَيْهِمْ

أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۚ وَ حَبِطَ

مَا صَنَعُوا فِيهَا وَ بَطُلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ))^۲

”یعنی جب ان مذکورہ لوگوں کے ساتھ اس طرح محاسبہ اور گرفت کا معاملہ کیا جائے گا تو باقی لوگوں

کا کیا حال ہوگا؟ خشیت الہی کی بنا پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر سخت گریہ طاری ہو گیا۔ حاضرین

مجلس ایسا گمان کرنے لگے کہ اس میں ان کی جان جاتی رہے گی۔ پھر اس کیفیت کے بعد جب

۱ تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ قلمی عکسی) ص ۳۷۷ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

۲ ترمذی شریف ص ۶۱ ج ۲ طبع مجبائی دہلی ص ۳۴۴ ج ۲ طبع لکھنؤ قدیم، تحت ابواب الزہد، باب ما جاء في الرياء والسمعة

کتاب الزہد والرقائق (عبداللہ بن مبارک) ص ۱۶۰ باب ذم الرياء والعجب..... الخ طبع مالگاؤن، ہند

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سنبھلے اور اپنے چہرے کو آنسوؤں سے صاف کیا اور فرمایا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی: مَنْ كَانَ يُرِيدُ... الخ“

② اسی سلسلے میں ایک دوسرا واقعہ اس طرح علماء نے ذکر کیا ہے کہ ایک صحابی ابو مریم ازدی رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنجناب ﷺ کی ایک حدیث بیان کی کہ ”جس شخص نے حاجت مند کے سامنے اپنا دروازہ بند کر لیا اس کی حاجت روائی نہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کا دروازہ آسمان سے بند فرمادیں گے۔“

((قال فاكب معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بيكي ثم قال رد حديثك يا ابا مریم! فردہ فقال معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ادعوا الی سعدا وکان حاجبه فدعی فقال یا ابا مریم! حدثه انت کما سمعت فحدثه ابو مریم فقال معاویہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لسعد اللهم انی اخلع هذا من عنقی واجعله فی عنقک۔ من جاء یستاذن فاذن له یقضی الله له علی لسانی ما قضی))^۱

”یعنی یہ حدیث مبارک سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اوندھے گر کر رونے لگے اور پھر اپنے دربان سعد نامی کو بلوایا اور ابو مریم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمان نبوی دوبارہ سنائیے تو انہوں نے دوبارہ حدیث مذکور سنائی اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعد سے فرمایا کہ یہ معاملہ میں نے اپنی گردن سے اتار کر تیری گردن میں ڈال دیا ہے اور حکم دیا کہ جب بھی کوئی حاجت مند آئے اسے میرے ہاں پہنچنے کی اجازت دی جائے، پھر اللہ تعالیٰ اس کے حق میں میری زبان پر جو فیصلہ چاہیں گے، کریں گے۔“

③ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اسی نوع کے کئی واقعات پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ متعدد محدثین نے اپنی اسناد کے ساتھ واقعہ ذیل نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابی عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور ایک فرمان نبوی ارشاد فرمایا۔ عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اقدس ﷺ سے سنا آنجناب نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے امور اور معاملات کا والی اور حاکم بنایا پھر اس نے لوگوں کی حاجات و ضروریات کے سامنے حجاب اور رکاوٹ ڈال دی تو اللہ تعالیٰ اس کی قضائے

۱ کتاب الکنی (دولابی) ص ۵۴ ج ۱ تحت ابی مریم الازدی

طبقات ابن سعد ص ۵۰ ج ۲ قسم ثانی تحت مریم الازدی

جامع الاصول (ابن اثیر جزری) ص ۳۴۵ ج ۴ فصل ثالث فیما یسبغ علی الامام والا میر

ریاض الصالحین (امام نووی) ص ۲۹۲ باب امر ولاة الامور بالرفق برعایاہم۔

حاجات میں حجاب اور رکاوٹ ڈال دے گا اور اپنے رحمت کے دروازے اس شخص پر بند فرما دے گا۔
فرمان نبوی ہذا معلوم کر کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے اور ان کی داد
رسی کے لیے مستقل طور پر آدمی مقرر فرما دیا۔

یہاں سے آپ کی خشیت الہی اور فکر آخرت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

((عن عمرو بن مرة انه قال لمعاوية رضی اللہ عنہ سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول من
ولاه الله شيئا من امر المسلمين فاحتجب دون حاجتهم وخلتهم و فقرهم
احتجب الله دون حاجته وخلته و فقره فجعل معاوية رضی اللہ عنہ رجلا على
حوائج الناس۔ رواه ابو داود و الترمذی۔ وفي رواية له و لاحمد "اغلق الله
له ابواب السماء دون خلته و حاجته و مسكنه"))^۱

فائدہ

ناظرین کرام پر واضح رہے کہ مندرجہ روایات محض تاریخی روایات نہیں ہیں جو رطب و یابس پر مشتمل
ہوتی ہیں بلکہ کبار محدثین نے یہ واقعات اپنے اسانید کے ساتھ احادیث کی کتب میں ذکر کیے ہیں اور عند
المحدثین مقبول کے درجہ میں ہیں۔

ان واقعات کی روشنی میں یہ امر واضح ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر خشیت الہی طاری رہتی تھی اور فکر آخرت
کا ان پر غلبہ تھا، لوگوں کی حاجت روائی کا انھیں پورا پورا احساس تھا اور آں موصوف رعایا کی داد رسی کے لیے
کوشش فرمایا کرتے تھے اور عوام و خواص کے حوائج کے پورا کرنے کا انتظام کرتے تھے یہ چیزیں آں موصوف
کے اخلاص فی الدین اور خدا خونی کے بین دلائل ہیں۔

تنبیہ

ان میں سے بعض روایات قبل ازیں "مسئلہ اقربا نوازی" کے ص ۱۵۰-۱۵۱ پر درج ہو چکی ہیں۔

اعتراف حقیقت

① حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں نہایت عمدہ یہ خصلت پائی جاتی تھی کہ آنجناب اپنے سابق خلفاء کی بلند

۱۔ ابوداؤد شریف ص ۵۳ ج ۲ تحت کتاب الخراج والغنی..... الخ طبع مجبائی دہلی۔

مشکوٰۃ شریف بحوالہ ابوداؤد و ترمذی ص ۳۲۳، فصل ثانی، باب ما علی الولاة من التسیر

الاصابہ (ابن حجر) ص ۱۶ ج ۳ تحت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ

الفتح الربانی ص ۱۹ ج ۲۳ فصل فی وعید من احب..... الخ

البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۲۶ ج ۸ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بحوالہ ترمذی

مسند عبد بن حمید ص ۱۱۹ تحت حدیث عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ طبع بیروت

سیرت اور اعلیٰ کردار کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے مقام اور موقف کو ہمیشہ صفائی کے ساتھ متعین رکھتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلے میں انھوں نے ایک بار خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ:

((خطب معاویة رضی اللہ عنہ فقال ایہا الناس! واللہ لنقل الجبال الراسیات ایسر من اتباع ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما فی سیرتہما ولکنی سالک بکم طریقاً یقصر عنم تقدمنی ولا یدرکنی فیہا من بعدی))^۱

”یعنی اے لوگو! اللہ کی قسم حضرات شیخین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کا اتباع کرنے سے بڑے بڑے پہاڑوں کو اپنے مقام سے دوسری جگہ منتقل کرنا نہایت آسان ہے۔ لیکن میں تمہارے لیے ایسا طرز عمل اختیار کروں گا جو میرے پیش رو خلفاء سے تو کم درجہ میں ہوگا مگر میرے بعد آنے والے اسے نہیں پاسکیں گے۔“

② اسی طرح آں موصوف نے ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا کہ میں تم میں سے بہترین نہیں ہوں اور مجھ سے بہتر افاضل تم لوگوں میں موجود ہیں مثلاً عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہما) وغیرہما۔ لیکن امید ہے کہ میں تمہارے دشمن کو زیادہ کاری ضرب لگانے والا ہوں گا اور حکمرانی کے اعتبار سے تمہارے لیے زیادہ نفع بخش اور اخلاق و عادات کے لحاظ سے بہترین ثابت ہوں گا۔

((قال سمعت معاویة رضی اللہ عنہ وهو یقول انی لست بخیرکم وان فیکم من هو خیر منی عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عمرو و غیرہما من الافاضل۔ ولکنی عسیت ان اکون انکاکم فی عدوکم و انفعکم لکم و لایة و احسنکم خلقاً))^۲

آں موصوف کے یہ بیانات محض عاجزی پر محمول نہیں بلکہ وہ اپنے پیشرو خلفاء کی فوقیت اور رفعت مقام کے حقیقتاً معترف تھے اور اس معاملے میں انھوں نے ہمیشہ راست گوئی سے کام لیا ہے، کوئی خفا نہیں رکھا۔ نیز اہل اسلام کے حق میں اپنے بہترین کردار کو تحدیثِ نعمت کے طور پر واشگاف الفاظ میں بیان کر دیا۔ اور فی الواقع اعدائے اسلام کو زیر کرنے اور مغلوب کرنے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کمالِ صداقت اور نمایاں صلاحیت رکھتے تھے۔ یہ اوصاف قدرت کی طرف سے ان کی طبع میں ودیعت کر دیے گئے تھے اور عطاءئے الہی تھے۔

۱ انساب الاشراف (بلاذری) ص ۱۱۲ ج ۲ قسم اول تحت تذکرہ معاویہ رضی اللہ عنہ (طبع یروشلم)

۲ تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ قلمی) ص ۲۵۷ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

تاریخ اسلام (ذہبی) ص ۳۲۱ ج ۲ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۳۳ ج ۸ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (طبع اول مصری)

اظہار مافی الضمیر کی آزادی اور اعتراف قصور

① ایک شخص حمید بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ ایک دفعہ ایک ضرورت کی خاطر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تسلیمات ذکر کیں۔ اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے خلوت میں دریافت کیا کہ اے مسور! آپ ولایت و حکام پر طعن کیا کرتے تھے اب وہ کس طرح کے ہیں؟ حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اس بات کو رہنے دیجیے اور جو کچھ میں نے گزارش کی ہے اس میں اچھا معاملہ کیجیے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ ناقدانہ کلام ضرور ذکر کریں اور آپ مجھ پر جو عیب لگاتے ہیں وہ بیان کریں۔ حضرت مسور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان پر جو عیب لگاتا تھا ان کو آپ کے سامنے بیان کر دیا۔

اس کے جواب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں گناہوں سے بری ہونے کا دعویدار نہیں ہوں۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مسور رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ کے بھی ایسے کچھ گناہ ہیں جنہیں اگر اللہ تعالیٰ معاف نہ فرمائیں تو ان کی وجہ سے آپ ہلاکت کا خوف رکھتے ہوں؟ مسور رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں میرے بھی کئی گناہ (معاصی) ایسے ہیں کہ اگر وہ معاف نہ کیے گئے تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کس بنا پر آپ مجھ سے زیادہ مغفرت کے حقدار ہیں؟ جبکہ اللہ کی قسم میں لوگوں کے درمیان اصلاح کرتا ہوں، اقامت حدود، جہاد فی سبیل اللہ اور دینی و ملی اہم کام سرانجام دیتا ہوں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ یہ سب چیزیں ان عیوب اور ذنوب سے جو آپ ذکر رہے ہیں کثیر تعداد میں ہیں اور میں اللہ کے دین پر ہوں جس میں اللہ تعالیٰ حسنات کو قبول کرتے ہیں اور خطاؤں سے درگزر فرماتے ہیں۔ واللہ! جس معاملے میں مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے خلاف کرنے میں اختیار دیا گیا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو پسند کرتا ہوں اور غیر کو ترک کر دیتا ہوں۔

حضرت مسور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ کلام سن کر اپنی جگہ غور و فکر کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے مورد الزام ٹھہرایا ہے اور وہ مجھ پر اس گفتگو میں غالب رہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت مسور رضی اللہ عنہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تھے تو ان کے حق میں دعا کرتے اور کلمات خیر سے یاد کرتے تھے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں معترض کو بھی ناقدانہ اظہار رائے کی مکمل آزادی تھی اعتراض کرنے سے کچھ ممانعت نہ تھی اور خود آں موصوف کو اعتراف قصور میں کوئی حجاب نہیں ہوتا تھا، حق بات تسلیم کرتے اور ناروا نقد سے انماض برتتے تھے۔

چنانچہ واقعہ ہذا کو حافظ ابن کثیر و ابن عساکر و ابن عبدالبر اور حافظ ذہبی وغیرہ رضی اللہ عنہم نے اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے۔ یہاں البدایہ کی پوری عبارت نقل کی جاتی ہے تاکہ اہل ذوق حضرات مزید فوائد بھی حاصل کر سکیں:

((عن حمید بن عبدالرحمن ثنا المسور بن مخرمة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ انه وفد على معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال: فلما دخلت عليه حسبت انه قال سلمت عليه. فقال ما فعل طعنك على الائمة يا مسور؟! قال قلت: ارفضنا من هذا واحسن فيما قدمنا له. فقال: لتكلمني بذات

نفسك قال: فلم ادع شيئا اعيبه عليه الا اخبرته به- فقال: لا اتبرأ من الذنوب، فهل لك من ذنوب تخاف ان تهلكك ان لم يغفرها الله لك؟ قال: قلت نعم! ان لى ذنوبا ان لم تغفرها هلكت بسببها، قال: فما الذى يجعلك احق بان ترجوا انت المغفرة منى، فو الله لما الى من اصلاح الرعايا واقامة الحدود والاصلاح بين الناس والجهاد فى سبيل الله والامور العظام التى لا يحصيها الا الله ولا نحصيها اكثر مما تذكر من العيوب والذنوب، وانى لعلى دين يقبل الله فيه الحسنات ويعفو عن السيئات، والله على ذلك ما كنت لاخير بين الله وغيره الا اخترت الله على غيره مما سواه- قال ففكرت حين قال لى ما قال فعرفت انه قد خصمنى قال: فكان المسور رضي الله عنه اذا ذكره بعد ذلك دعا له بخير) ۱

انصاف پسندی، رواداری اور حقوق کی رعایت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی رعایا کے ساتھ نہایت احسن معاملہ رکھتے تھے اور مزاج میں انصاف پسندی تھی اور حق بات کو تسلیم کرنا ان کا شیوہ تھا اور دوسروں کے حقوق کی رعایت کو ملحوظ رکھتے تھے۔ اس طریقے سے ان کا اعلیٰ اخلاق ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں چند چیزیں پیش خدمت ہیں (تمام واقعات کا احصا اور شمار مشکل امر ہے)۔
مندرجات ذیل پر نظر کرنے سے واضح ہوگا کہ حضرت موصوف کے دور میں لوگوں کی آزادی مسلوب نہیں تھی اور ان کی رائے پر پابندی نہیں ہوتی تھی، جائز مطالبات کے حصول میں ان پر کوئی قدغن نہ تھی اور آپ تعمیری تنقید کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔

① یعلیٰ بن شداد کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں طاعون سے فرار کرنے کا ذکر کیا۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ موجود تھے، فرمانے لگے کہ آپ کی ماں ہند آپ سے زیادہ واقف و عالم تھی۔
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ تمام کیا اور نماز پڑھائی۔ اس کے بعد عبادہ رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی بھیج کر انھیں بلوایا۔ چند انصاری بھی ان کے ساتھ تھے، آپ نے ان کو روک دیا، صرف عبادہ رضی اللہ عنہ کو اجازت دی۔
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ کیا آپ اللہ تعالیٰ سے خوف نہیں کھاتے اور اپنے امام سے حیا نہیں کرتے؟ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ آپ کو معلوم نہیں کہ میں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ العقبہ میں اس بات پر بیعت کی تھی کہ میں دین کے معاملے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے خائف نہیں ہوں گا۔
اس کے بعد عصر کے وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی اور منبر کے پاس کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا کہ میں نے منبر پر حدیث بیان کی پھر مکان پر گیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ عبادہ رضی اللہ عنہ نے جس طرح حدیث ذکر کی ہے وہ درست ہے۔ پس ان سے حدیث حاصل کرو۔ وہ مجھ سے زیادہ فقیہ ہیں۔

۱ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۳۳-۱۳۴ ج ۸ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

تاریخ ابن عساکر (مخطوط قلمی) ص ۴۲۴-۴۲۵ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

الاستیعاب مع الاصابہ ص ۳۸۲ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

سیر اعلام النبلا (ذہبی) تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

((..... عن يعلى بن شداد بن اوس قال: ذكر معاوية الفرار من الطاعون في خطبته- فقال عبادة: امك هند اعلم منك فاتم خطبته- ثم صلى ثم ارسل الى عبادة فنفرت رجال من الانصار معه- فاحتبسهم وادخل عبادة- فقال له معاوية الم تتق الله وتستحي امامك؟ فقال عبادة اليس قد علمت اني بايعت رسول الله ﷺ ليلة العقبة اني لا اخاف في الله لومة لائم؟ ثم خرج معاوية عند العصر و صلى العصر ثم اخذ بقائمة المنبر فقال: ايها الناس اني ذكرت لكم حديثاً على المنبر فدخلت البيت- فاذا الحديث كما حدثني عبادة- فاقتبسوا منه- فهو افقه مني))^۱

① دمشق میں نصاریٰ کا ایک کنیسہ یوحنا تھا جو مسجد سے ملحق تھا اس کے متعلق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس کا مسجد کے ساتھ الحاق کر کے مسجد میں شامل کر دیا جائے۔ نصرانیوں نے اس اقدام کو ناپسند کیا اور الحاق کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اس صورت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہ اقدام کرنے سے رک گئے اور ان سے کوئی زیادتی نہیں کی۔

((قالوا ولما ولي معاوية بن ابي سفيان رضي الله عنه اراد ان يزيد كنيسة يوحنا في المسجد بدمشق فابي النصارى فامسك))^۲

③ ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک کارکن وردان (مولیٰ عمرو) کی طرف حکم نامہ ارسال کیا کہ قبطنی قوم کے ہر فرد پر ایک قیراط^۳ (خراج) کا اضافہ کر دیں۔ وردان نے جواباً لکھا کہ ان کے ساتھ معاہدہ میں یہ چیز درج ہے کہ ان پر ٹیکس نہیں بڑھایا جائے گا۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی صحیح بات کو تسلیم کر لیا اور ان کے ساتھ رواداری کرتے ہوئے کوئی تعرض اور تجاوز نہیں کیا اور اپنے اس حکم کو واپس لے لیا۔

((عن يحيى بن ايوب عن عبيدالله بن ابي جعفر قال كتب معاوية رضي الله عنه الى وردان مولی عمرو ان زد على كل امرء من القبط قيراطا فكتب اليه كيف ازيد عليهم وفي عهدهم ان لا يزداد عليهم))^۴

④ اسلام میں قاعدہ یہ ہے کہ قیدیوں کے ساتھ خاص رعایت اور بہتر سلوک کا معاملہ کیا جائے اور ان کے خور و نوش کا انتظام اچھا ہو اور سردیوں اور گرمیوں کی مناسبت سے انھیں صحیح لباس مہیا کیا جائے۔ سب سے پہلے عراق کے علاقہ میں اس کا اہتمام حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور میں کیا گیا۔ اس کے

۱ معجم اوسط (طبرانی) ج ۹ ص ۸۸ روایت ۸۱۸۳ طبع ریاض

۲ کتاب فتوح البلدان (بلاذری) ص ۱۳۱ تحت فتح مدینہ دمشق وارضها۔

۳ قیراط درہم یا دینار کا قلیل سا حصہ ہے۔

۴ کتاب فتوح البلدان (بلاذری) ص ۲۲۵ تحت عنوان فتوح مصر والمغرب۔

بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیدیوں کے حقوق کی رعایت کرتے ہوئے مذکورہ انتظامات علاقہ شام میں کیے۔ بعدہ باقی خلفاء بھی اس پر عمل درآمد کرتے رہے۔

((ولم تزل الخلفاء یا امیر المؤمنین تجری علی اهل السبحون ما یقوتهم فی طعامهم وادمهم وکسوتهم الشتاء والصیف۔ واول من فعل ذالک علی بن ابی طالب کرم الله وجهه بالعراق ثم فعله معاویة رضی اللہ عنہ بالشام۔ ثم فعل ذالک الخلفاء من بعده))^۱

تنبیہ

عبارت ہذا میں امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہارون الرشید کو خطاب کرتے ہوئے مسئلہ ہذا کی وضاحت ذکر کی ہے۔

⑤ اور مقریزی نے اپنی تصنیف ”الخطط“ میں عہد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مندرجہ ذیل واقعہ نقل کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ آں موصوف ذمیوں سے کیے گئے عہد و پیمان کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان سے بہتر سلوک روارکھتے اور ان پر کسی قسم کا تجاوز نہیں فرماتے تھے۔

واقعہ اس طرح ہے کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ جو ایک مشہور صحابی ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے علاقہ مصر کے والی اور حاکم تھے۔ ایک دفعہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال کیا جس میں قریہ عقبہ میں ایک کنواں کھدوانے اور مساکن و منازل تعمیر کرانے کی اجازت طلب کی۔

جواب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دس لاکھ ذراع رقبہ زمین حاصل کر کے اس میں آباد کاری کی جائے اور عمارات تعمیر کی جائیں۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو موالی اور حاضرین نے ذکر کیا کہ وہ زمین نہایت عمدہ ہے اس میں حدود متعین کر کے مکانات وغیرہ تعمیر کرائے جائیں لیکن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ یہ چیز ہمارے لیے جائز نہیں کیونکہ ان لوگوں کے ساتھ ہمارے معاہدہ کی چند شرائط ہیں:

۱۔ کہ ہم ان کی زمین اپنی تحویل میں نہیں لیں گے۔

۲۔ ان سے زیادتی نہیں کریں گے۔

۳۔ ان کی استطاعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیں گے۔

۴۔ ان کی اولاد کو گرفت میں نہیں لیں گے۔

۵۔ ان کی طرف سے ان کے دشمن کی مدافعت کریں گے۔

چنانچہ اس صورت حال کے واضح ہو جانے پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ عہد و پیمان کی رعایت کرتے ہوئے کوئی تعرض نہیں کیا اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ وضاحت کو تسلیم کر لیا۔

((کتب عقبہ رضی اللہ عنہ الی معاویة رضی اللہ عنہ یسأله نقیعا فی قریة یبنی فیها منازل و مساکن فامر له معاویة رضی اللہ عنہ بالف ذراع فی الف ذراع فقال له موالیہ و من کان عنده انظر الی ارض تعجبک فاختر فیها وابتن۔ فقال انه لیس لنا ذالک۔ لهم فی عہدہم ستة شروط منها ان لا یؤخذ من ارضہم شیء ولا یزاد

۱۔ کتاب الخراج (امام ابو یوسف) ص ۱۵۰، ۱۴۹ تحت فصل فی اہل الدعارة والتلصص..... الخ

عليهم ولا يكلفوا غير طاقتهم ولا تؤخذ ذراريهم وان يقاتل عنهم عدوهم
من ورائهم))^۱

⑥ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اسی نوعیت کا ایک دیگر واقعہ ذکر کیا جاتا ہے جس میں انصاف پسندی اور حق بات کو تسلیم کرنا واضح طور پر ثابت ہے:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدینہ طیبہ میں کچھ آباد زمین تھی اور اس پر ان کا نصیر نامی ایک وکیل متعین تھا۔ اس رقبہ کے ساتھ ہی ملحقہ رقبہ اراضی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے برادر زادے عبدالرحمن بن زید بن خطاب کی ملکیت تھی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وکیل اور عبدالرحمن بن زید کے درمیان اس رقبہ کے متعلق تنازع پیدا ہو گیا۔ وکیل نے کہا کہ زمین کا یہ حصہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے ہے جبکہ حضرت عبدالرحمن بن زید نے مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہمارا حق ہے۔ اس تنازع کے بعد عبدالرحمن بن زید حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام چلے گئے۔ وہاں تنازعہ فیہ واقعہ کی تفصیلات ذکر کیں تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قاضی فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں جو فیصلہ فرمائیں وہ منظور ہے۔

چنانچہ فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جانہین کے بیانات ہوئے اور قاضی صاحب نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف اور عبدالرحمن بن زید کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم آپ کا فیصلہ قبول کرتے ہیں۔

((فراى فضالة (بن عبید الانصاری رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) ان القول قول عبدالرحمن رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

والحق معه فقضى به فقال معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فنقبل ما قلت الخ))^۲

مختصر یہ ہے کہ واقعہ ہذا سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حق پسند تھے، حق بات کو تسلیم کرنے والے تھے اور غیر کے حقوق میں تجاوز نہیں روار کھتے تھے۔

یہ واقعہ ”جواب المطاعن“ میں ظلم و زیادتی کے عنوان کے تحت ذکر ہو چکا ہے۔ تفصیلات کے لیے کتاب ہذا کی دوسری جلد جواب المطاعن کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

⑥ ایک بزرگ زید بن صوحان اپنے قبیلہ عبدالقیس کے سردار اور فاضل دیندار شخص تھے لیکن بعض امور میں نظریاتی طور پر ان کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اختلاف تھا۔ ایک موقع پر آں موصوف کو کسی معاملہ میں کوفہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ وہاں ان کے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ مناقشانہ گفتگو ہوئی۔ تاہم اس موقع پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا اور سخت

۱ کتاب المواعظ والاعتبار المعروف بالخطب المقری، ص ۲۰۸ ج ۱ تحت ذکر مدیہ عقبہ، طبع مصر

۲ الانساب الاشراف (بلاذری) ص ۱۱۰ تا ۱۱۲ ج ۲ قسم اول تحت معاویہ بن ابی سفیان، بیروت

رویہ اختیار نہیں کیا بلکہ ارشاد فرمایا کہ آپ ایک صادق اور صالح انسان ہیں آپ واپس کوفہ چلے جائیں۔ اور ساتھ ہی کوفہ کے حاکم سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو زید بن صوحان کے حق میں بطور وصیت تحریر فرمایا کہ چونکہ یہ ایک صاحب فضیلت، نیک کردار کے حامل اور معتدل شخص ہیں اس لیے ان کے ساتھ بہتر معاملہ کیا جائے اور ان کو کسی قسم کی اذیت اور تکلیف نہ پہنچے۔

((فقال له معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يا زيدا! انك امرء صدق واذن له بالرجوع الى الكوفة وكتب الى سعيد بن العاص يوصيه به لما راى من فضله وهديه وقصده وامر باحسان جواره وكف الاذى عنه))^۱

⑧ اسی طرح مورخ بلاذری نے کتاب ”انساب الاشراف“ میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صہیب رومی رضی اللہ عنہ کے فرزند کا وظیفہ مروان بن حکم نے ایک دفعہ اس وجہ سے بند کر دیا کہ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں مخالفانہ رویہ اختیار کیا تھا۔ جب اس امر کی اطلاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انھوں نے مروان بن حکم کی طرف ایک حکم نامہ میں تحریر فرمایا کہ:

((عن قتادة قال حرم مروان بن الحكم ابنا لصهيب رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عطاءه فبلغ ذلك معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فكتب اليه معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ انك حفظت على ابن صهيب ما كان من ابيه في امر عثمان رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ونسيت ما كان من سابقته مع رسول الله رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فاردد عليه عطاءه واكرمه واحسن مجاورته ان شاء الله))^۲

”یعنی تم نے صہیب کے فرزند کے معاملے میں اس کے باپ کا امر عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں (فعل) یاد رکھا مگر تم اس کا نبی کریم ﷺ سے سابقہ اور معیت کا تعلق بھول گئے؟ پس صہیب کے فرزند کا وظیفہ جاری کیا جائے اور اس کی عزت کی جائے اور اس سے اچھا سلوک کیا جائے۔“

یہاں سے معلوم ہوا کہ اسلام میں سابقہ اور بیعت نبوی کا احترام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملحوظ رکھتے تھے، حقوق کی رعایت و رواداری ان کا شیوہ تھا۔

⑨ اسی سلسلے میں ایک دیگر واقعہ یعقوب بسوی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے اس میں رعایا کے حقوق کی رعایت پائی جاتی ہے۔

ابو اسحق سبعمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں میرا نام تین صد (دراہم) وصول کرنے والے افراد کی فہرست میں درج کیا اور مجھ سے دریافت فرمایا کہ آپ کے والد کو کس

۱ الاصابہ (ابن حجر) ص ۵۶۶، ج ۱ تحت نمبر ۲۹۹۷ زید بن صوحان (بحوالہ بلاذری) مع الاستیعاب۔

۲ کتاب انساب الاشراف (بلاذری) ص ۹۰ قسم اول من جزء الرابع، طبع بیروشلیم

قدر و توفیق ملتا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ وہ بھی تین صد (دراہم) حاصل کرنے والے افراد میں شامل تھے۔ پس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے میرے لیے بھی تین صد (دراہم) و توفیق مقرر فرمایا۔ ابو اسحق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے لیے وظائف ان کے آباء کے وظائف کے مطابق جاری رکھتے تھے۔

((حدثنا ابوبکر بن عیاش قال: سمعت ابا اسحق یقول: فرض لی معاویة رضی اللہ عنہ فی ثلاث مائة وسألنی معاویة رضی اللہ عنہ: کم کان عطاء ابیک؟ قال: قلت ثلاث مائة۔ قال فرض لی معاویہ رضی اللہ عنہ فی ثلاث مائة۔ قال: کذالك کانوا یفرضون للرجل فی مثل عطاء ابیه))^۱

نیز رعایا کے حقوق اور جائز مطالبات تسلیم کرنے کے سلسلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد کا ایک یہ واقعہ بھی محدثین ذکر کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لے جانا چاہتے تھے۔ مدینہ طیبہ پہنچے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کی خدمت میں تشریف لائے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ کوئی حاجت اور ضرورت ہو تو پیش کیجیے۔ اس وقت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ آزاد شدہ لوگوں کے وظائف و عطیات جاری کرنے کا مطالبہ پیش کیا جاتا ہے کہ ان کے عطیات جاری کرنے چاہئیں اور ساتھ ہی فرمان نبوی سنایا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب اموال کی درآمد ہوتی تھی آنجناب محررین (آزاد شدگان) کے لیے پہلے ابتدا فرماتے تھے۔

((عن زید بن اسلم عن ابیه ان معاویہ رضی اللہ عنہ لما قدم المدینہ حاجا جاءه عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فقال له معاویة رضی اللہ عنہ حاجتک یا ابا عبدالرحمن؟ فقال له: حاجتی عطاء المحررین فانی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ما جاءه شیء بدا بالمحررین))^۲

① مشہور تابعی عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے مروان بن حکم سے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں والی مدینہ تھے منبر پر کہتے ہوئے سنا کہ اے مخاطبین! امیر المؤمنین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمہارے عطیات و وظائف کے متعلق حکم دیا ہے کہ ان کو پورا پورا ادا کیا جائے اور ان میں کوئی کمی نہ کی جائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں تمہاری خاطر پوری کوشش کی ہے۔ فی الحال موجودہ مال تمام عطیات و وظائف کی ادائیگی کے لیے ناکافی ہے اور اس میں ایک لاکھ کی کمی ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے

۱ کتاب المعرفہ والتاریخ ص ۳۶۲ ج ۲ تحت ابی اسحق سمیع

مسند ابن سعد (الحسن علی بن الجعد بن عبید الجوهری) ص ۳۱ روایت ۹۳ تحت عمر بن سعید المسیب

۲ کتاب المستغنی (امام ابو محمد عبداللہ ابن علی بن جارد نسیابوری متوفی ۳۰۷ھ) ص ۳۷۶ باب الوجود التي یخرج فیها مال الفی طبع مصر

کہ یمن سے اموال صدقات موصول ہونے پر یہ کمی پوری کر دی جائے گی۔

اس پر لوگ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے۔ عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی طرف نظر کی تو یہ لوگ کہہ رہے تھے کہ ہم صدقات کے اموال میں سے ایک درہم بھی نہیں لیں گے، کیا ہم دوسروں کا حق وصول کریں؟ یمن کے صدقات تو یتامی اور مساکین کا حق ہے اور ہمارے وظائف جزیہ کے اموال سے ادا کیے جاتے ہیں۔ آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف مکتوب ارسال کریں کہ وہ ہمارے بقیہ وظائف وہاں سے ارسال فرمادیں۔ مروان نے یہ چیز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحریر کی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وظائف کے بقایا جات وہاں سے ارسال فرمادیے۔

((يقولون والله لا نأخذ منها درهما واحدا أناخذ حق غيرنا؟ انما مال اليمـن
صدقة والصدقة لليتامى والمساكين وانما عطاءنا من الجزية فاكتب الى
معاوية رضي الله عنه يبعث الينا ببقية عطاءنا۔ فكتب اليه بقولهم فبعث اليه معاوية
رضي الله عنه ببقيته))^۱

یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں زبانوں پر قفل چڑھانے اور ضمیروں پر تالے لگانے کا پروپیگنڈا بے بنیاد اور ہرگز درست نہیں۔ عوام الناس کو اظہار خیال میں آزادی تھی اور وہ اپنے حقوق حاصل کرنے میں کسی قسم کا باک نہیں رکھتے تھے۔ ان معاملات میں ان پر کوئی جبر واکراہ نہیں کیا جاتا تھا بلکہ ان کے جائز مطالبات پورے کرنے پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاص توجہ دیتے اور شرعی قواعد کی رعایت ملحوظ رکھتے تھے۔

⑩ لوگوں کے حقوق کی رعایت اور قدر شناسی کے سلسلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کا ایک دیگر واقعہ ذکر کیا جاتا ہے:

سردار دو جہاں رضی اللہ عنہ کے مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا انتقال مشہور قول کے مطابق ۵۹ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوا۔ والی مدینہ ولید بن عتبہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو آں موصوف کے انتقال کی اطلاع ارسال کی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواباً تحریر فرمایا کہ:

((انظر الى ورثته فاحسن اليهم واصرف اليهم عشرة الاف درهم واحسن
جوارهم واعمل اليهم معروفا))^۲

”یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمان لکھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ورثاء کے ساتھ عمدہ سلوک

۱ کتاب الاموال (ابو عبید قاسم بن سلام) ص ۲۵۹ روایت نمبر ۶۳۵، طبع مصر

۲ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۱۵ ج ۸ تحت ۵۹ھ آخر ترجمہ ابو ہریرہ الدوسی رضی اللہ عنہ

کیجیے، ان پر دس ہزار درہم صرف کیجیے، ان کی امان اور ذمہ داری کو احسن طریقے سے ملحوظ رکھیے اور ان کے ساتھ بہتر معاملہ کیجیے۔“

حکمت عملی

مورخین نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زبانی ان کے عہد خلافت کی حکمت عملی نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا طریق کار یہ ہے کہ جس معاملہ میں مال کفایت کرتا ہو وہاں میں زبانی حکم نہیں دیتا۔ اور جہاں زبانی حکم کفایت کرتا ہو وہاں تازیانہ سے کام نہیں لیتا۔ اور جہاں تازیانہ کام کرتا ہو وہاں تلوار کو استعمال نہیں کرتا۔ اور جب تلوار کے بغیر کوئی چارہ کار نہ رہے تب میں تلوار استعمال کرتا ہوں۔

((انا ابو حاتم عن العتبی قال قال معاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لا اضع لسانی حیث یکفینی مالی، ولا اضع سوطی حیث یکفینی لسانی، ولا اضع سیفی حیث یکفینی سوطی، فاذا لم اجد من السیف بُدًّا رکتہ))^۱

بعض معمولات

آداب مسجد کی رعایت اور احترام

① ایک رات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے طبعی ضرورت کے تحت مسجد میں تھوک دیا اور اس کے بعد واپس چلے گئے۔ کچھ دیر بعد انھیں اس خطا کا احساس ہوا تو واپس مسجد میں تشریف لائے اور روشنی لے کر اسے تلاش کیا اور اس پر مٹی ڈال کر دفن کر دیا۔

((ان معاویة بن ابی سفیان رَضِيَ اللهُ عَنْهُما بزق ذات لیلۃ فی المسجد ثم ذهب ثم رجع

بشعلة من نار فجعل یتتبع بزقته حتی وجدھا ثم دفنھا))^۲

واضح رہے کہ یہ اس دور کا واقعہ ہے جس وقت مساجد کے فرش کچے ہوتے تھے۔ اور مٹی ریت اور کنکریاں اور گھاس پھوس ڈال کر نمازیں ادا کی جاتی تھیں۔ پختہ فرش لگوانے کا طریقہ بعد میں جاری ہوا۔

تنبیہ

ابن شبہ نے اس مقام پر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثلاً حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی مسجد میں

۱ تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ قلمی) ص ۳۰ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

انساب الاشراف (بلاذری) ص ۱۷ ج ۴ قسم اول تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

۲ تاریخ مدینہ منورہ (ابوزید عمر بن شبہ نمیری بصری التونی ۲۶۲ھ لکھنؤ ص ۲۷ ج ۱ طبع مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ مصر

بزاق ڈالنے (تھوکنے) اور پھر اسے دفن کرنے کا واقعہ ذکر کیا ہے۔

مسجد میں تھوکنے کا ایک خطا ہے اور مسجد کے احترام کے پیش نظر اس کا صاف کرنا اور ازالہ کرنا ایک حکم شرعی ہے اسی بنا پر مذکورہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کیا اور خطا کا احساس ہونے پر فوراً اس کے ازالہ کا اقدام کیا۔

② ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اخلاقیات جہاں ذکر کیے ہیں وہاں انہوں نے لکھا ہے کہ یونس بن میسرہ بن حلبس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دمشق کے بازار میں دیکھا کہ اپنے خچر (بغلہ) پر سوار تھے اور آنجناب نے اپنے پیچھے اپنے ایک خادم کو سوار کر رکھا تھا۔ آپ ایک معمولی قمیص پہنے ہوئے تھے اور اسی حالت میں دمشق کے بازاروں میں چکر لگا رہے تھے۔

((عن یونس بن حلبس قال رأیت معاویة رضی اللہ عنہ فی سوق دمشق علی بغلة له وخلفه وصیف قد اردفه۔ علیہ قمیص مرقوع الجیب۔ وهو یسیر فی اسواق دمشق))^۱

معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بعض اوقات اپنی شان و شوکت کے لباس سے ہٹ کر عام لباس میں بازار میں چکر لگاتے تھے اور ایک خادم ساتھ ہوتا تھا اور سواری کے لیے خچر بھی استعمال فرماتے تھے۔ یہ چیز آپ کے مزاج میں عاجزی و تواضع کی دلیل ہے۔

③ نیز کبار علماء نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ چیز بھی ذکر کی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربان ابو یوسف ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے اور کچھ عرصہ قیام کیا۔ چنانچہ آپ کو دمشق کے بعض منازل میں ٹھہرایا گیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بہترین خوش آواز اور خوش الحان بزرگ تھے۔

اسی دوران میں ایک رات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پا پیادہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی جائے اقامت کی طرف تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر قرآن مجید کی تلاوت سماعت فرمائی۔

((یحییٰ بن صالح الوحاطی قال ثنا سعید بن عبدالعزیز عن ابی یوسف حاجب معاویة بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ان ابا موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قدم علی معاویة رضی اللہ عنہ فنزل فی بعض الدور بدمشق فخرج معاویة رضی اللہ عنہ فی اللیل الی

۱ تاریخ ابن عساکر (مخطوط قلمی) ص ۲۹ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

البدایہ ص ۱۳۳ ج ۸ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (طبع اول مصر)

منزلہ یمشی حتی سمع قراءتہ))^۱

مجلسی طریق کار

گزشتہ صفحات میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اخلاق و کردار کے متعلق بعض چیزیں ذکر کی گئی ہیں۔ اس کے بعد مکارم اخلاق کے عنوان کے تحت آں موصوف کے مجلسی معمولات اور لوگوں کے قضائے حوائج کے واقعات بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔

شیعہ مورخین نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مجلسی احوال اپنی مشہور کتب تواریخ میں مفصل طور پر درج کیے ہیں۔ اگرچہ اہل سنت مورخین نے بھی یہ چیزیں اپنے اپنے مقام پر ذکر کی ہیں تاہم بطور الزام یہاں شیعہ مورخین کے مندرجات پیش کرنے پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔ اہل سنت مورخین ان کے موید ہیں۔ مشہور شیعہ مورخ مسعودی تحریر کرتے ہیں کہ:

① حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عادت جاری تھی کہ ایک دن میں پانچ مرتبہ لوگوں کو ملاقات کا موقع دیتے تھے۔ جب آپ فجر کی نماز ادا کر لیتے تو مجلس میں تشریف فرما ہوتے۔ ان کا ایک خاص آدمی (جس کو قاص کہا جاتا تھا) ضروری ضروری احوال آپ کی خدمت میں پیش کرتا۔ پھر آپ اپنی مخصوص جگہ پر تشریف لے جاتے، وہاں مصحف مبارک پیش کیا جاتا اور آنجناب اس کے ایک جزو کی تلاوت فرماتے۔ اس کے بعد آپ گھر تشریف لے جاتے اور اوامر و نواہی کی حسب ضرورت تلقین فرماتے۔ پھر اس کے بعد چار رکعت نوافل ادا کرتے اور باہر تشریف لا کر مجلس میں بیٹھتے اور خاص خاص لوگوں کو ملاقات کی اجازت دیتے اور ان کے ساتھ ضروری گفتگو فرماتے۔ اسی دوران میں آپ کے وزراء جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر اس دن سے متعلق ضروری امور میں گفتگو کرتے اور ہدایات حاصل کرتے۔

((کان من اخلاق معاویة رضی اللہ عنہ انه کان یاذن فی الیوم واللیلۃ خمس مرات۔

کان اذا صلی الفجر جلس للقاص حتی یفرع من قصصه، ثم یدخل فیوتی

بمصحفۃ فیقرأ جزءہ۔ ثم یدخل الی منزله فیامر وینہی ثم یصلی اربع

رکعات، ثم یدخل الی مجلسہ فیاذن لخاصة الخاصة فیحدثہم ویحدثونہ

ویدخل علیہ وزراؤہ فیکلمونہ فیما یریدون من یومہم الی العشاء))^۲

② نیز آنجناب کی مجلس کے یومیہ طریق کار کے متعلق ایک دوسری روایت میں مسعودی نے لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گھر سے باہر تشریف لاتے تو اپنے خادم کو کرسی لانے کے لیے فرمان دیتے اور مسجد

۱ کتاب الکنی (دولابی) ص ۱۶۰ ج ۲ تحت کنیت ابی یوسف، طبع دکن۔

۲ مروج الذهب (مسعودی شیعہ) ص ۳۹ ج ۳ تحت ذکر جمل من اخلاق و سیاستہ طبع پنجم

میں مقصورہ کے پاس کرسی پر تشریف فرما ہوتے۔ اور آپ کے محافظ پاس رہتے۔

اس کے بعد جناب کی طرف سے حکم دیا جاتا تھا کہ جو کمزور لوگ اور اعرابی (بادیہ نشین) کوئی لڑکا یا کوئی خاتون کسی ضرورت کے لیے آئے ہوئے ہوں تو وہ باری باری پیش خدمت ہوں۔ مثلاً ایک شخص پیش ہوتا اور وہ کہتا کہ مجھ پر یہ ظلم ہوا ہے تو آپ فرماتے کہ اس کے ظلم کو دور کیا جائے اور دادرسی کی جائے۔ پھر دوسرا شخص پیش ہو کر کہتا کہ میرے ساتھ زیادتی کی گئی ہے تو آپ کی طرف سے حکم دیا جاتا کہ اس کے ساتھ آدمی بھیج کر اس سے تعدی اور تجاوز کو دور کیا جائے۔ اسی طرح ایک اور شخص پیش ہو کر کہتا کہ میرے ساتھ فلاں معاملہ ہے تو آپ فرماتے کہ اس کے معاملہ پر نظر انصاف کی جائے۔

اس طریقہ سے تمام حاضرین حاجت مندوں کی ہر ایک حاجت کو پورا کیا جاتا حتیٰ کہ کوئی ایک ضرورت مند بھی باقی نہ رہ جاتا۔ پھر آپ اس مقام سے اٹھتے اور دوسری جگہ چار پائی پر تشریف فرما ہوتے۔

((ثم يخرج فيقول: يا غلام اخرج الكرسي، فيخرج الى المسجد فيوضع فيسند ظهره الى المقصورة ويجلس على الكرسي، ويقوم الاحراس فيتقدم اليه الضعيف والاعرابي والصبى والمرأة ومن لا احد له، فيقول: ظلمت، فيقول: اعزوه، ويقول: عدى على- فيقول: ابعثوا معه، ويقول: صنع بي، فيقول: انظروا في امره- حتى اذا لم يبق احد دخل فجلس على السرير))^۱

اسی طرح مسعودی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مجالس کا احوال ذکر کرتے ہوئے ایک دیگر روایت تحریر کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ مجھ تک نہیں پہنچ سکتے ان کی ضروریات اور حوائج کو پیش کیا جائے۔ پھر ایک شخص حاضر ہوتا اور کہتا کہ فلاں شخص فلاں جنگ میں شہید ہو گیا تو آپ حکم فرماتے کہ اس کی اولاد کے لیے وظیفہ متعین کر دیا جائے۔

پھر دوسرا شخص کہتا کہ فلاں شخص اپنے گھر سے غائب ہے (دینی کام کے لیے کہیں گیا ہوا ہے) تو آپ کی طرف سے حکم ہوتا کہ اس شخص کے اہل خانہ کی نگہداشت کی جائے اور ان کو وظیفہ دیا جائے اور ان کی ضروریات کو پورا کیا جائے۔

پھر آپ کی خدمت میں صبح کا ناشتہ پیش کیا جاتا اور آپ کا احکام نویس (منشی) آپ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اور جو لوگ اس مجلس میں موجود ہوتے انھیں دسترخوان پر بیٹھنے کا حکم دیا جاتا پھر یہ لوگ کھانے میں شریک ہوتے اور حسب ضرورت خور و نوش کرتے۔ اسی دوران میں آنجناب کا کاتب آپ کے احکامات

۱ مروج الذهب (مسعودی شیبی) ص ۳۹، ج ۳ تحت ذکر حمل من اخلاقه و سياسته

الانقاد علی تمدن اسلامی ص (علامہ شبلی نعمانی) ۳۰-۳۱

لکھتا جاتا تھا۔ اسی طرح یہ مجلس قائم رہتی، حتیٰ کہ مجلس کے تمام حاجت مند لوگوں کی ضروریات کو پورا کر دیا جاتا۔

((ارفعوا الینا حوائج من لا یصل الینا۔ فیقوم الرجل فیقول: استشهد فلان فیقول افرضوا لولدہ۔ ویقول الاخر: غاب فلان عن اہلہ، فیقول: تعاهدوہم۔ اعطوہم اقضوا حوائجہم اخدموہم، ثم یوتی بالغداء ویحضر الکاتب۔ فیقوم عند رأسہ ویقدم الرجل فیقول له اجلس علی المائدة فیجلس فیمد یدہ فیاکل لقمتین او ثلاثا والکاتب یقرأ کتابہ فیامر فیہ بامرہ فیقال یا عبداللہ اعقب فیقوم یتقدم آخر حتی یاتی علی اصحاب الحوائج کلہم))^۱

مذکورہ بالا روایات سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مجالس کے احوال اور یومیہ طریق کار کے چند ایک مناظر پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے جس سے آں موصوف کے طریق عمل، رعایا سے حسن سلوک اور مجلسی نظم واضح ہوتا ہے۔

^{تنبیہ} فصل ہذا میں ہم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کریمانہ اخلاق کے متعلق چند چیزیں ذکر کی ہیں اور اس چیز کو کا حقہ پوری تفصیل سے پیش کرنا ایک دشوار امر ہے تاہم ما قبل میں آں موصوف کے حلم اور مروت کے متعلق اور فکر آخرت اور خشیت الہی کے متعلق چند ایک مرویات درج کی ہیں۔ نیز آنجناب کی مجالس میں اظہار رائے کی آزادی، حق گوئی اور انصاف پسندی، رواداری اور عوام کے حقوق کی رعایت اور عوام کے ساتھ بہترین سلوک کا ذکر کیا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد ان کی مجلسی نظم اور رعایا کی حاجت روائی کے طریق کار کو ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح مندرجات بالا میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی معاشرتی زندگی کا ایک اجمالی خاکہ ناظرین کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ آں موصوف کے اخلاق و کردار اور روز مرہ کے معمولات اسلام کی طرز معاشرت کے مطابق تھے اور قیصر و کسریٰ کے عادات و اطوار سے بعید تر تھے۔ پر خاش رکھنے والے مورخین اور معاند مورخین نے آں موصوف کے عادات و اخلاق کا جو کریہہ منظر پیش کیا ہے اور ان کو ایک ظالم، جابر اور مغلوب حکمران کی صورت میں دکھایا ہے ناظرین کرام اس کا مندرجات بالا سے موازنہ کر کے خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ تعصب سے بالاتر ہو کر عدل و انصاف کو ملحوظ رکھنے کی گزارش کی جاتی ہے۔

۱۔ مروج الذهب، ص ۳۹-۴۰ ج ۳ تحت ذکر جمل من اخلاقہ و سیاستہ

الانتقاد علی تمدن اسلامی ص ۴۰، ۴۱ از علامہ شبلی نعمانی

فصل ہفتم

اتباع سنت، منکرات سے منع اور عہد و پیمان کی رعایت

امیر المومنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دینی معاملات میں کوشش ہوتی تھی کہ اتباع سنت کا لحاظ رکھا جائے اور منکرات سے منع کیا جائے اور انسداد مفسد کے لیے سعی کی جائے۔ حتی المقدور اپنے جملہ امور کو جناب نبی کریم ﷺ کے ارشاد اور طریق کار کے مطابق سرانجام دیا جائے۔ یہ ان کی عملی زندگی کا نظم تھا اور اسی پر کار بند تھے۔

اس نوع کے متعلق چند ایک امور پیش خدمت کیے جاتے ہیں جو اس فصل میں اختصاراً مذکور ہیں:

① اقامت صلوٰۃ

دینی معاملات میں سب سے زیادہ اہم چیز اقامت صلوٰۃ (نماز کو قائم کرنا) ہے۔ اس مسئلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پوری طرح کوشش کرتے تھے کہ جناب نبی اقدس ﷺ کے طریق کار پر نماز ادا کی جائے اور کسی طرح بھی آنجناب ﷺ کے فرمان و عمل کے خلاف نماز کی ادائیگی نہ ہو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس اتباع سنت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شاہد ہیں کہ آں موصوف کی ادائیگی نماز جناب نبی کریم ﷺ کے زیادہ مشابہ اور مطابق ہوتی تھی اور اس میں کوئی فرق نہیں محسوس کیا جاتا تھا۔

چنانچہ حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: ما رأیت احدا بعد رسول اللہ ﷺ اشبه صلاة برسول اللہ ﷺ من امیرکم هذا یعنی معاویہ رواہ الطبرانی و رجالہ رجال الصحیح غیر قیس بن الحرث المذحجی وهو ثقة))^۱

گویا حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ کی جانب سے اس مسئلے پر یہ شہادت اور گواہی ہے۔

② نیز اسی سلسلے میں محدثین نے ذکر کیا ہے کہ جناب سائب بن اخت نمر سے نافع بن جبیر نے اس واقعہ کے متعلق دریافت کیا جو انھیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقصورہ میں نماز ادا کرنے کے موقع پر پیش آیا تھا۔ چنانچہ جناب سائب نے جواب میں واقعہ اس طرح ذکر کیا کہ ایک بار میں نے مقصورہ میں جمعہ کی نماز

۱۔ مجمع الزوائد (پہلی) ص ۳۵۷ ج ۹ تحت باب ما جاء فی معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ادا کی۔ جب نماز کے امام نے سلام پھیرا تو میں اپنی جگہ پر کھڑا ہو کر بقایا سنتیں اور نوافل ادا کرنے لگا۔ بعد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے مقام پر تشریف لے گئے تو ایک آدمی بھیج کر مجھے بلایا۔

((فقال لا تعد لما فعلت اذا صليت الجمعة فلا تصلها بصلوة حتى تكلم او تخرج فان رسول الله ﷺ امرنا بذلك ان لا نوصل بصلوة حتى نتكلم او نخرج - رواه مسلم))^۱

”یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جس طرح تو نے اب کیا ہے اس طرح آئندہ نہ کرنا۔ جب تم جمعہ کی نماز ادا کر لو تو اس کے بعد نماز ادا کرنے سے پہلے کلام کر لیا کرو یا اس جگہ سے ہٹ جایا کرو۔ کیونکہ جناب نبی اقدس ﷺ نے ہمیں ایسا کرنے کا حکم فرمایا تھا کہ ہم (فرض) نماز کو بعد والی نماز سے ملا کر ادا نہ کریں بلکہ درمیان میں کوئی کلام کر لیں یا اس جگہ سے الگ ہو جائیں۔“

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقصورہ میں اس دور کے اکابرین بھی مجتمعا نماز ادا کرتے تھے۔ نیز یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی امر سنت کے خلاف پایا جاتا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس پر تنبیہ فرمایا کرتے تھے اور اپنے معمولات میں سنت نبوی ﷺ کی رعایت ملحوظ رکھتے تھے۔

③ عبد اللہ بن حارث بن نوفل ہاشمی رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے (غالباً مدینہ طیبہ میں) عصر کی نماز پڑھائی۔ نماز ہذا کے بعد بعض لوگ کھڑے ہو کر نوافل ادا کرنے لگے۔ اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے مقام پر تشریف لائے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس داخل ہوئے۔ عبد اللہ بن حارث کہتے ہیں کہ میں بھی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو چار پائی پر اپنے ساتھ بٹھایا۔ پھر ان سے دریافت کیا کہ نماز عصر کے بعد جو لوگ نوافل پڑھ رہے تھے یہ نماز ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ادا فرماتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ اس نماز کا آئینہ نبی ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو اس نماز کا جواز بیان کیا۔

محدثین کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے کی جستجو اور تحقیق کے لیے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بلوا کر دریافت کیا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بیان کرنے کا حوالہ دیا۔ پھر

۱ مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۵ باب السنن وفضائلها، فصل ثالث، طبع نور محمدی دہلی

مسلم شریف ص ۲۸۸ ج ۱ آخر کتاب الجمع طبع نور محمدی دہلی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرایا تو ام المومنین نے فرمایا کہ آنجناب رضی اللہ عنہم نے یہ نماز بعد العصر ہمارے گھر میں پڑھی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنجناب رضی اللہ عنہم سے اس نماز کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب رضی اللہ عنہم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ وہ دو رکعت ادا کی ہیں جو ظہر کے بعد مجھ سے ضروری شغل کی وجہ سے رہ گئی تھیں۔^۱

مختصر یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس نماز کے ثبوت کے متعلق ضروری جستجو کرائی۔ یہاں سے آں موصوف کی اتباع سنت کے سلسلے میں سعی اور کوشش واضح ہوتی ہے۔

تنبیہ

فقہاء میں یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا موقف اپنی جگہ درست تھا۔ فقہ حنفی کا فتویٰ آج بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عام موقف کے مطابق ہے کہ عصر کی نماز کے بعد کوئی نفل نماز جائز نہیں۔

④ کبار محدثین نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک یہ چیز بھی ذکر کی ہے کہ ایاس بن ابی رملہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ عید اور جمعہ ایک روز میں جمع ہو گئے۔ ان کی ادائیگی کے متعلق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مشہور صحابی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے بطور تحقیق دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے جناب نبی کریم رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں عید اور جمعہ کے اجتماع کو ایک ہی یوم میں دیکھا ہے؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آنجناب رضی اللہ عنہم نے یہ نمازیں کیسے ادا فرمائیں؟ جواب میں انھوں نے فرمایا کہ نبی اقدس رضی اللہ عنہ نے پہلے نماز عید ادا فرمائی اور اس کے بعد (جو لوگ باہر سے آئے ہوئے تھے انھیں ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہمارے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کرنا چاہتا ہے وہ ٹھہر جائے) اور جو لوگ گھر واپس جانا چاہتے ہیں وہ جا سکتے ہیں)

((عن ایاس بن ابی رملہ قال شهدت معاویة رضی اللہ عنہ یسئل زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اشهدت مع النبی ﷺ عیدین اجتماعاً فی یوم قال نعم قال فکیف صنع قال صلی العید ثم رخص فی الجمعة فقال من شاء ان یتسلی فلیصل))^۲

⑤ مشہور مورخ احمد بن یحییٰ نے اپنی تصنیف انساب الاشراف میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ تحریر کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے موقع پر مکہ مکرمہ پہنچے اور حرم میں تشریف لا کر بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو آدمی بھیج کر بلوایا۔ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیت اللہ شریف میں پہنچے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے دریافت کیا کہ بیت اللہ

۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۵۱، ۳۵۲ ج ۲ تحت من رخص فی الرکتین بعد العصر (طبع حیدرآباد دکن)

۲ سنن داری ص ۲۰۰ باب اذا جمع عیدان فی یوم، طبع قدیم کانپور

کے اندر جناب نبی کریم ﷺ نے کس مقام پر نماز ادا فرمائی تھی؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساریہ الیسری کے پاس نماز ادا کرنا بتلایا۔

((ان معاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حج فدخل البيت الحرام وارسل الى عبدالله بن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ثم جاء ابن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ففتح له ودخل فقال معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يا ابا عبدالرحمن اين صلى النبي ﷺ حيث دخل البيت فذكر سارية الیسری))^۱
مطلب یہ ہے کہ بیت اللہ کے اندر جو نماز ادا کی گئی تھی اس کے لیے بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اتباع سنت نبوی کو ملحوظ رکھا۔

⑥ اتباع نبوی کے سلسلے میں قدیم مورخ ابو زید عمر بن شہب نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک قابل ذکر واقعہ اپنی سند کے ساتھ لکھا ہے کہ

((عن عباد ابی صالح ان رسول الله ﷺ كان يأتي قبور الشهداء باحد علی رأس كل حول فيقول سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار۔ قال وجاءها ابوبكر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، ثم عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، ثم عثمان رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، فلما قدم معاوية بن ابی سفیان رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حاجا جاءهم قال وكان النبي ﷺ اذا واجه الشعب قال سلام عليكم بما صبرتم فنعم اجر العاملين))^۲
”نبی اقدس ﷺ شہدائے احد کے مزارات پر ہر سال تشریف لاتے اور اہل قبور پر سلام کہتے ہوئے ارشاد فرماتے:

((سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار))
”یعنی سلامتی ہو تم پر بدلے اس کے کہ تم نے صبر کیا، سو خوب ثواب ملا عمل کرنے والوں کو۔“
آنجناب کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، قبور شہدائے احد پر تشریف لایا کرتے پھر ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح تشریف لاتے۔
جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں حج بیت اللہ کے لیے آئے اور مدینہ طیبہ پہنچے تو سنت نبوی ﷺ کے موافق وہ بھی قبور شہدائے احد پر زیارت کے لیے تشریف لائے اور ذکر کیا کہ سردار دو جہاں ﷺ اس وادی میں جب تشریف لاتے جناب ارشاد فرماتے کہ
((سلام عليكم بما صبرتم فنعم اجر العاملين))

۱ کتاب انساب الاشراف (بلاذری) ص ۶۳ ج ۴ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، قسم اول، جز رابع۔

۲ تاریخ مدینہ منورہ (ابن شہب) ص ۱۳۲ ج ۱ تحت النبی یزور کل عام قبور الشهداء، مطبوعہ مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ۔

حاصل یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس نوع کے واقعات حدیث و تاریخ میں بے شمار دستیاب ہوتے ہیں جن میں آپ رضی اللہ عنہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر سنتوں کو دریافت کرتے ہیں لیکن مذکورہ صفحات میں صرف چند ایک امور اختصاراً نقل کیے ہیں۔ ان کی روشنی میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دینی ذوق اور اتباع سنت نبوی کا جذبہ بخوبی واضح ہوتا ہے اور اطاعت پیغمبر کے ساتھ ان کی کامل دل بستگی ثابت ہوتی ہے۔

② امر بالمعروف

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے معاملات میں اسلامی ہدایات کے مطابق عمل جاری رکھتے اور شرعی احکام کی ہر مرحلہ میں پاسداری کرتے تھے۔ آپ کے اس طریق کار اور شیوہ عمل کے ثبوت میں ایک یہ واقعہ بھی پیش خدمت ہے:

ابوجلز رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مکان میں داخل ہوئے وہاں عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما دونوں حضرات موجود تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تشریف لانے پر عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ تو احتراماً کھڑے ہو گئے لیکن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے نہیں ہوئے بلکہ بیٹھے رہے۔

((فقال معاویة رضی اللہ عنہ لابن عامر رضی اللہ عنہ: اجلس فانی سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

يقول: من سره ان يتمثل له الرجال قياما فليتبوا مقعده من النار))^۱

”یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بیٹھ جائیے کیونکہ میں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جس شخص کو لوگوں کا اس کی پیشی میں کھڑے رہنا پسند ہو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔“

مذکورہ بالا واقعہ سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

- ۱۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر مسئلہ میں خاص لحاظ رکھتے تھے۔
- ۲۔ اور اپنی پیشی میں لوگوں کے کھڑے رہنے کو پسند نہیں فرماتے تھے جیسا کہ امراء اور کبراء کی مجلس کا شیوہ ہے۔
- ۳۔ نیز اس واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ آں موصوف کے مزاج میں خود پسندی اور ترافع نہیں تھا بلکہ ان کی

۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۸ ج ۸ تحت کتاب الادب، طبع کراچی

الادب المفرد (امام بخاری) ص ۱۴۴ باب قیام الرجل للرجل تعظیماً، طبع مصر

مسند امام احمد ص ۹۳ ج ۴ طبع اول تحت حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ

مسند امام احمد ص ۱۰۰ ج ۴ طبع اول تحت حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ

ترمذی شریف ص ۱۰۰ ج ۲ تحت ابواب الآداب باب ما جاء فی کرہیۃ قیام الرجل..... الخ

مسند عمر بن عبدالعزیز ص ۳ طبع تدیم ملتان

منتخب من مسند عبد بن حمید ص ۱۵۶ روایت نمبر ۴۱۳، طبع بیروت۔

مسند ابن سعد (الحسن علی بن الجعد بن عبید الجوهری التونی ۲۳۰ھ) ص ۲۲۲ روایت ۱۴۸۲ تحت حبیب بن الشہید۔

طبیعت میں تواضع و فروتنی تھی۔

③ نہی عن المنکر

گزشتہ سطور میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے امر بالمعروف کے سلسلے میں بعض چیزیں مذکور ہوئی ہیں۔ اب اس کے بعد آں موصوف سے انسداد مفسد کی خاطر نہی عن المنکر کے مختصر اچند احکام ذکر کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ محدثین حضرات نے لکھا ہے کہ

① ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور وہاں آپ کو بعض مفسد اور خواتین کے متعلق ناجائز رسوم کی اطلاع پہنچی۔ اس طرح کہ بنی اسرائیل کی خواتین کی طرح اپنے بالوں میں عورتیں ملاوٹ کرنے لگی ہیں اور اپنے بالوں کو بڑا دکھلانے کے لیے ان میں آمیخت کر لیتی ہیں۔

اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ میں اس مسئلے پر مستقل ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور منبر پر تشریف فرما ہو کر کہنے لگے کہ اے اہل مدینہ! تمہارے علماء حضرات کہاں گئے؟ (کہ ان مفسد اور منکرات سے تمہیں منع نہیں کرتے) اور پھر اپنے پاس سے بالوں کا ایک گچھا اہل مجلس کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ بنی اسرائیل کی خواتین نے اس طرح بالوں کی بناوٹ بنالی تھی اس بنا پر وہ قوم ہلاک ہوئی۔ پھر فرمایا کہ میں نے اس چیز کی وعید نبی کریم ﷺ سے سنی ہوئی ہے۔ آنجناب ﷺ اس طرح بال ساخت کرنے (یعنی ملانے) سے منع فرماتے تھے۔ لہذا یہ بری رسم مسلمان خواتین میں نہیں ہونی چاہیے۔

((حمید بن عبدالرحمن انہ سمع معاویة رضی اللہ عنہ خطب بالمدينة يقول این علماءکم یا اهل المدينة؟ سمعت رسول الله ﷺ ينهى عن هذه القصة (خصلة من الشعر) ويقول انما هلكت بنو اسرائيل حين اتخذها نساءهم۔ هذا حديث حسن صحيح))^۱

اسی مسئلے کی بعض روایات میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مزید چیزیں اس طرح منقول ہیں کہ آں موصوف نے ارشاد نبوی نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ:

۱۔ ترمذی شریف ص ۱۰۲ تحت باب ماجاء فی کراہیۃ اتخاذ القصة ابواب الآداب، طبع مجبائی دہلی۔

السنن الکبریٰ (بیہقی) ص ۲۹۰ ج ۴ کتاب الصیام تحت ابحاث صیام عاشوراء۔

مسند احمد ص ۹۷-۹۸ ج ۴ تحت حدیث معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

مسند احمد ص ۱۰۱ ج ۴ تحت حدیث معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

مسند حمیدی ص ۲۷۳ ج ۲ تحت حدیث معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

معجم الاوسط (طبرانی) ص ۵۶۳ ج ۲ طبع ریاض

مسند ابن سعد (حسن علی بن سعد الجوبہری) ص ۳۱ روایت ۹۴ تحت عمر بن سعید المسیب

((يقول لعن الله الواشمة والمستوشمة والنامصة والواشرة
والمستوشرة))^۱

”یعنی اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں ان عورتوں پر جو سوئی کے ساتھ اپنے جسم میں گودنے والی ہیں
یعنی نشانات گاڑنے والی اور بنوانے والی ہیں، نیز وہ عورتیں جو ابرو کے بالوں کو باریک بنواتی ہیں یا
بناتی ہیں، اور وہ عورتیں جو دانتوں کو باریک اور تیز کرتی ہیں یا کرواتی ہیں۔“

تنبیہ

اہل علم حضرات کو معلوم ہے کہ کتب حدیث میں مذکورہ بالا نوع کی روایات متعدد صحابہ کرام مثلاً ابن عمر،
ابن مسعود، ابن عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں لیکن ہم نے یہاں صرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی
روایات نقل کی ہیں۔

① منکرات سے منع کرنے کے سلسلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کثیر روایات نبویہ منقول ہیں۔ چنانچہ
ذیل میں ان میں سے ایک روایت ذکر کی جاتی ہے جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مکہ شریف میں منبر پر
تشریف فرما ہوتے ہوئے فرمان نبوت ذکر فرمایا کہ جناب نبی اقدس ﷺ نے مسلمان مردوں کو ذہب (سونا)
استعمال کرنے اور حریر (ریشم) کے پہننے سے منع فرمایا ہے۔

((قال (عبدالله بن علي العدوي) سمعت معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمَنْبَرِ بِمَكَّةَ
يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ لِبْسِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيرِ))^۲

اسی طریقہ پر مشہور تابعی محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد نبوی
نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ جناب نبی اقدس ﷺ نے خز (ایک قیمتی پارچہ) اور چیتے کی کھال پر سوار ہونے
سے منع فرمایا ہے۔

نیز اس روایت کے بیان کرنے کے بعد محمد ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
حدیث نبوی نقل کرنے میں متہم نہیں ہیں بلکہ صحیح اور درست حدیث نبوی بیان فرماتے ہیں غلط بیان نہیں
کرتے۔

((عن ابن سيرين عن معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ان رسول الله نهى عن ركوب الخز
والنمور۔ قال ابن سيرين فكان معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لا يتهم في الحديث على

۲ مسند عمر بن عبدالعزيز ص ۴-۵ طبع قدیم ملتان

مسند عمر بن عبدالعزيز ص ۱۲ طبع قدیم ملتان

تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ) ص ۶۷۵ ج ۱۶ تحت حدیث معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

۲ مسند امام احمد ص ۱۰۱ ج ۴ تحت حدیث امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ))^۱

اسی طرح اس نوع کی ایک دیگر روایت احادیث میں مذکور ہے، عبداللہ بن دینار مولیٰ معاویہ ابوحریر سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا اس میں ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چند چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ میں وہ فرمان آپ لوگوں تک پہنچاتا ہوں اور ان اشیاء سے منع کرتا ہوں: نوحہ کرنا، شعر گوئی، تصاویر بنانا اور درندوں کی کھال استعمال کرنا، سونا اور ریشم استعمال میں لانا۔

((..... عن عبد الله بن دينار عن ابي حريز مولى معاوية قال: خطب معاوية الناس فذكر في خطبته ان رسول الله ﷺ نهى عن اشيء واني ابلغكم ذلك وانهاكم عنهن: النوح والشعر والتصاویر وجلود السباع والذهب والحريز))^۲

③ انسداد مفسد کے سلسلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کا ایک واقعہ نکاح شغار (وہ سٹہ) کے متعلق محدثین نے ذکر کیا ہے۔

وہ اس طرح ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فرزند عباس نے اپنی دختر کا عبدالرحمن بن حکم سے نکاح کر دیا اور عبدالرحمن نے اپنی لڑکی عباس بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نکاح میں دے دی، اور اس نکاح میں انھوں نے نکاح کو ہی اس کا مہر قرار دیا، کوئی دوسری شے مہر تجویز نہیں کی۔

اس چیز کی اطلاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو انھوں نے مروان بن حکم کو جو اس وقت والی مدینہ تھے حکم ارسال کیا کہ ان دونوں فریقین کے درمیان تفریق کر دی جائے، یہ نکاح صحیح نہیں ہے۔ اور اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا کہ اس نکاح کی شکل تو نکاح شغار کی ہے جس سے نبی اقدس ﷺ نے منع فرمایا تھا۔

((ان العباس بن عبد الله بن العباس انكح عبد الرحمن بن الحكم ابنته وانكحه عبد الرحمن ابنته وكانا جعلاً صداقاً فكتب معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الى مروان يامرہ بالتفريق بينهما وقال في كتابه هذا الشغار الذي نهى عنه النبي ﷺ))^۳

فائدہ: اسلام میں نکاح شغار سے منع کیا گیا ہے اور نکاح شغار کی صورت یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک شخص اپنی لڑکی دوسرے شخص کے نکاح میں دے دیتا ہے اور اس کے عوض دوسرا شخص اپنی لڑکی کا پہلے شخص سے نکاح کر دیتا ہے اور اس میں کوئی دیگر شے بطور حق مہر مقرر نہیں کی جاتی بلکہ اس متبادل نکاح کو ہی ایک دوسرے کا حق مہر قرار دے دیا جاتا ہے۔ اسلام نے اس نوع کے نکاح سے منع فرمایا ہے۔ اس لیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس نکاح کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے فرمان نبوت کی روشنی میں اپنے عہد خلافت میں نکاح شغار سے منع فرما دیا۔

④ گزشتہ صفحات میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے سلسلے میں چند ایک چیزیں ذکر کی ہیں۔ اسی سلسلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک خطبہ مورخین نے نقل کیا ہے جس میں اسی نوع کے چند احکام آں موصوف نے ذکر فرمائے اور ان پر عمل درآمد کے لیے لوگوں کو متوجہ کیا:

۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۰۶ ج ۸ کتاب العقیقہ طبع کراچی مسند امام احمد ص ۹۳ ج ۴ تحت حدیث معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ) ص ۲۷۷ ج ۱۶ تحت حدیث معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

۲ معجم الاوسط (طبرانی) ج ۷ ص ۱۹۱-۱۹۲ روایت ۶۳۶۳ طبع ریاض

۳ السنن الکبریٰ (بیہقی) ص ۲۰۰ ج ۷ تحت کتاب الزکاح، طبع حیدرآباد دکن

((ثنا یونس بن حلبس قال سمعت معاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى منبر دمشق يوم الجمعة يقول ايها الناس! اعقلوا قولي فلن تجدوا اعلم بامور الدنيا والآخرة مني ① اقيموا وجوهكم وصفوفكم في الصلوة او ليخالفن الله بين قلوبكم ② خذوا على ايدي سفهاءكم او ليسلطن الله عليكم عدوكم فيسو منكم سوء العذاب. ③ تصدقوا ولا يقولن الرجل اني مقل فان صدقة المقل افضل عن صدقة الغنى. ④ اياكم وقذف المحصنات وان يقول الرجل سمعت وبلغنى فلو قذف احدكم امرأة على عهد نوح لسئل عنها يوم القيامة))^۱

”اس کا مفہوم یہ ہے کہ یونس بن حلبس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے روز جامع مسجد دمشق کے منبر پر فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! میری بات غور سے سنو اور خوب سمجھ لو کہ میں امور دنیا اور آخرت کے متعلق تم سے زیادہ واقف ہوں۔

- ۱- نماز میں اپنے رخ کو ٹھیک رکھو، اور صفوں کو درست رکھو ورنہ خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں کجی ڈال دیں۔
 - ۲- اپنی قوم میں سے کم دانش اور خفیف العقل لوگوں کی حرکات پر کنٹرول رکھو ورنہ خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر دشمن کو مسلط کر دیں اور وہ تم کو برا عذاب چکھائے۔
 - ۳- اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتے رہو اور کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں قلیل المال ہوں کیونکہ قلیل المال کا صدقہ غنی کے صدقہ سے افضل ہے۔
 - ۴- پاکدامن خواتین پر تہمت لگانے سے بچو اور اس سے بھی بچو کہ کوئی شخص کہے کہ میں نے یہ بات سنی ہے یا مجھے پہنچی ہے کیونکہ کسی عورت پر تہمت لگانا اتنا سخت ہے کہ اگر بالفرض کسی شخص نے عہد نوح میں بھی کسی عورت پر تہمت لگائی ہو تو وہ بھی قیامت کے دن مسئول ہوگا۔
- مختصر یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ ہذا میں دین اسلام کے اہم مسائل بطور نصیحت ذکر فرمائے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حق ادا کیا۔

③ عہد و پیمان کی رعایت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں احکام شرعیہ کو ملحوظ رکھا جاتا تھا اور کسی قوم کے ساتھ اگر کوئی عہد و پیمان حسب دستور باندھا گیا ہوتا تو اس کی پاسداری کا پورا پورا لحاظ کیا جاتا تھا۔ چنانچہ اس سلسلے میں محدثین اور مورخین نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے کئی واقعات ذکر کیے ہیں جن میں

۱- البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۳۴ ج ۸ تحت حدیث معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

معاهدے کی رعایت کو ملحوظ رکھنا آں موصوف سے ثابت ہے۔ اس نوع کے واقعات میں سے بعض کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

① ایک دفعہ اہل روم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک متعین عرصہ تک جنگ بندی کا عہد و پیمان ہوا۔ بعد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل روم کے خلاف اقدام کرنے لگے تاکہ مدت معاہدہ ختم ہی حملے کا آغاز کر دیا جائے۔ ان حالات میں ایک بزرگ اسپ سوار (گھڑسوار) تیزی سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے پہنچے اور فرماتے تھے اللہ اکبر اللہ اکبر وفا لا غدر (وفا کی جائے، بدعہدی نہ کی جائے) لوگوں نے نظر اٹھا کر دیکھا کہ یہ صاحب کون ہیں، تو ناگہاں معلوم ہوا کہ وہ بزرگ عمرو بن عبسہ صحابی ہیں۔ جب آپ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے تو انھوں نے اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سنائی:

((فاذا هو عمرو بن عبسة رضی اللہ عنہ فسأله معاوية رضی اللہ عنہ عن ذلك فقال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول من كان بينه و بين قوم عهد فلا يحلن عهدا ولا يشدنه حتى يمضى امده او ينبذ اليهم على سواء ، قال: فرجع معاوية رضی اللہ عنہ بالناس۔ رواه الترمذی و ابوداود))^۱

”یعنی عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس شخص اور قوم کے درمیان کوئی عہد و پیمان ہو تو اس کی مدت کے اختتام سے قبل معاہدے کے خلاف کوئی اقدام نہیں کرنا چاہیے حتیٰ کہ مدت معاہدہ پوری ہو جائے یا ان کی طرف اس عہد کو واپس کر دیا جائے (یعنی باہم صلح کا ارتقاع بیان کر دیا جائے)۔“

اس فرمان نبوی پر عمل درآمد کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے مجاہدین کے ساتھ فوراً واپس تشریف لائے۔

نوٹ

یہ واقعہ قبل ازیں جواب الطاعن (بحث سب و شتم تحت عنوان سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی رعایت) میں ذکر ہو چکا ہے۔ یہاں مزید حوالہ جات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور کبار محدثین کے حوالے ذکر کر دیے ہیں تاکہ اہل ذوق حضرات رجوع کر کے تسلی کر سکیں۔

^۱ مشکوٰۃ شریف ص ۳۴۷ باب الامان فصل ثانی، طبع نور محمدی دہلی

ابوداؤد شریف ص ۲۳-۲۴ ج ۲ کتاب الجہاد باب فی الامام یكون بينه وبين العدو عهد، طبع مجتہبائی دہلی

مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۵۹ ج ۱۲ تحت کتاب الجہاد طبع کراچی

المشقی (ابن جارد نیساپوری) ص ۳۵۷-۳۵۸ باب کرہیۃ السیر فی بلاد العدو..... الخ

صحیح ابن حبان ص ۱۸۲ ج ۸ تحت بان العقد اذا وقع۔

② اسی طرح عہد و پیمان کی رعایت کا ایک دوسرا واقعہ پیش خدمت ہے جسے مورخ بلاذری نے فتوح البلدان میں درج کیا ہے۔ وہ آں موصوف کے ایام میں پیش آیا تھا:

ایک بار اہل روم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مصالحت کی کہ رومی اہل اسلام کو (اس قدر) مال ادا کریں گے مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے چند آدمی بطور رہن کے زیر تحویل کر لیے اور ان کو بعلبک کے مقام پر ٹھہرایا۔ پھر اس معاہدہ کے بعد رومیوں نے بد عہدی کر دی اور نقض عہد کرتے ہوئے ادائے اموال سے روگردانی اختیار کی۔ اس معاملہ کی اطلاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آں موصوف نے اور اس موقع کے دوسرے اکابر اہل اسلام نے ان سے بد عہدی کا بدلہ نہیں لیا اور جو رومی ان کی تحویل میں تھے ان کے قتل کو حلال نہیں سمجھا بلکہ ان کو واگذار کر دیا اور کہا کہ بد عہدی کے عوض میں بد عہدی کرنے کے بجائے وفا کرنا بہتر ہے۔

((ان الروم صالحت معاویة رضی اللہ عنہ علی ان یودی الیہم مالا وارتنہ معاویة رضی اللہ عنہ منہم رہنا فوضعہم ببعلبک ثم ان الروم غدرت فلم یستحل معاویة رضی اللہ عنہ والمسلمون قتل من فی ایدیہم من رهنہم وخلصوا سبیلہم وقالوا وفاء بغدر خیر من غدر بغدر قال ہشام وهو قول العلماء الاوزاعی وغیرہ))^۱

تنبیہ

پیش کردہ روایات عموماً مشہور محدثین و مورخین سے منقول ہیں۔ مندرجات بالا پر نظر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ آں موصوف کے عہد خلافت میں اتباع سنت نبوی کا بہت احترام کیا جاتا تھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شرعی احکام پر پوری طرح کاربند رہتے تھے یہ بے راہرو اور متغلب فرماں روا نہیں تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اسلامی احکام کی صریح خلاف ورزی کا جو پروپیگنڈا کیا جاتا ہے وہ سراسر واقعات کے خلاف اور صرف نظریاتی تعصب پر مبنی ہے اور جس نے بھی اسے پیش کیا ہے اس نے اسے تاریخ کے بے سرو پا اور رطب و یابس ردی مواد سے مرتب کیا ہے۔

ناظرین کرام! اپنی علمی استعداد اور دانشمندی سے اس معاملہ میں آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ تاریخی رطب و یابس پر مشتمل روایات اور فن حدیث کے اکابر محدثین کی مرویات میں مرتبہ و مقام کے لحاظ سے کیا کچھ فرق ہے؟ پھر ان دونوں قسم کے مواد اور معلومات میں موازنہ کرنا ایک عامی آدمی اور سطحی شخص کا کام نہیں ہے بلکہ اس فن کے ماہر علمائے کرام کا یہ منصب ہے۔

فلہذا انصاف پسند حضرات سے امید کی جاتی ہے کہ ان مسائل کے رد و قبول کے باب میں امتیاز مذکور کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں گے اور حضرت موصوف کے مقام و مرتبہ کا تعین اور ان کے دینی کردار کا فیصلہ فصل ہذا کے مندرجات کی روشنی میں خود کر سکیں گے۔ گزشتہ صفحات میں بیشتر مواد احادیث سے پیش کیا گیا ہے۔

۱ کتاب فتوح البلدان (بلاذری) ص ۱۶۵، ۱۶۶ تحت امر السامرة۔ طبع مصر

فصل ہشتم

استجاب دعا اور نصرت غیبی اور کرامات کا ظہور

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت اگرچہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد سے دوسرے درجے کا ہے تاہم اس میں دین اسلام کے احیا و بقا کے لیے بہت مساعی کی گئیں اور یہ عند اللہ مقبول ہوئیں۔ بنا بریں اس دور میں برکات خداوندی کا ظہور پایا گیا اور عنایات الہی کا مظاہرہ بھی بارہا ہوتا رہا۔ چنانچہ اس سلسلے میں استجاب دعا، نصرت غیبی اور ظہور کرامت کے واقعات پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک امور بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ امور اس عہد کے خیر و صلاح پر دال ہیں۔ لوگوں نے جو اس دور کے متعلق غلط نظریات قائم کر رکھے ہیں اور اسے ظلم و تعدی کا زمانہ قرار دیا ہے یہ چیز درست نہیں ہے اور واقعات کے برخلاف ہے۔

طلب باران کے لیے دعا

① حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک سال دمشق کے علاقہ میں قحط پڑ گیا۔ آں موصوف نے بارش کے لیے دعا کا انتظام کرتے ہوئے لوگوں کو ایک مقام پر جمع کیا اور خود منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اس اجتماع میں ایک بزرگ یزید بن اسود جرشی رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے جاہلیت کا دور پایا پھر اسلام لائے اور علاقہ شام میں سکونت اختیار کی۔ یہ ایک صالح انسان تھے اور اپنی نیکی اور تقویٰ میں مشہور اور مستجاب الدعوات تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید بن اسود رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور اپنے ساتھ منبر پر بٹھایا۔

((فقال معاویہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اللَّهُمَّ انا نستشفع اليك اليوم بخيرنا وفضلنا اللهم انا نستشفع اليك بيزيد بن الاسود الجرشي يا يزيد ارفع يدك الى الله فرفع يزيديديه ورفع الناس ايديهم۔ فما كان اوشك ان ثارت سحابة في الغرب كانها ترس وهبت لها ريح فسقينا حتى كاد الناس ان لا يبلغوا منازلهم))^۱

۱ کتاب المعرفه والتاريخ (بسوی) ص ۳۸۰-۳۸۱ ج ۲ تحت یزید بن اسود الجرشی

طبقات ابن سعد ص ۱۵۵، ج ۷ قسم ثانی تحت یزید بن اسود الجرشی، طبع لیڈن

علوم الحدیث (ابن اصلاح) ص ۳۳۴ تحت النوع ۵۶، طبع مدینہ منورہ

الاصابہ مع الاستیعاب ص ۶۳۴ ج ۳ تحت یزید بن اسود الجرشی، طبع مصر۔

”یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دعا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ! ہم اپنے بہترین اور افضل آدمی کے توسل سے تیری طرف استشفاع کرتے ہوئے تجھ سے بارش طلب کرتے ہیں اور یزید بن اسود جرشی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھائیے۔ اس پر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور باران رحمت کی دعا کی۔ اسی وقت مغرب کی جانب سے ڈھال کی شکل کا بادل اٹھا، ہوا چلنے لگی اور لوگوں کے اپنی منازل تک پہنچنے سے قبل بارش ہونے لگی۔“

② مشہور مورخ ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے اپنی تاریخ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں طلب باران کا ایک دیگر واقعہ لکھتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ ایک علاقے میں بارش کی کمی واقع ہوئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خود دیگر اہل اسلام کی معیت میں ایک مقام ”الدم“ کی طرف نکلے۔ وہاں انہوں نے طلب باران کے لیے دعائیں کیں حتیٰ کہ بارش شروع ہوگئی اور پانی سے وادیاں بہنے لگیں۔

((قال مکحول: وخرج معاویة رضی اللہ عنہ والمسلمون الی موضع الدم یتسقون فلم یزل ولم یرحوا حتی سالت الاودية))^۱

قبولیت دعا

مشہور فقیہ شمس الائمہ سرحسی رضی اللہ عنہ نے شرح سیر الکبیر میں ایک واقعہ ذکر کیا ہے جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی استجابت دعا ظاہر طور پر ثابت ہے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے فریق مقابل میں سے ایک شخص نے ایک موقع پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے امان طلب کی حالانکہ اس شخص کی طرف سے مسلمانوں کو بہت مصیبت اور اذیت پہنچ چکی تھی تو اس موقع پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! اس شخص کو اپنی ذات (کے متعلق امان طلب کرنے) سے غافل فرمادے۔ پس اس شخص نے امان طلب کرتے وقت اپنے اہل اور قوم کے لیے امان طلب کی لیکن اپنی ذات کے متعلق امان طلب کرنا بھول گیا۔ پس امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی قوم اور اہل کو تو امان دے دی مگر وہ خود امان کے الفاظ میں مذکور نہ ہونے کے سبب قتل کر دیا گیا۔

((وقد حکى ان مثل هذه الحادثة وقع فى زمن معاویة رضی اللہ عنہ وكان الذی یسعى فى طلب الامان للجماعة قد آذى المسلمین۔ فقال معاویہ رضی اللہ عنہ اللهم اغفله عن نفسه فطلب الامان لقومه واهله ولم يذكر نفسه بشیء فاخذ

^۱ تاریخ ابن عساکر، ص ۱۰۵ ج ۲ تحت باب ذکر فضل المساجد المقصوده..... الخ

تاریخ ابن عساکر کامل ص ۱۰۹ ج ۲ تحت باب ذکر فضل المساجد المقصوده (طبع اول دمشق)

و قتل (۱)^۱ نصرت غیبی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں نصرت غیبی کا ایک اور واقعہ ۵۰ھ میں پیش آیا۔ اسے خلیفہ ابن خیاط رضی اللہ عنہ نے غزوہ قیقان کے تحت ذکر کیا ہے۔

ایک مجاہد ابو الیمان النبال کہتے ہیں کہ ہم نے سنان بن سلمہ ہذلی رضی اللہ عنہ کی معیت میں قیقان کے غزوہ میں شرکت کی۔ دشمن کی کثیر قوم سے ہمارا سامنا ہوا تو ہمیں اپنے امیر جیش سنان بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں خوشخبری ہو کہ تم دو چیزوں میں سے ایک حاصل کرو گے۔ غنیمت کا مال حاصل ہو گا یا (شہید ہونے پر) جنت ملے گی۔

چنانچہ جب دشمن سے مقابلہ کا وقت آیا تو سنان موصوف رضی اللہ عنہ نے سات چھوٹے پتھر اٹھالیے اور اپنے جیش کو روک کر کہنے لگے کہ جس وقت سورج ڈھل جائے تو میں ان پتھروں کو دشمن کی طرف پھینکوں گا۔ پھر جب زوال شمس ہوا تو اس نے پتھر پھینکنے شروع کیے اور اپنے مجاہدین کو دشمن پر حملہ کرنے کا حکم دیا پھر وہ بار بار تکبیر کہتے رہے اور پتھر پھینکتے رہے۔ ساتھ ہی یہ الفاظ بھی کہتے رہے: ”حم لا ینصرون“ پس ہم نے دشمن کو قتل کیا اور بہت سی مسافت پیچھے ہٹا دیا۔ وہاں اس قوم کا قلعہ تھا انہوں نے اپنے قلعے میں جا کر پناہ لے لی۔

((فقالوا: واللہ ما انتم قتلتمونا ولا قتلنا الارجال ما نراہم معکم الان علی خیل بلق علیہم عمائم بیض۔ فقلنا ذالک نصر اللہ۔ فرجعنا واللہ ما اصیب منا الا رجل واحد))^۲

”یعنی جب وہ مغلوب ہو گئے اور پکڑے گئے تو وہ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم تم لوگوں نے ہمیں قتل نہیں کیا ہمیں تو ایک جماعت نے قتل کیا ہے جن کو اب ہم تمہارے ساتھ نہیں دیکھ رہے۔ وہ لوگ تو ابلق (سفید) گھوڑوں پر سوار تھے اور سفید عمامے پہنے ہوئے تھے۔ پس ہم نے جواب میں کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاص غیبی نصرت اور مدد تھی۔

روایت کرنے والا کہتا ہے کہ ہم اس غزوہ سے واپس ہوئے اور کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ اللہ کی قسم! ہمارا صرف ایک آدمی اس غزوہ میں مصیبت زدہ ہوا۔“

تنبیہ

عنوان بالا کے سلسلے میں چند ایک چیزیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بطور کرامت ظاہر

۱ شرح السیر، سرخسی ص ۳۲۶ طبع مصر۔ ص ۲۲۰ ج طبع حیدرآباد، تحت باب ما صدق المستامن فیہ من اہل الحرب..... الخ

۲ تاریخ خلیفہ ابن خیاط ص ۱۹۸، ج ۱ تحت سنہ ۵۰ھ (غزوہ قیقان)

ہوئی تھیں۔ درج ذیل واقعات بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہیں:

① دیار افریقہ میں حضرت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت قیروان کے مقام کو آباد کیا گیا۔ وہ مقام ایک گھنے جنگل کی صورت میں تھا اور وہاں سباع، بہائم (درندے) اور سانپ بچھو وغیرہ کثرت سے تھے۔ حضرت عقبہ بن نافع فہری موصوف رضی اللہ عنہ (جو ایک مستجاب الدعوات تابعی بزرگ تھے) نے وہاں اس جنگل کے حیوانات کو آواز دی کہ یہاں سے نکل جاؤ ہم نے یہاں آباد ہونا ہے۔ ان کی ندا کرنے کے بعد اس وادی کے تمام حیوانات وہاں سے نکل گئے اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تمام درندے وادی سے نکلے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد پھر وہاں قیروان کے اس مقام کو آباد کیا گیا۔

واقعہ مذکورہ بالا قبل ازیں فتوحات افریقہ میں قیروان کی آباد کاری کے تحت ذکر کیا جا چکا ہے اور اس کے حوالہ جات وہاں حاشیہ میں ذکر کر دیے تھے۔ مزید حوالہ جات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ الاصابہ (ابن حجر عسقلانی) ص ۸۰ ج ۳ تحت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ عنہ

۲۔ معجم البلدان (یا قوت حموی) ص ۲۲۱ ج ۱۶ تحت قیروان

② اسی طرح ظہور کرامت کا دیگر واقعہ بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیش آیا تھا اور وہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے متعلق ہے۔ قبل ازیں غزوہ قسطنطنیہ کے عنوان کے تحت ذکر کیا جا چکا ہے۔

مختصراً وہ اس طرح ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اس جیش میں شامل تھے جس نے قسطنطنیہ پر ۵۲ھ میں حملہ کیا تھا اور اس جیش کا امیر یزید بن معاویہ تھا۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اسی دوران میں بیمار ہو گئے اور مرض کی نازک صورت حال میں انہوں نے وصیت فرمائی کہ میرے انتقال پر غسل و کفن کے بعد مجھے جہاں اسلام کی فوجیں دشمن سے مقابلہ کر رہی ہیں وہاں جا کر دفن کر دینا۔ حسب وصیت آپ کو قسطنطنیہ کے قلعہ کی دیوار کے دامن میں دفن کر دیا گیا۔ پھر اس کے بعد حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک سے ایک نور آسمان کی طرف بلند ہوا اور یہ منظر اطراف کے لوگوں نے دیکھا تو اس ظہور کرامت پر بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے، اور بعد وہ لوگ طلب باران کے لیے اس سے توسل پکڑے تھے..... الخ

فصل نہم

بنی ہاشم و اولاد ابی طالب کے ساتھ ربط و تعلق کی چیزیں

(مع عطیات و ہدایا کے)

اس مقام پر چند ایک ایسی چیزیں ذکر کی جاتی ہیں جن سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعلق ہاشمی حضرات خصوصاً حسنین شریفین رضی اللہ عنہما کے ساتھ واضح ہوتا ہے۔ اور آں موصوف کی طرف سے اپنے عہد خلافت میں ان حضرات کے مابین بہتر روابط کا پایا جانا ہمارے دعویٰ کی تصدیق ہے۔

اس سلسلے میں اگرچہ بعض چیزیں قبل ازیں ہم نے اپنی کتاب ”مسئلہ اقربانوازی“ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلقات کے تحت ذکر کر دی ہیں تاہم یہاں اس مقام پر مزید چیزیں بھی ذکر کی جائیں گی اور سابقہ مندرجات کا حوالہ بھی دے دیا جائے گا۔

مختصر یہ ہے کہ بنی ہاشم و اولاد ابی طالب کے ساتھ ربط و تعلق کے مواقع بدلائل پیش کیے جاتے ہیں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زبانی فضیلت بنی ہاشم کا اقرار

① حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں بھی بنی ہاشم کی فضیلت اور شرف کے قائل تھے اور ان سے بہتر روابط رکھنے کے روادار تھے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ابوالحسن مدائنی نے سلمہ بن محارب سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیان ذکر کیا ہے:

((قال قيل لمعاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ايكُم كان اشرف؟ انتم او بنو هاشم قال كنا اكثر اشرافا وكانوا هم اشراف فيهم واحد لم يكن في بنى عبد مناف مثل هاشم فلما هلك كنا اكثر عددا و اكثر اشرافا وكان فيهم عبدالمطلب لم يكن فينا مثله فلما مات صرنا اكثر عددا و اكثر اشرافا ولم يكن فيهم واحد كواحدنا فلم يكن الا كقرار العين حتى قالوا منا نبى فجاء نبى لم يسمع الاولون والاخرون بمثله محمد ﷺ فمن يدرك هذا الفضيلة وهذا الشرف))^۱

”یعنی سلمہ بن محارب نے کہا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک بار اس طور پر سوال کیا گیا کہ آپ بنی امیہ شرف و عزت میں زیادہ ہیں یا بنی ہاشم؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی وضاحت کرتے

۱ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۳۸ ج ۸ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

ہوئے یوں جواب ذکر کیا کہ ہم دونوں قبیلے صاحب شرافت تھے لیکن ہاشم جیسا بنی عبد مناف میں کوئی نہیں تھا۔ جب ہاشم فوت ہو گئے تو ہمارے قبیلے کا عدد زیادہ تھا، ہم بنی امیہ عدد اور شرف میں زیادہ تھے لیکن عبدالمطلب جیسا ہم میں کوئی فرد نہیں تھا۔ جب عبدالمطلب فوت ہوئے تو پھر بھی ہم شرف اور عدد میں زیادہ تھے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ بنی ہاشم نے کہا کہ ہم میں نبی مبعوث ہوئے ہیں۔ پس ایسے نبی تشریف لائے کہ اولین و آخرین نے اس جیسا نہیں سنا۔ وہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس اس فضیلت اور شرف کو اور کون حاصل کر سکتا ہے؟ کوئی نہیں۔“

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس بیان میں قبیلہ بنی ہاشم کے تفوق اور مرتبے میں فائق ہونے کا برملا اقرار کیا گیا ہے۔

② ایک دوسرے مقام پر شیعہ مصنفین نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک مکتوب نقل کیا ہے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف آں موصوف نے ارسال کیا تھا۔ اس خط میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شرافت اور فضیلت اور قرابت کا واضح طور پر اقرار کیا گیا ہے:

((فاما شرفك في الاسلام وقرابتك من النبي صلی اللہ علیہ وسلم ومن موضعك من قریش فلست ادفعه))^۱

”یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جواب میں تحریر کرتے ہیں کہ جو فضیلت و شرف اسلام میں آپ کو حاصل ہے اور جو نسبی قرب آپ کو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نصیب ہے اور جو بنی ہاشم میں آپ کا مقام ہے میں اس چیز کو رد نہیں کرتا (بلکہ ان سب کو تسلیم کرتا ہوں)۔“

حضرت عقیل اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما

حضرت عقیل رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے برادر کلاں تھے اور اولاد ابی طالب میں ایک مقتدر مقام رکھتے تھے۔ مورخین کے نزدیک اپنے دور کے نسب دانوں میں مشہور تھے اور دور جاہلیت کے اہم واقعات ان کو ازبر تھے اور بے باکی سے کلام کرنا ان کا شیوہ تھا۔

ان کے متعلق سنی و شیعہ علماء لکھتے ہیں کہ عہد خلافت مرتضوی میں حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے برادر امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے (اپنی رائے کے اختلاف کی بنا پر) الگ ہو گئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف چلے گئے۔ بعدہ جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے لیکن آپ نے قتال نہیں کیا۔

۱ درہ نجفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۱۰۲ تحت ومن کلام له عليه وقد اشار عليه اصحابه بالاستعداد للحرب۔

شرح نہج البلاغہ (ابن میثم بحرانی) ص ۱۱۱ ج ۲ تحت ومن کلام له عليه وقد اشار عليه اصحابه بالاستعداد للحرب طبع تہران۔

ہم یہاں شیعہ مورخ کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ ابن عنبہ نے اپنی تصنیف ”عمدة الطالب“ میں تحریر کیا ہے کہ:

((وفارق اخاه عليا امير المؤمنين في ايام خلافته وهرب الى معاوية وشهد صفين معه غير انه لم يقاتل..... الخ))^۱

اولاد ابی طالب کے اس طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے پر خاش رکھنے والے لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جس طرح صلواتیں سناتے ہیں اور سب و شتم کرتے ہیں وہ ہرگز درست نہیں۔ بعض امور میں اختلاف رائے کا پایا جانا ایک فطری امر ہے لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور وقار کا لحاظ رکھنا اپنے مقام پر ضروری ہے۔ اس بنا پر کہ اولاد ابی طالب اور حضرت موصوف کے مابین بہتر روابط قائم تھے۔

نیز مورخین نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ حسب موقع گفتگو ہوئی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کا اکرام کیا اور عزت افزائی فرمائی اور ایک لاکھ درہم کا عطیہ دیا۔ اس واقعہ کو متعدد سنی و شیعہ علماء نے اپنی عبارات میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے کہ:

((ووفد على معاوية واكرمه..... فاتي معاوية فاعطاه مائة الف..... الخ))^۲

اور شیعہ کے عالم کبیر شیخ ابو جعفر طوسی شیخ الطائف نے اپنی تصنیف امالی میں اس مضمون کو نقل کیا ہے:

((قد امرنا لك بمائة الف فاعطاه مائة الف))^۳

قبل ازیں ہم نے یہ حوالہ اپنی کتاب ”مسئلہ اقربا نوازی“ ص ۲۰۷ میں ”حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کا وظیفہ“ کے عنوان کے تحت ذکر کر دیا ہے۔ واقعہ ہذا میں بنی ہاشم کی قدر دانی اور ان کے ساتھ تعاون کا واضح ثبوت موجود ہے۔

سیدنا امام حسن اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا بڑا مقام تھا اور ان حضرات کے باہم تعلقات اور قدر دانی کی کئی چیزیں احادیث اور اسلامی تاریخ میں مذکور ہیں۔ قبل ازیں حضرت امیر معاویہ اور

۱ عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب ص ۳۱ تحت الاصل الاول فی ذکر عقب عقیل بن ابی طالب از سید جمال الدین احمد بن علی حسنی المعروف بابن عنبہ المتوفی ۸۲۸ھ

۲ تاریخ اسلام (ذہبی) ص ۲۳۳-۲۳۴ ج ۲ تحت ترجمہ عقیل بن ابی طالب

۳ امالی، شیخ ابو جعفر طوسی شیعہ ص ۳۳۴ ج ۲ تحت مجلس، طبع عراق نجف اشرف

سیدنا حسن رضی اللہ عنہما کے صلح و مصالحت کا مسئلہ بیان ہو چکا ہے، اس کے بعد اب دیگر روابط مختصراً بیان کیے جاتے ہیں:

① محدثین نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے جس میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا ثبوت موجود ہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ اپنی مسند میں ذکر کرتے ہیں کہ

((عن معاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُصُّ لِسَانَهُ أَوْ قَالَ شَفْتَيْهِ يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانَّهُ لَنْ يَعَذِّبَ لِسَانَ أَوْ شَفْتَانِ مِثْلَهُمَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))^۱

”یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) صغیر سن میں تھے اور میں نے دیکھا کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جناب حسن (رضی اللہ عنہما) کی زبان کو چوس رہے تھے یا ان کے ہونٹوں کو بوسہ دے رہے تھے۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس زبان کو چوسایا جن ہونٹوں کو بوسہ دیا ان کو ہرگز عذاب میں مبتلا نہیں کیا جائے گا۔“

② محدثین نے ذکر کیا ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی گویائی میں نقص بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ کلام کرنے میں عاجز ہیں اور رک جاتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب میں فرمایا کہ اس طرح مت کہیں کیونکہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حسن (رضی اللہ عنہما) کے دہن میں اپنا لعاب مبارک ڈالا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس آدمی کے منہ میں جناب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنا لعاب دہن ڈالیں وہ عاجز الکلام نہیں۔

((قال عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَبُو الْأَعْوَرِ السَّلْمِيُّ لِمَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَمِيٍّ - فَقَالَ مَعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا تَقُولَا ذَلِكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَفَلَّ فِي فِيهِ وَمَنْ تَفَلَّ فِي فِيهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَيْسَ بَعِيٍّ))^۲

③ شیعہ کے قدیم اور مشہور مورخ یعقوبی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ گفتگو کرنے والے جناب حسن بن علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہما) ہیں کہ جن کے متعلق ہم چاہتے ہیں کہ وہ گفتگو کرتے رہیں اور خاموش نہ

۱۔ مسند امام احمد ص ۹۳ جز رابع تحت حدیث معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

مجمع الزوائد (پیشی) ص ۱۷۷ ج ۹ تحت باب ما جاء في حسن بن علي رضی اللہ عنہما فی فضل اہل البیت

سیر اعلام النبلاء (ذہبی) ص ۱۷۲ ج ۳ تحت تذکرہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما

۲۔ مجمع الزوائد (پیشی) ص ۱۷۷ ج ۹ تحت باب فی فضل اہل البیت رضی اللہ عنہم

کنز العمال ص ۱۰۴، ج ۷ روایت نمبر ۶۸۷ طبع اول حیدرآباد دکن بحوالہ ابن عساکر۔

ہوں اور فرمایا کہ میں نے جناب حسن (رضی اللہ عنہ) کی زبان سے ایک بار کے سوا کبھی کوئی فحش کلمہ نہیں سنا۔ وہ اس طرح کہ جناب حسن بن علی المرتضیٰ اور عمرو بن عثمان (رضی اللہ عنہما) کے مابین ایک قطعہ زمین کے سلسلے میں ایک تنازع واقعہ ہوا تھا۔ اس معاملہ میں رفع نزاع کے لیے حسن (رضی اللہ عنہ) نے ایک تجویز پیش کی جسے عمرو بن عثمان نے پسند نہیں کیا۔ اس وقت جناب حسن (رضی اللہ عنہ) نے ناراضی کا اظہار فرماتے ہوئے کہا کہ ہمارے پاس اس کے سوا کچھ نہیں، اس کی ناک خاک آلود ہو۔ بس یہی فحش کلمہ ہے جس کے سوا میں نے ان کی زبان سے کوئی فحش کلمہ نہیں سنا۔

((وقال معاوية رضي الله عنه ما تكلم عندى احد كان احب الى اذا تكلم ان لا يسكت من الحسن بن علي رضي الله عنه وما سمعت منه كلمة فحش قط الامرة، فانه كان بين الحسن بن علي وبين عمرو بن عثمان بن عفان رضي الله عنه خصومة في ارض. فعرض الحسن بن علي رضي الله عنه امرا لم يرضه عمرو فقال الحسن رضي الله عنه: ليس له عندنا الا ما رغم انفه. فهذه اشد كلمة فحش سمعتها منه قط))^۱

③ مورخ بلاذری نے لکھا ہے کہ ایک بار حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ”مروت“ کا مفہوم حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مروت یہ ہے کہ انسان کی سمجھ (فقہ الرجل) اپنے دین کے بارے میں ہو اور وہ اپنے معاش میں اصلاح کرے (یعنی جائز و ناجائز میں امتیاز رکھے) مخالفت کی صورت میں لوگوں کے ساتھ بہتر معاملہ سے پیش آئے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ ”نجدہ“ (قوت، بہادری، دلیری) کیا ہے؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ظلم کی مدافعت کرنا اور مکروہ چیزوں پر اقدام کا خلاف کرنا۔

پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ”جوڈ“ (سخاوت) کا مفہوم کیا ہے؟ تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فضیلت کے ساتھ احسان کرنا اور سوال سے قبل عطا کرنا اور مشکل اوقات میں طعام دینا۔

یہ جوابات سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ شہادت دیتے ہوئے کہتا ہوں کہ آپ نے سچ فرمایا۔

((وزعموا ان معاوية رضي الله عنه قال للحسن بن علي رضي الله عنه ما المروة؟ فقال فقه الرجل في دينه واصلاحه معاشه وحسن مخالفته للناس. فقال فما النجدة؟

۱ تاریخ یعقوبی شیبی ص ۲۲۷ ج ۲ تحت وفاة الحسن بن علي رضي الله عنه طبع بيروت

قال الذب عن الجارة والاقدام على الكريهة قال فما الجود؟ قال التبرع
بالافضال والاعطاء قبل السؤال و الاطعام عند الامحال قال معاوية رضي الله
اشهد بالله لقد صدقت))^۱

اور شیعہ علماء میں سے شیخ صدوق نے اپنی کتاب معانی الاخبار میں حضرت امیر معاویہ اور حضرت حسن
رضی اللہ عنہما کی ”مروت“ سے متعلق گفتگو کو بہ عبارت ذیل نقل کیا ہے:

((قال عبدالرحمن بن العباس و رفعه قال سأل معاوية الحسن بن علي رضي الله
عن المروة فقال شح الرجل على دينه واصلاحه ما له وقيامه بالحقوق فقال
معاوية احسنت يا با محمد احسنت يا با محمد))^۲

”مطلب یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروت کے متعلق سوال کیا کہ مروت
کیا ہے؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ ”آدمی کا اپنے دین کی حفاظت میں حرص کرنا (ناجائز
طریقے سے بچانے کے لیے) اپنے مال کی اصلاح رکھنا اور حقوق کی ادائیگی قائم کرنا“ یہ جواب معلوم کر کے
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو محمد آپ نے بہترین جواب دیا ہے۔“

عبدالرحمن بن عباس نے کہا کہ اس کے بعد جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور
مزید گفتگو کرتے تو مجھے پسند تھا اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بات کو لوٹاتے اور دہراتے تھے۔

مندرجات بالا سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کا باہم ربط تھا اور کوئی عناد اور کدورت نہیں رکھتے تھے اور
ایک دوسرے کی مجالس میں بے تکلفی سے علمی مذاکرات جاری رکھتے تھے۔

سیدنا حسین اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما

سابقہ مندرجات میں حضرت حسن اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے باہمی تعلق کی چند چیزیں ذکر کی ہیں۔
اب اس مقام پر سیدنا حسین بن علی المرتضیٰ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے باہمی روابط کی بعض اشیاء مختصراً درج
کی جاتی ہیں جن سے ان حضرات کا بہتر ربط و تعلق ثابت ہوتا ہے:

① عامر شعمی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ایک بار مساماة ماریہ قبٹیہ رضی اللہ عنہا ام ابراہیم (ابن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے اہل قریہ کے جزیہ کے متعلق (جو ولایت مصر میں تھا) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو
کی۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی سفارش قبول کرتے ہوئے) اس جزیہ کو معاف
کر دیا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبٹیوں کے ساتھ خیر کی وصیت فرمایا کرتے تھے۔

۱ انساب الاشراف (بلاذری) ص ۲۸ تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

۲ کتاب معانی الاخبار (شیخ صدوق شیعہ) ص ۷۵ باب نمبر ۱۰۴ طبع قدیم۔

((عن الشعبي ان علي بن الحسين رَضِيَ اللهُ عَنْهُ او الحسين رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نفسه كلم معاوية في جزية اهل قرية ام ابراهيم ابن رسول الله ﷺ بمصر فوضعها عنهم- كان النبي ﷺ يوصي بالقبط خيرا))^۱

تنبیہ

واقعہ ہذا کے متعلق مورخین کی نقل عبارت میں اس طرح کا فرق پایا جاتا ہے کہ کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس یہ سفارش سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے کی تھی یا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے؟ اس اختلاف سے اصل واقعہ کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور ہمارے مضمون کی تائید ہر صورت میں پائی جاتی ہے۔ اور بعض مقامات پر علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا نام بھی اس موقع پر منقول ہے وہ بظاہر نقل ناقلین کا سہو ہے۔ واللہ اعلم

واقعہ ہذا کے ذریعے سے معلوم ہوا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جناب ماریہ قبٹیہ رضی اللہ عنہا کے شہر والوں سے ان کے احترام و تکریم کی بنا پر خراج (ٹیکس) معاف کر دیا ففعل معاویة ذلك رعاية لحرمتهم^۲ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ یا جناب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی سفارش منظور فرمائی جو ان کی قدر دانی کا عمدہ ثبوت ہے۔

② مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں مقام بقیع میں زرعی زمین کی بغیغہ اور عین ابی نیر نامی دو جائدادیں تھیں جو آپ نے فقراء مدینہ اور مسافروں پر وقف کر رکھی تھیں اور ساتھ یہ بھی شرط لگا دی تھی کہ حسن یا حسین (رضی اللہ عنہما) کو کسی مجبوری کے وقت ان کی ضرورت پڑے تو انھیں ان جائدادوں سے فائدہ اٹھانے کا پورا حق ہے۔

واقعہ ہذا کے آخر میں یہ بات مذکور ہے کہ ایک بار حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر عہد خلافت علوی کے بعد بہت سا قرض ہو گیا اور وہ ان حالات میں مجبور ہو گئے۔ جب یہ خبر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انھوں نے عین ابی نیر کی جائداد کے متعلق پیشکش کی کہ اسے میرے ہاتھ ایک لاکھ میں فروخت کر دیں لیکن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اس وقف جائداد کو فروخت کرنے سے انکار کر دیا اور اس وقف کو بحال رکھا۔

((انه وقفهما على فقراء المدينة وابن السبيل الا ان يحتاج الحسن رَضِيَ اللهُ عَنْهُ او الحسين رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فهما طلق وفي اخر الخبر ان الحسين رَضِيَ اللهُ عَنْهُ احتاج لاجل دين عليه فبلغ ذلك معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فذفع له في عين ابى نير مائة الف- فابى ان

۱ فتوح البلدان (بلاذری) ص ۲۲۶ تحت فتوح مصر ومغرب - طبع مصر

سیرت حلبیہ (علی بن برہان الدین حلبی شافعی) ص ۳۵۰، ج ۳،

۲ سیرت حلبیہ ص ۳۵۰ ج ۳ باب ذکر اولادہ رضی اللہ عنہم

بیعہا و امضی وقفہا))^۱

اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عین ابی نیرز کی زرعی زمین خریدنے کے لیے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دو لاکھ دینار ارسال کیے مگر حسین ابن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جائداد ہذا کو فروخت کرنے سے انکار کر دیا (اور اس وقف کو بحال رکھا)۔

((قال ابن هشام فرکب الحسين رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دِينَ فَحَمَلَ إِلَيْهِ مَعَاوِيَةَ بَعِينَ أَبِي نِيرِزِ

مَائَتِي الْفِ دِينَارٍ - فَبَيَّعَ))^۲

واقعہ ہذا سے معلوم ہوا کہ

✽ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ضرورت کے باوجود اپنے اکابر کے اوقاف کو اپنی صحیح نوعیت پر قائم رکھا اور انھیں ضائع نہیں کیا۔

✽ نیز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ضرورت کا اپنی جگہ پر احساس کرتے ہوئے ان کی ضرورت کو پورا کرنے کی پیشکش کی اور حاجت روائی کا لحاظ کیا۔

③ مسافع بن شیبہ کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج پر تشریف لائے۔ ردم کے مقام پر پہنچے تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار تھے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے سواری کی باگ روک کر اسے بٹھا دیا۔ اس کے بعد دونوں حضرات (سیدنا حسین اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) نے طویل سرگوشی کی صورت میں گفتگو کی۔ پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنے مقام کی طرف واپس ہوئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار ہو کر آگے تشریف لے گئے۔

((عن مسافع بن شيبه قال: حج معاوية فلما كان عند الردم اخذ الحسين

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِخَطَامِ نَاقَتِهِ فَنَاحَ بِهِ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ سَارَ طَوِيلًا ثُمَّ انصرفت وزجر معاوية

راحلتہ وسار))^۳

یہاں سے واضح ہوتا ہے کہ ان حضرات کے مابین کوئی عناد نہیں تھا بلکہ تعلق تھا اور عند الضرورت گفتگو کرتے اور احوال سے آگاہ ہوتے تھے۔

باہم معاہدہ کی رعایت اور بیعت کا لحاظ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح و مصالحت کا عہد کر چکے تھے اور بیعت خلافت

۱ الاصابہ (ابن حجر) ص ۹۸ ج ۴ تحت ۱۱۷۰، ابو نیرز مع الاستیعاب طبع مصر

۲ وفاء الوفاء (نور الدین سمیع: دی) ص ۱۲۷ ج ۴ تحت عین ابی نیرز۔

۳ کتاب انساب الاشراف (بلاذری) ص ۴۵ تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، قسم اول جز رابع

کو تسلیم کر چکے تھے۔ عراق کے لوگ ان کو خلاف کرنے پر زور دیتے تھے۔ چنانچہ شیعہ کے اکابر علماء مثلاً شیخ مفید وغیرہ نے مسئلے کو اس طرح لکھا ہے کہ

① سیدنا حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی وفات کے بعد عراق کے شیعوں نے سیدنا حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر آمادہ کرنے کی پر زور کوشش کی اور ان کی بیعت کو توڑ دینے کے لیے تحریر کیا۔ لیکن اس صورت میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے عراقی ہوا خواہوں کے جواب میں اپنے مافی الضمیر کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ معاویہ اور میرے درمیان صلح کا معاہدہ اور بیعت کا عقد ہو چکا ہے اب میں اس عہد ہذا کے نقض کرنے کو ناجائز سمجھتا ہوں حتیٰ کہ اس کی مدت ختم ہو جائے (یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت تمام ہو جائے)۔

((لما مات الحسن رضی اللہ عنہ تحركت الشيعة بالعراق وكتبوا الى الحسين رضی اللہ عنہ

في خلع معاوية والبيعة له فامتنع عليهم وذكران بينه وبين معاوية عهدا وعقد لا يجوز له نقضه حتى تمضي المدة))^۱

اور دیگر مورخین نے بھی اس چیز کو بہ عبارت ذیل نقل کیا ہے۔ چنانچہ ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے اس طرح لکھا ہے کہ

((فكان اهل الكوفة يكتبون الى الحسين رضی اللہ عنہ ويسألونه الخروج اليهم۔

وكان ذلك ايام خلافة معاوية رضی اللہ عنہ فكان يابى ولا يجيبهم الى طلبهم))^۲

اور شیعہ کے قدیم تر مورخ دینوری نے بھی اس واقعہ کو اخبار الطوال میں درج کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت سے برہم ہونے والے معاندین نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ان کے خلاف نقض عہد کرنے اور بیعت کو ختم کر ڈالنے پر آمادہ کرنا چاہا تھا لیکن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

((فقال الحسين انا قد بايعنا وعاهدنا ولا سبيل الى نقض بيعتنا))^۳

”یعنی ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر چکے ہیں اور صلح کا معاہدہ کر چکے ہیں اب بیعت ہذا کے توڑنے کی کوئی صورت نہیں۔“

اکابر شیعہ کے بیانات سے واضح ہوا کہ حضرت حسین اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کا باہم ربط اور تعلق معاہدہ کی صورت میں موجود تھا اور بیعت خلافت کرنے کے بعد وہ اس عہد پر قائم تھے اور اسی صورت حال پر

۱ الارشاد (شیخ مفید) ص ۱۸۲ ذکر حالات الحسين فصل في بيعة الحسين عن الناس، طبع تہران۔

۲ تلخیص ابن عساکر ص ۳۲۶ ج ۴ تحت ذکر قصہ واقعہ الحسين رضی اللہ عنہ وفضلہ

۳ اخبار الطوال (دینوری شیعہ) ص ۲۴۰ بحث مباہیہ معاویہ بالخلافہ وزياد بن ابیہ، مطبوعہ قاہرہ مصر

ہمیشہ رہے، اس میں تبدیلی نہیں کی اور یہ معاہدہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت تک رہا۔

نوٹ

قبل ازیں حوالہ ہذا جواب المطاعن (بحث قتل حجر بن عدی) میں اور کتاب ”مسئلہ اقربا نوازی“ ص ۱۹۳ پر درج ہو چکا ہے۔ یہاں تسلسل مضمون کی خاطر ذکر کیا گیا۔

② نیز شیعہ مورخین ذکر کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک بار مدینہ طیبہ کے والی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آپ کی خلافت کی مخالفت میں کچھ اقدام کرنا چاہتے ہیں۔

یہ چیز معلوم کرنے کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے والی مدینہ منورہ کو اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو الگ الگ مکتوب ارسال کیے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے والی مدینہ کی طرف تحریر کیا کہ آپ جناب حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ فکر نہ کریں اور کوئی تعرض نہ کریں کیونکہ انہوں نے ہمارے ساتھ بیعت کر رکھی ہے اور وہ اپنی بیعت کو توڑنے والے نہیں اور وہ اپنی ذمہ داری کے عہد کو ختم نہیں کریں گے۔

((فکتب الیہ معاویۃ رضی اللہ عنہ: لا تعرض للحسین فی شی فقد بایعنا ولیس بناقض بیعتنا ولا مخضر ذمتنا))^۱

”اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی طرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مکتوب ارسال کیا اور اس میں تحریر کیا کہ بعض چیزیں آپ کی طرف سے ہمارے ہاں پہنچی ہیں جو آپ کی شان کے لائق اور مناسب نہیں۔ اس لیے کہ جس شخص نے اپنے دائیں ہاتھ سے بیعت کا عہد کر دیا ہے یہ امر وفا کا متقاضی ہے اور ایفا کرنے کے لائق ہے۔ آپ پر اللہ کریم کی رحمت ہو۔ خیال رکھیے کہ آپ کو خفیف العقل لوگ جو فتنہ انگیزی کو پسند کرتے ہیں غیر مطمئن اور مضطرب نہ کر دیں۔ والسلام“

((وکتب الی الحسین اما بعد: فقد انتهت الی امور عنک لست بها حریا۔ لان من اعطی صفقۃ یمینہ جدیر بالوفاء۔ فاعلم رحمک اللہ انی متی انکرك تستنکرنی ومتی تکدنی اکدک۔ فلا یستفزک السفہاء الذین یحبون الفتنة۔ والسلام))^۲

اس کے بعد مکتوب ہذا کے جواب میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط روانہ کیا

۱ اخبار الطوال (دینوری شیعہ) ص ۲۲۴ تحت بین معاویہ و عمرو بن عاص (طبع مصر)

۲ اخبار الطوال (احمد بن داؤد دینوری شیعہ) ص ۲۲۴-۲۲۵ طبع مصر تحت بین معاویہ و عمرو بن عاص

اور لکھا کہ

((فكتب اليه الحسين ما اريد حربك ولا الخلاف عليك))^۱
 ”یعنی حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا کہ ہمارا آپ کے ساتھ محاربہ و قتال کرنے کا کوئی قصد نہیں اور نہ مخالفت کا کوئی ارادہ ہے۔“

اور ابن عساکر نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا یہ مکتوب بہ عبارت ذیل نقل کیا ہے:

((فكتب اليه الحسين رضي الله عنه: اتاني كتابك وانا بغير الذي بلغك عني جدير والحسنات لا يهدى لها الا الله وما اردت لك محاربة ولا عليك خلافا))^۲
 ”یعنی جناب حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف جواب ارسال کیا کہ آپ کا مکتوب مجھے ملا ہے۔ جو کچھ بات آپ کو میری طرف سے پہنچی ہے وہ میرے لائق نہیں بلکہ میں اس کے خلاف ہوں۔ نیک کاموں کی جانب اللہ تعالیٰ ہدایت فرماتے ہیں۔ آپ کے ساتھ جنگ و جدال کا میرا ارادہ بالکل نہیں اور نہ مخالفت کرنے کا قصد ہے۔“

اکابر شیعہ کی طرف سے مزید تائید و تصدیق

سابقہ سطور میں ہم نے سیدنا حسین اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان رفع نزاع کے سلسلے میں باہمی خط و کتابت پیش کی ہے۔ اس کے بعد ان حالات کا جائزہ بطور الزام شیعہ کے اکابر مورخین کے بیانات کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ دینوری شیعہ نے لکھا ہے کہ

((قالوا ولم ير الحسن ولا الحسين طول حياة معاوية منه سوء في انفسهما ولا مكر وها۔ ولا قطع عنهما شيئا مما كان شرط لهما ولا تغير لهما عن))^۳

”یعنی مورخین کہتے ہیں کہ حضرات کسین شریقیں رضی اللہ عنہما نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تمام زندگی آپ کی طرف سے کوئی برائی یا ناپسندیدہ بات نہیں دیکھی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان تمام شرائط میں سے کسی ایک شرط کو بھی ضائع نہیں کیا (جو ان حضرات کے درمیان طے ہوئی تھی) اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کے حق میں کسی احسان اور بھلائی کے امر کو تبدیل نہیں کیا (اور ان کے مفادات کے خلاف نہیں کیا)۔“

۱ اخبار الطوال (دینوری شیعہ) ص ۲۲۵ تحت بین معاویہ و عمرو بن عاص

۲ تلخیص ابن عساکر، ابن بدران ص ۳۲۷ ج ۴ تحت ذکر واقعہ الحسین رضی اللہ عنہ و فضلہ

۳ الاخبار الطوال (احمد بن داؤد دینوری شیعہ التونی ۲۸۲ھ) ص ۲۲۵ تحت بحث بین معاویہ و عمرو بن عاص طبع مصر قاہرہ

نوٹ

حوالہ ہذا ”مسئلہ اقربا نوازی“ ص ۱۹۳ پر قبل ازیں درج ہو چکا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ

✽ مندرجات بالا کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرات حسنین اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو مصالحت اور بیعت خلافت منعقد ہو چکی تھی وہ صحیح اور درست تھی اور اس میں مخادعت و دھوکا دہی کا کوئی دخل نہیں تھا۔

✽ ان دونوں حضرات کے درمیان کوئی عداوت اور دشمنی نہیں تھی اور نہ ان دونوں حضرات نے ایک دوسرے کے ساتھ خلاف کرنا پسند کیا بلکہ باہمی حقوق کی رعایت پوری طرح قائم رکھی۔

✽ باوجودیکہ بعض پر خاش رکھنے والے لوگوں نے ان دونوں حضرات کے درمیان منافرت اور نزاع پیدا کرنے کی پوری کوشش کی لیکن حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اسلامی اتحاد کو قائم رکھنے کی خاطر کوئی مخالفت اقدام نہیں کیا اور وحدت ملی کو ملحوظ رکھا۔

حاصل یہ ہے کہ حسنین شریفین رضی اللہ عنہما کے عملی تعاون کے ذریعے سے ثابت ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیح اور برحق تھی اور آں موصوف جاہل اور ظالم خلیفہ نہیں تھے۔ اس وجہ سے کہ از روئے قواعد شرعی یہ حضرات ظالموں کے ساتھ تعاون نہیں کر سکتے تھے۔

محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشہور صاحبزادے ہیں اور حضرات حسنین شریفین رضی اللہ عنہما کے بعد ان کا اہم درجہ ہے بڑے اہل علم اور صاحب شجاعت جوان تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے انتقال سے قبل حسنین شریفین رضی اللہ عنہما کو ان کے حق میں حسن سلوک کی وصیت فرمائی تھی۔

اہل تراجم نے لکھا ہے کہ ان کی کنیت ابو القاسم اور ابو عبد اللہ تھی لیکن ابن حنفیہ کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر تھا جو قبیلہ بنی حنیفہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ اور یہ لونڈی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی تھی۔ بعدہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان کے بطن سے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ مذکور متولد ہوئے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ بطور وفد کے آں موصوف کے پاس تشریف لاتے تھے۔

((محمد بن علی بن ابی طالب ابو القاسم و ابو عبد اللہ ایضا و هو المعروف بابن الحنفیة و كانت سوداء سنهدية من بنی حنیفة اسمها خولة (بنت جعفر)

ولد محمد فی خلافة عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ))

((وكان محمد بن علي من سادات قريش ومن الشجعان المشهورين ومن

الاقوياء المذكورين))

((ووفد علي معاوية رضی اللہ عنہ وعلي عبد الملك بن مروان الخ))^۱

اور حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے باب حدیث میں ان کی علمیت و قابلیت کے سلسلے میں ذکر کیا ہے کہ ابن

حنفیہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت علی اور حضرت عثمان، عمار، معاویہ بن ابی سفیان، ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت حدیث کے ناقل اور راوی ہیں اور ان کے تلمیذ ہیں۔

((روى (محمد بن الحنفية) عن ابيه و عثمان و عمار و معاوية بن ابى سفیان و

ابن عباس رضی اللہ عنہم))^۲

مورخین نے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی زور آزمائی کا ایک واقعہ ذکر کیا ہے جس میں ان کی قوت اور شجاعت کا

مظاہرہ ہوتا ہے اور یہ واقعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کے عہد خلافت میں پیش آیا۔

مصتفین نے لکھا ہے کہ رومیوں کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں زور آزمائی کے

لیے ایک پہلوان آیا اور وہ اپنی زور قوت کا اظہار کرنا چاہتا تھا۔ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ ہاشمی جو ان موجود تھے۔ ان

کے ساتھ اس پہلوان کا مقابلہ کرایا گیا اور محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ اس مقابلہ میں غالب رہے۔ یہ واقعہ بہ عبارت

ذیل منقول ہے:

((ثم وجه معاوية رضی اللہ عنہ الى محمد بن الحنفية فحضر فخبير بما دعى له۔ فقال

(ابن الحنفية) قولوا له ان شاء فليجلس وليعطني يده حتى اقيمه۔ او يقعدني

و ان شاء فليكن، هو القائم وانا القاعد۔ فاختر الرومي الجلوس فاقامه

محمد وعجز الرومي عن اقعاده۔ ثم اختار ان يكون محمد هو القاعد

فجذبه محمد فاقعده وعجز الرومي عن اقامته))^۳

^۱ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۳۸ ج ۹ تحت محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ عکسی) ص ۲۲ ج ۱۵ تحت محمد بن علی رضی اللہ عنہ (ابن حنفیہ)

^۲ تہذیب التہذیب (ابن حجر عسقلانی) ص ۳۵۴ ج ۹ تحت محمد بن علی (ابن حنفیہ)

^۳ الکامل (مبرد) ص ۲۵۷ ج ۲، ص ۳۰۸ ج ۱، طبع مصر

وفیات الاعیان، (ابن خلکان) ص ۴۴۹ ج ۱ تحت محمد بن علی بن ابی طالب، طبع مصر قدیمی

البدایہ (ابن کثیر) ص ۱۰۲ ج ۸ تحت قیس بن سعد بن عبادہ انصاریؓ۔

شیعہ اکابر کی طرف سے بھی اس واقعہ کی تائید پائی جاتی ہے۔ اور شیعہ کے مشہور فاضل ابن ابی الحدید نے اپنی شرح نہج البلاغہ میں ص ۲۳۷ ج ۳ طبع قدیم بیروت پر ”فی ذکر بعض فخرت بنو ہاشم ممن لم یوجد مثله فی الامویہ“ کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔

اس واقعہ کا مفہوم یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی طرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور ان کو جس مقصد کے لیے بلایا گیا اس سے آگاہ کیا۔ اس پر محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پہلوان سے کہیے کہ اگر وہ چاہے تو بیٹھ جائے اور مجھے اپنا ہاتھ پکڑا دے، میں اس کو کھڑا کر دوں گا۔ یا وہ مجھے بٹھالے اور اگر وہ چاہے تو کھڑا ہو جائے اور میں بیٹھ جاتا ہوں (مجھ کو کھڑا کر لے)۔

رومی نے بیٹھنا پسند کیا لیکن محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے اسے کھڑا کر دیا اور وہ انھیں بٹھانے سے قاصر رہا۔ پھر اس رومی نے کہا کہ محمد بن حنفیہ بیٹھ جائیں تو ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے پہلوان کو بھی ساتھ بٹھا دیا اور رومی پہلوان محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کو کھڑا کرنے پر قادر نہ ہو سکا۔ اس طرح رومی شکست خوردہ ہو کر واپس چلا گیا۔

واقعہ ہذا سے ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے اوصاف جلیلہ اور قوت و شجاعت کا مظاہرہ ہوتا ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی آمد و رفت کے ساتھ ان کی مجالس میں زور آزمائی کے جوہر دکھانا ثابت ہوتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کی عزت افزائی اور قدر دانی کا پایا جانا بھی واضح ہے۔ پس یہ چیزیں ان حضرات کے مابین روابط پر واضح دلالت کرتی ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے وظائف اور عطیات

یہ عنوان قبل ازیں ”مسئلہ اقربا نوازی“ میں مستقلاً ذکر ہو چکا ہے تاہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت و سوانح میں اسے دہرانے کی ضرورت محسوس کی گئی ہے تاکہ اس فصل کے سابقہ روابط میں یہ مسئلہ مستقل عنوان کی صورت میں پیش ہو سکے اور عطیات و وظائف کے سلسلے میں جو مزید حوالہ جات دستیاب ہیں ان کو سابقہ حوالہ جات سے ملا کر ایک ترتیب سے پیش کیا جاسکے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اکابر بنی ہاشم حضرات کی ان کے ہاں دار الخلافہ دمشق میں آمد و رفت جاری رہتی تھی یہ حضرات اپنی ضروریات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور آں موصوف ان حضرات کو نہایت اکرام و اعزاز کے ساتھ وافر عطیات و وظائف دے کر رخصت کرتے تھے۔

چنانچہ ابن کثیر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ:

((فلما استقرت الخلافة لمعاویہ رضی اللہ عنہ کان الحسین رضی اللہ عنہ یتردد الیہ مع اخیہ الحسن رضی اللہ عنہ فیکرمہما معاویہ رضی اللہ عنہ اکراما زائدا ویقول لہما مرحبا واهلا

ويعطيها عطاء جزيلاً))^۱

”یعنی جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت قائم ہوگئی تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنے برادر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی معیت میں آں موصوف کے پاس تشریف لایا کرتے تھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان حضرات کا بہت زیادہ اکرام و احترام کرتے تھے انھیں خوش آمدید اور مرحبا کہتے تھے اور بہت زیادہ عطیات عنایت کرتے تھے۔“

اور ابن کثیر رضی اللہ عنہ نے اصمعی کی روایت کے ذریعے سے اسی مسئلے کو بہ عبارت ذیل نقل کیا ہے:
 ((وروی الاصمعی قال وفد الحسن وعبدالله بن زبير رضي الله عنهما على معاوية رضي الله عنه فقال للحسن رضي الله عنه مرحبا واهلا بابن رسول الله صلوات الله عليه وامر له بثلاث مائة الف وقال لابن الزبير رضي الله عنه مرحبا واهلا بابن عمه رسول الله صلوات الله عليه وامر له بمائة الف))^۲

”یعنی سیدنا حسن اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس (بصورت وفد) تشریف لے گئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو مرحباً و اہلاً بابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باوقار الفاظ سے خوش آمدید کہا اور ان کے لیے تین لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے مرحباً و اہلاً بابن عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے خوش آمدید کہا اور ان کے لیے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔“

اور ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے اسی چیز کو بہ عبارت ذیل نقل کیا ہے:

((ان الحسن والحسين رضي الله عنهما كانا يقبلان جوائز معاوية رضي الله عنه))^۳

”یعنی سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے عطیات کو قبول فرماتے تھے۔ (یہ چیز ان حضرات کے خوش تر مراسم کا واضح ثبوت ہے)۔“

اس سلسلے میں مورخین نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہر سال حضرت حسن، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہم کو دس لاکھ درہم بطور عطیہ اور وظیفہ کے پیش کرتے تھے۔

((ان معاوية رضي الله عنه كان يجيز في كل عام الحسن والحسين وعبدالله بن

۱ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۵۰-۱۵۱ ج ۸ تحت قصۃ الحسین وسبب خروجه من مکة الى العراق (واقعة شہادت)

۲ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۳۷ ج ۸ تحت تذکرہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

تاریخ ابن عساکر (قلمی مخطوط) ص ۳۹ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

۳ تاریخ ابن عساکر (مخطوط قلمی عکسی) ص ۴۰ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

عباس و عبدالله بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کل واحد منهم بالف الف
درہم))^۱

اور شیعہ کے اکابر علماء میں سے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں اسی مسئلے کو بہ عبارت ذیل نقل کیا ہے:

((ومعاویة اول رجل فى الارض وهب الف الف درهم فانه كان يجيز
الحسن والحسين ابني على فى كل عام لكل واحد منهما بالف الف درهم
وكذلك كان يجيز عبدالله بن عباس وعبدالله بن جعفر))^۲

② عطیات کے سلسلے میں دیگر روایات میں محدثین و مورخین عبداللہ بن بریدہ سے اس طرح بھی نقل کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میں آپ کی خدمت میں اتنی مقدار عطیہ پیش کرتا ہوں جس قدر اس سے قبل آپ کی خدمت میں کسی نے پیش نہ کیا ہو۔ اور فی الوقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دونوں حضرات کی خدمت میں دو لاکھ درہم پیش کیے۔

اور بعض روایات کے اعتبار سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اس واقعہ پر چار لاکھ درہم کا عطیہ پیش کرنا بھی بعض کتب میں منقول ہے۔

تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ:

((عن عبدالله بن بريدة رضی اللہ عنہ قال دخل الحسن والحسين رضی اللہ عنہما على معاوية

رضی اللہ عنہ فامر لهما فى وقته بمأتى الف درهم وقال خذاها..... الخ))^۳

اور بعض روایات بہ عبارت ذیل منقول ہیں:

((عن عبدالله بن بريدة رضی اللہ عنہ قال قدم الحسن بن على رضی اللہ عنہما على معاوية

رضی اللہ عنہ فقال له لا جيزنك بجائزة لم يجزها احد كان قبلى ، فاعطاه اربع مائة

الف۔ ووفد اليه مرة الحسن والحسين رضی اللہ عنہما فاجازهما على الفور بمأتى

۱ لطائف المعارف (ابو منصور عبد الملک بن محمد بن اسماعیل ثعالبی التوفی ۴۲۹ھ) ص ۲۱-۲۲۔ طبع مصر

۲ شرح نہج البلاغہ (ابی الحدید شیعہ) ص ۴۰۵-۴۰۶۔ ج ۳ بحث فی القارۃ بین جود ملوک بنی امیہ و ملوک بنی ہاشم، طبع قدیم طبع

بیروت

۳ تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ عکسی) ص ۴۳۹، ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

الف وقال لهما ما اجاز بهما احد قبلى))^۱

محدث ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ نے مصنف میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو عطیہ کا یہ مسئلہ بہ عبارت ذیل نقل کیا ہے:
 ((حدثني عبدالله بن بريدة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ان حسن بن علي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دخل على معاوية
 رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فقال: لا جيزنك بجائزة لم اجزبها احدا قبلك ولا اجيزبها احدا بعدك
 من العرب، فاجازه باربعمائة (الف) فقبلها))^۲

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے لیے عطیات خصوصی

تاریخ کے علماء نے اس مسئلے کو بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسئلہ خلافت میں صلح اور مصالحت کر لی تو اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے بعض مطالبات پیش ہوئے تھے ان میں یہ بات بھی تھی کہ کوفہ کے بیت المال میں فی الوقت جو کچھ اموال نقدی وغیرہ موجود ہیں وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حاصل کریں گے۔

چنانچہ اہل تاریخ نے مختلف اقوال میں تصریح کی ہے کہ خزانہ کوفہ میں پچاس لاکھ درہم تھے اور بعض کے نزدیک ستر لاکھ درہم تھے اور یہ تمام اموال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن کو ادا کر دیے تھے۔ اسی طرح دارا بجرد کے علاقے کی سالانہ آمدنی بھی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے لیے مقرر کر دی گئی تھی۔ پس اسی طرح عطیات اور ہدایا مذکورہ اموال کے علاوہ بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات ۴۹ھ تک ملتے رہے۔

((حاصل ذلك انه اصطلح (الحسن رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ على ان ياخذ ما فى بيت المال الذى بالكوفة فوفى له معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بذلك فاذا فيه خمسة الاف الف وقيل سبعة الاف الف وعلى ان يكون خراج وقيل دارا بجرد له فى كل عام فامتنع اهل تلك الناحية عن اداء الخراج اليه فعوضه معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عن كل ستة الاف الف ذرهم فى كل عام۔ فلم يزل يتناولها مع ماله فى كل زيادة من الجوائز والتحف والهدايا الى ان توفى فى هذا العام ۴۹ھ))^۳

۱ الاصابہ، مع الاستيعاب ص ۳۲۹ ج ۸ تحت تذکرہ امام حسن رضی اللہ عنہ

البدایہ (ابن کثیر) ص ۱۳۷ ج ۸ تحت تذکرہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ص ۵۱۰-۵۱۱ ج ۸ تحت قصہ الحسین..... الخ

سیر اعلام النبلاء (ذہبی) ص ۱۰۳ ج ۳ تحت تذکرہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ طبع جدید مصر۔

۲ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۹۴ ج ۱۱ کتاب الامراء، طبع کراچی

۳ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۴۱-۴۲ ج ۸ تحت تذکرہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ

ایک ملاقات

مورخ بلاذری نے اپنی کتاب انساب الاشراف میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے باہمی احوال پر گفتگو ہوئی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ اے برادر زادے! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ پر کچھ دین (قرض) ہے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ یقیناً میں مقروض ہوں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ وہ کتنی مقدار ہے؟ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک لاکھ درہم ہے۔

اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آپ کے لیے تین لاکھ درہم کی ادائیگی کا حکم دے دیا ہے۔ اس میں سے ایک لاکھ درہم تو آپ اپنا قرض ادا کریں اور ایک لاکھ درہم اپنے اہل بیت اور اقربا میں تقسیم کر دیں اور ایک لاکھ درہم خاص آپ کی ذات کے لیے ہے یہ آپ قبول کر لیں۔ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ یہ عطیہ وصول کر کے واپس تشریف لائے۔

((ثم قال يا ابن اخي بلغني ان عليك دينا قال ان على دينا قال وكم هو؟ قال مائة الف۔ قال فقد امرنا لك بثلاث مائة الف ثم قال مائة الف لقضاء دينك ومائة الف تقسمها في اهل بيتك ومائة الف لخاصة بدنك۔ فاقبض صلتك))^۱

شیعہ اکابر کی طرف سے تائید

شیعہ کے عالم کبیر ملا باقر مجلسی نے اپنی مشہور تصنیف جلاء العیون میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے عطیات کے سلسلے میں ایک مفصل روایت ذکر کی ہے، جس میں مندرجات مذکورہ کی تائید پائی جاتی ہے

”از حضرت صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ روزے حضرت امام حسن حضرت امام حسین و عبد اللہ بن جعفر فرمود کہ جائزہ ہائے معاویہ در روز اول ماہ بشما خواهد رسید۔ چوں روز اول ماہ شد چنانچہ حضرت فرمودہ بود اموال معاویہ رسید جناب امام حسن قرض بسیارے داشت از آنچہ او فرستادہ بود برائے آنحضرت قرض ہائے خود را ادا کرد۔ باقی رامیان اہل بیت و شیعیان خود قسمت کرد جناب امام حسین قرض خود را ادا کرد و آنچہ ماندہ بود بہ قسمت کرد یک حصہ را باہل بیت و شیعیان خود داد و دو حصہ را برائے عیال خود فرستاد و عبد اللہ بن جعفر قرض خود را ادا کرد باقی را برائے خوش آمدید معاویہ

۱ کتاب انساب الاشراف (بلاذری) ص ۸۳-۸۵ تحت تذکرہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

برسول اوداد و چوں اس خبر بمعاویہ رسید برائے او مال بسیار فرستاد؛

”یعنی ایک دن سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے برادر سیدنا حسین اور چچا زاد برادر عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اس ماہ کی پہلی تاریخ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ہدایا و تحائف تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ جب اس مہینہ کی اول تاریخ ہوئی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کثیر مال پہنچ گیا اور ان ہر سہ حضرات کو دے دیا گیا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر بہت سا قرض تھا انہوں نے ان اموال سے پہلے اپنا قرض ادا کیا، باقی ماندہ کو اپنے اہل و عیال اور اپنے خاص لوگوں میں تقسیم فرمایا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی پہلے اپنا قرض ادا کیا، باقی مال کو اس طرح تقسیم کیا کہ ایک حصہ اپنے رشتہ داروں اور خصوصی شیعوں (ساتھیوں) کو دیا اور دوسرے اپنے اہل و عیال کو عنایت فرمائے۔

اور عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے بھی اس مال سے اپنا قرض ادا کیا اور باقی مال میں سے کچھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قاصد کو دے دیا۔

جب یہ خبر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے لیے اور زیادہ مال بھیج دیا۔“

نوٹ

حوالہ ہذا قبل ازیں ہماری کتاب ”مسئلہ اقربا نوازی“ میں ص ۲۰۵ پر درج ہو چکا ہے۔

مالی امداد کا ایک دیگر واقعہ

ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے اپنی مشہور تاریخ میں درج کیا ہے کہ ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور اپنے ساتھ تقسیم کے لیے کچھ مال بھی لائے۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر دریافت کیا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے اطلاع دی کہ آپ مکہ مکرمہ روانہ ہو چکے ہیں تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان اموال کے ساتھ مکہ مکرمہ چلے گئے۔ وہاں پہنچنے پر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ ان کی ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو محمد! (یہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) میں مدینہ طیبہ میں آیا اور میرے پاس کچھ اموال تھے جنہیں میں تقسیم کرنا چاہتا تھا لیکن جب آپ کا مکہ شریف تشریف لے جانا معلوم ہوا تو اس مال کو لے کر یہاں پہنچا ہوں۔ آپ یہ مال لے لیں اور اس میں حسب منشا تصرف کریں۔ جواب میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ آپ کی قرابت داری میں وصل پیدا کرے اور آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

((عن عمرو بن عيسى قال قدم معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ المدينة بمال يريد ان يقسم بها . فسأل عن الحسن بن علي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فاخبر انه شخص الى مكة فادرك المال ومضى الى مكة فخرج اليه الحسن متلقيا فقال يا ابا محمد! اني قدمت المدينة ومعى مال اريد ان اقسمه بها فلما بلغنى شخوصك اركبته وها هو ذافرا فيه رأيك- قال وصل الله قرابتك يا امير المؤمنين! واحسن جزاك..... الخ))^۱

عین صید کا عطیہ

اسی طرح مشہور مورخ بلاذری نے اپنی تصنیف فتوح البلدان میں ایک یہ چیز بھی ذکر کی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت سیدنا حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو عین صید نامی چشمہ مع ملکات عطا کیا گیا تھا اور وہ اس سے منتفع ہوتے تھے۔

((وكان معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اقطع الحسن بن علي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عین صید هذه عوضا من الخلافة مع غيرها))^۲

ایک قریہ کا عطیہ

شیعہ کی مشہور کتاب ناخ التواریخ جلد نہم (طراز المذہب مظفری) میں مندرجہ ذیل واقعہ مذکور ہے: عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما سے ان کی صاحبزادی زینب کا رشتہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کے لیے مروان بن حکم کے ذریعے سے طلب کیا تو عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے یہ معاملہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے اس مسئلے میں گفتگو ہوئی تو انھوں نے ارشاد فرمایا:

”ما چنانا بصواب شمردیم کہ زینب را بہ پسر عمش قاسم بن محمد بن جعفر کا بین بندم و اورا با قاسم تزویج کردم و کا بین اورا بقریہ کہ در مدینہ دارم و معاویہ در ازائے ده هزار دینار بمن داده است مقرر داشتیم و زینب را ایں مبلغ کفایت می کند۔“^۳

”یعنی ہم نے یہ رشتہ اپنے بھتیجے قاسم بن محمد بن جعفر کو دے دیا ہے اور حق مہر کے طور پر زینب کے لیے وہ گاؤں دے دیا ہے جو مدینہ کے علاقے میں ہے اور وہ ہمیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دس ہزار

۱ تاریخ ابن عساکر (مخطوط قلمی) ص ۵۲۵ ج ۱۳ تحت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

۲ فتوح البلدان (بلاذری) ص ۳۰۷ تحت امر مدینہ السلام، طبع مصر قدیم

۳ ناخ التواریخ (طراز المذہب مظفری) ص ۳۸۰ ج ۹ در بیان احتجاج عبداللہ بن جعفر با معاویہ و حکایت او..... الخ طبع قدیم ایران

دینار کے عوض میں دیا تھا اور یہ مہرنہ نب کے لیے کافی ہوگا۔“

یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں ایک گاؤں بھی باقی عطیات و وظائف کی طرح ملا ہوا تھا جسے اب وہ بطور مہر نکاح کے صرف کر رہے تھے (حوالہ ہذا ہماری کتاب ”اقر بانوازی“ ص ۲۰۹ پر قبل ازیں درج ہو چکا ہے)۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے لیے عطیات خصوصی

اس مقام پر قبل ازیں ہدایا اور عطیات کا مسئلہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اسی ضمن میں بعض چیزیں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق محدثین اور مورخین ذکر کرتے ہیں، ان کو مختصراً ذکر کر دینا مناسب خیال کیا ہے۔

① چنانچہ حافظ ابن کثیر رضی اللہ عنہ نے البدایہ میں تحریر کیا ہے کہ

((ولما توفی الحسن رضی اللہ عنہ کان الحسین رضی اللہ عنہ یفد الی معاویہ رضی اللہ عنہ فی کل عام فیعطیہ ویکرمہ))^۱

”یعنی جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہر سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس (بطور وفد) تشریف لایا کرتے تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کا اعزاز و اکرام کرتے اور عطایا پیش کرتے تھے۔“

② معروف بزرگ حضرت شیخ علی ہجویری رضی اللہ عنہ (المعروف داتا گنج بخش لاہوری) نے اپنی مشہور تصنیف کشف المحجوب کے باب ثامن میں واقعہ ذیل نقل کیا ہے:

”حسین رضی اللہ عنہ وے را گفت بنشین کہ مار رزقی در راه است تا بیارند۔ بسی بر نیامد کہ پنج صره از دینار بیاوردند از نزد معاویہ رضی اللہ عنہ۔ اندر ہر صره ہزار دینار بود۔ و گفتند کہ معاویہ رضی اللہ عنہ از تو عذر میخواہد۔ و میگوید کہ ایں مقدار اندر وجہ کہتراں صرف باید کرد و اں ہر پنج صره بدو داد از وی عذر خواست۔“^۲

”یعنی ایک روز حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک سائل حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند! میں ایک درویش آدمی ہوں، عیال دار ہوں، آپ مجھے آج کا کھانا عنایت فرمائیں۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہاں ٹھہر جائیے ہمارا رطیفہ پہنچنے والا ہے، وہ پہنچ جائے تو دے دیں گے۔ کچھ زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے پانچ تھیلیاں جن میں سے ہر ایک تھیلی ایک ہزار دینار پر مشتمل تھی قاصد نے لا کر خدمت میں پیش کیں اور کہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ معذرت کرتے تھے کہ یہ قلیل سی مقدار ہے اسے صرف فرمائیں۔ حضرت

۱ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۵۱ ج ۸ تحت قصۃ الحسین رضی اللہ عنہ و سبب خروجہ من مکہ..... الخ، طبع اول مصر

۲ کشف المحجوب از شیخ علی بن عثمان ہجویری ثم لاہوری ص ۹۲-۹۳، باب ۸ طبع سمرقندی ذکر ائمتہم من اہل البیت۔

حسین رضی اللہ عنہ نے وہ تھیلیاں سائل کو دے دیں اور معذرت بھی کر دی۔“

عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کے لیے عطایا و ہدایا

جس طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حسین شریفین رضی اللہ عنہما کے لیے ہدایا، عطیات اور وظائف پیش کیے جاتے تھے اور وہ حضرات انھیں بخوشی قبول فرماتے تھے اسی طرح ان کے چچا زاد برادر عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کو بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کافی عطیات اور ہدایا دیے جاتے تھے۔

جناب عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اولاد ابی طالب میں مشہور بزرگ ہیں، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حقیقی برادر زادے ہیں اور اس کے علاوہ آل موصوف کے داماد بھی ہیں اور حسین کریمین رضی اللہ عنہما کے بہنوئی ہیں۔ محدثین اور مورخین نے عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کے لیے عطیات اور ہدایا کے متعلق واضح تصریحات ذکر کی ہیں۔ ان تمام کا ذکر کرنا طوالت کا باعث ہے، اس لیے یہاں صرف چند ایک حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے:

① حاکم نیشاپوری نے مستدرک میں ذکر کیا ہے:

((وفد عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما علی معاویہ رضی اللہ عنہ فامر له بالفی الف درہم))^۱
 ”یعنی ایک دفعہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں بطور وفد تشریف لے گئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے بیس لاکھ درہم پیش کرنے کا حکم دیا۔“

② اور ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے اپنی مشہور تاریخ میں تحریر کیا ہے کہ:

((کان لعبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما من معاویہ رضی اللہ عنہ الف الف فی کل عام))^۲
 ”یعنی عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہر سال دس لاکھ درہم ملتے تھے۔“

③ اور ابن کثیر رضی اللہ عنہ نے البدایہ میں لکھا ہے کہ:

((وبعث الی عبداللہ بن جعفر بمائۃ الف..... الخ))^۳

”یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی طرف ایک لاکھ درہم ارسال کیے۔“
 مختصر یہ ہے کہ اولاد ابی طالب کے مشاہیر بزرگوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے لاکھوں لاکھ ہدایا، عطیات اور وظائف ہمیشہ دیے جاتے تھے اور یہ حضرات انھیں بخوشی قبول کر کے اپنے مصارف میں

۱ مستدرک (حاکم نیشاپوری) ص ۵۶۷ ج ۳ تحت ذکر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما

۲ تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ عکسی) ص ۷۴۰، ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

۳ البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۳۷، ج ۸ تحت ترجمہ معاویہ رضی اللہ عنہ

صرف کرتے تھے۔ یہ ان حضرات کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ احسن تعلقات کا بین ثبوت ہے جس کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مخالفین اور معاندین بھی انکار نہیں کر سکتے۔

ایک لطیفہ

شیعہ کے اکابر علماء اور مورخین نے عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما کے متعلق ایک عجیب بات تحریر کی ہے، جسے ایک لطیفہ سے ہی تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے ایک صاحبزادے کا نام ”معاویہ“ تھا اور اپنے والد کی طرف سے وصی تھا۔ اس کا نام معاویہ اس لیے رکھا گیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے تقاضا کیا کہ آپ اپنے فرزند کا نام ”معاویہ“ رکھیں تو میں آپ کو ایک لاکھ درہم عطا کروں گا۔ اس پر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے یہ بات قبول کرتے ہوئے فرزند کا نام معاویہ رکھ دیا۔

((منہم معاویة بن عبد الله كان وصی ابیه وانما سمي معاویة لان معاویة بن

ابی سفیان طلب منه ذلك فبذل له مائة الف درهم وقيل الف الف درهم))^۱

اسی واقعہ کو صاحب ناخ التوارخ (طراز المذہب مظفری) نے بہ عبارت ذیل نقل کیا ہے:

”کنیت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ابو معاویہ است چہ گاہیکہ معاویہ بن عبداللہ متولد شد۔ عبداللہ نزد معاویہ بود و از ولادت فرزندش بشارت اورند عبداللہ نیز با معاویہ بگفت معاویہ گفت ایں پسر ترا معاویہ نام کن و صد ہزار درہم بگیر۔ عبداللہ از معاویہ قبول کرد۔“^۲

”یعنی صاحب ناخ التوارخ نے اس واقعے کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عبداللہ بن جعفر

طیار رضی اللہ عنہما کی کنیت ابو معاویہ تھی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ عبداللہ رضی اللہ عنہما کا یہ فرزند جب متولد ہوا تو

عبداللہ رضی اللہ عنہما امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے فرزند کی ولادت کی خوشخبری

وہیں سنائی گئی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ بشارت سنائی تو اس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کہ اس فرزند کا نام معاویہ رکھیے اور سو ہزار درہم (ایک لاکھ درہم) لے لیجیے تو عبداللہ بن

جعفر طیار رضی اللہ عنہما (برادر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) نے یہ بات قبول کر لی۔“

تنبیہ

مطلب یہ ہے کہ بقول شیعہ اکابرین اولاد ابی طالب کے بزرگ حضرات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آمد و رفت رکھتے تھے اور ان کے اسماء اپنی اولاد میں کچھ درہم لے کر رکھ لیتے تھے اور ان سے عطایا و وظائف اور ہدایا خوب وصول کرتے تھے اور اپنے استعمال میں لاتے تھے۔ صاحب انصاف کے نزدیک ان

۱۔ عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب (جمال الدین ابن عبد شعی) ص ۳۸ تحت ذکر عقب جعفر طیار

۲۔ ناخ التوارخ (طراز المذہب مظفری) ص ۳۹۵ ج ۹ در احوال زینب کبریٰ، طبع قدیم ایران۔

حضرات کی یہ کردار کشی ہے اور درحقیقت مذمت ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور صحیح فہم عطا فرمائے۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے عطیہ

مورخین نے لکھا ہے کہ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد برادر ہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی آمد و رفت ہوتی تھی۔ ابن عساکر لکھتے ہیں کہ

((عن قتادة قال قال ابن عباس رضی اللہ عنہما لمعاوية رضی اللہ عنہ لا يحزنني الله ولا يسؤني ما ابقا الله امير المؤمنين۔ قال فاعطاه الف الف ورقة وعروضا واشياء وقال خذها فاقسمها في اهلك))^۱

”یعنی قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی وجہ سے غمزدہ نہ کرے اور کوئی برائی نہ پہنچائے جب تک کہ امیر المؤمنین زندہ سلامت رہیں۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دس لاکھ درہم کا عطیہ عنایت فرمایا اور کچھ سامان اور چند چیزیں دیں اور کہا کہ ان تمام کو آپ اپنے اہل و عیال میں تقسیم کر دیں۔“

جیسا کہ قبل ازیں درج ہو چکا ہے کہ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دیگر ہاشمی بزرگوں کی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے اور وہ انھیں ہمیشہ ہدایا اور وظائف سے نوازتے تھے۔

اسی ربط اور تعلق کے سلسلے میں مورخین نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک دیگر واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک بار قیصر روم نے ایک شیشی ارسال کی اور کہلا بھیجا کہ اس میں ایسی چیز ہماری طرف روانہ کریں جس میں سب چیزیں آجائیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے پیش کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس شیشی میں پانی ڈال کر ان کی طرف ارسال کر دیں۔

جب یہ چیز قیصر روم کے پاس پہنچی تو رومی بادشاہ نے کہا کہ ان کے آباء کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کثیر ہو، یہ کتنا عقل مند اور زیرک آدمی ہے۔

ادھر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے یہ پانی کو ارسال کرنا کیسے تجویز کیا؟ انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: **وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ** الْآیۃ

((ان ملك الروم وجه الى معاوية بقارورة فقال ابعث الى فيها من كل شيء۔ فبعث الى ابن عباس رضی اللہ عنہما فقال لتملاء له ماء فلما ورد بها على ملك الروم قال لله ابوہ ما ادهاء۔ فقيل لابن عباس رضی اللہ عنہما كيف اخترت ذلك؟ فقال لقول

۱ تاریخ ابن عساکر (مخطوط قلمی عکسی) ص ۴۱، ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

اللہ عزوجل: وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۱

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت کے دوران میں جس طرح سابقہ اوراق میں ہاشمی بزرگوں کے وظائف اور ہدایا کا بیان کیا گیا ہے اسی طرح سیدنا حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے علی بن حسین (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) کے وظیفہ کے متعلق شیعہ کے اکابر نے ذکر کیا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مروان بن حکم کو مدینہ طیبہ کا والی اور عامل مقرر کیا گیا۔ اس وقت آں موصوف نے مروان کو حکم دیا کہ قریش کے نوجوانوں کے لیے وظائف اور ہدایا مقرر کریں۔ زین العابدین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی اسی سلسلے میں مروان بن حکم کے پاس پہنچا۔ مروان نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میرا نام علی بن حسین ہے۔ پھر اس نے کہا کہ آپ کے بھائی کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اس کا نام بھی علی ہے۔ اس پر مروان نے کہا کہ آپ کے والد اپنی اولاد کے نام علی ہی رکھتے ہیں؟ جناب زین العابدین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر اس نے میرے لیے مالی وظیفہ مقرر کر دیا۔ جب میں اپنے والد کے پاس آیا تو میں نے انھیں اس تمام مذکورہ گفتگو کی اطلاع کی۔

((استعمل معاویة مروان بن الحكم على المدينة وامره ان يفرض لشباب قریش ففرض لهم۔ فقال: علی بن الحسین رضی اللہ عنہما فاتیته۔ فقال ما اسمک؟ فقلت علی بن الحسین۔ فقال: ما اسم اخیک؟ فقلت علی۔ فقال علی وعلی: ما یرید ابوک ان یدع احدا من ولده الاسماء علیا؟ ففرض لی۔ فرجعت الی ابی رضی اللہ عنہما فاخبرته)) ۲

رعایت کا معاملہ

سابق صفحات میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اولاد ابی طالب کے لیے ہدایا اور وظائف کے متعلق جو چیزیں تاریخ میں ملتی ہیں ان میں سے بعض مختصراً ذکر کی ہیں۔ ان سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ان حضرات کا اکرام کرنا اور حسن سلوک سے پیش آنا بر ملا ثابت ہوتا ہے۔

اب اس سلسلے میں ایک دیگر اہم چیز ذکر کی جاتی ہے، وہ یہ ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری ایام پہنچے ہیں تو آں موصوف نے اپنے اخلاف کے لیے بعض ضروری وصایا فرمائی تھیں۔ ان

۱ الکامل (مبرد) ص ۲۴۵ ج ۲، ص ۳۰۸ ج ۱ طبع مصر

۲ فروع کافی (محمد بن یعقوب کلینی رازی شیعہ) ص ۲۶۲-۲۶۳ ج ۲ کتاب العقیہ باب الاسماء والکنی طبع نول کشور لکھنؤ۔

ناخ التواریخ ص ۴۰ ج ۱۱ کتاب دوم ص در احوال زین العابدین تحت مکالمہ مروان باں حضرت، طبع قدیم ایران

میں سے خصوصی طور پر مورخین نے ان کی ایک وصیت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق خصوصی تاکید فرماتے ہوئے اپنے فرزند یزید کو ارشاد فرمایا کہ:

((ان له رحما ماسة وحقا عظيما وقرابة من محمد ﷺ ولا اظن اهل العراق تاركيه حتى يخرجوه فان قدرت عليه فاصفح عنه فاني لو انى صاحبه عفوت عنه))^۱

”یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بہت قرابت قریبہ ہے اور حق عظیم ہے اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی رشتہ داری ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ اہل عراق ان کو اپنی حالت پر نہیں چھوڑیں گے حتیٰ کہ ان کو مخالفت پر آمادہ کریں گے۔ پس اگر تو ان پر قدرت پائے تو ان سے رعایت کرنا۔ اگر میرے سامنے یہ معاملہ آئے تو میں ان سے درگزر کروں گا۔“

اور بعض روایات میں اس طرح ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو اپنی وفات سے قبل بلایا اور اس کو جو وصیت کرنی تھی وہ وصیت فرمائی۔ ان وصایا میں یہ بات خاص طور پر فرمائی کہ جناب حسین بن فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام ملحوظ رکھنا۔ تحقیق وہ لوگوں کی نظروں میں زیادہ پسندیدہ ہیں۔ پس ان سے صلہ رحمی کرنا اور ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا، تو تیرے لیے معاملہ اپنی جگہ پر درست رہے گا۔

((ثم ان معاويه لما حضرته الوفاة دعا ابنه يزيد فاوصاه بما اوصاه به وقال له انظر حسين بن علي يعني ابن فاطمة بنت رسول الله ﷺ فانه احب الناس الى الناس فصل رحمه وارفق به يصلح لك امره))^۲

گزشتہ سطور میں مسئلہ ہذا پر مورخین کے بعض حوالہ جات ذکر کیے گئے ہیں۔ اب اس مسئلہ میں شیعہ کے اکابر علماء اور مورخین کے حوالہ جات تائیداً پیش کیے جاتے ہیں تاکہ مسئلہ ہذا اپنی جگہ پر بین الفریقین قابل تسلیم ہو جائے۔

چنانچہ اس سلسلے میں شیعہ کے مشہور اور قدیم مورخ دینوری کا قول درج کیا جاتا ہے:

((فاما الحسين بن علي رضي الله عنه فاحسب اهل العراق غير تاركيه حتى

^۱ تاریخ ابن جریر طبری ص ۱۸۰ ج ۶ تحت ذکر ماکان فیہ من الاحداث سنہ ۶۰ھ طبع مصر

کتاب انساب الاشراف (بلاذری) ص ۱۲۳ ج ۴ تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۱۵ ج ۸ تحت سنہ ۶۰ھ طبع اول مصر

^۲ کتاب تلخیص ابن عساکر (ابن بدران) ص ۳۲۷ ج ۴ ذکر قصہ واقعہ الحسین رضی اللہ عنہ وفضلہ

((فاما الحسين بن علي رضي الله عنه فاحسب اهل العراق غير تاركيه حتى يخرجه، فان فعل، فظفرت به، فاصفح عنه))^۱

”مطلب یہ ہے کہ یزید کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ اہل عراق جناب حسین (رضی اللہ عنہ) کو نہیں چھوڑیں گے حتیٰ کہ وہ ان کو مخالفت پر آمادہ کریں گے اور اگر ان سے یہ بات صادر ہو اور تو ان پر غلبہ حاصل کر لے تو ان سے درگزر کرنا (اور ان کی اذیت کے درپے نہ ہونا)۔“ اور شیعہ کے ایک دیگر مشہور مورخ ابن طقطقی نے یہ مضمون بہ عبارت ذیل ذکر کیا ہے:

((فان خرج (الحسين رضي الله عنه) و ظفرت به فاصفح عنه فان له رحما ماسة وحقا عظيما و قرابة من محمد صلوات الله عليه وسلامه))^۲

”یعنی (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید سے کہا) اگر جناب حسین (رضی اللہ عنہ) مخالفت پر آمادہ ہو جائیں اور تو ان پر کامیابی پائے تو ان سے اعراض کرنا۔ تحقیق جناب حسین (رضی اللہ عنہ) کے لیے قرابت قریبہ ہے اور حق عظیم ہے اور جناب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی رشتہ داری ہے۔“ اور شیعہ کے مشہور مجتہد ملا باقر مجلسی نے اسی مسئلہ کو شیخ صدوق ابن بابویہ قمی شیعہ سے معتبر سند کے ساتھ بہ عبارت ذیل نقل کیا ہے:

”وامام حسين پس میدانی نسبت و قرابت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و او پارہ تن آنحضرت است و از گوشت و خون آنحضرت پرورده است و من میدانم کہ البتہ اہل عراق اور بسوئے خود خواہند بردو یاری او بنخواہند کردو اور اتہا خواہند گزارشت اگر باوظفیریابی حق حرمت اور اشناس و منزلت و قرابت اور با پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آورد اورا بکرده ہائے اورا مواخذہ مکن و روا بطی کہ من باو در این مدت محکم کردہ ام قطع مکن ز نہار کہ باو مکروہ ہے و آسپے مرساں۔“^۳

”اس فارسی عبارت کا مفہوم اس طرح ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند یزید سے کہا کہ جناب حسین (رضی اللہ عنہ) کے متعلق تمہیں معلوم ہے کہ انہیں حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت کی نسبت ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا ٹکڑا ہیں اور ان کا جسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پرورش یافتہ ہے اور میں جانتا ہوں کہ اہل عراق ضرور ان کو اپنی طرف بلائیں گے اور ان کی مدد نہیں کریں گے اور ان کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ اگر تجھے ان پر غلبہ ہو تو ان کی عزت کے حق کو

۱۔ بحار الانوار (ملا باقر مجلسی) ص ۲۳۸ ج ۱۰ طبع قدیم تحت ماجری علیہ بعد بیعتہ الناس یزید

۲۔ تاریخ الفخری (محمد بن علی بن طباطبا المعروف بابن طقطقی شیعہ) ص ۱۰۳ تحت حالات معاویہ

۳۔ جلاء العیون فارسی از ملا باقر مجلسی شیعہ ص ۳۸۸ تحت فصل دوازدهم در بیان توجہ جناب سید الشہداء بجانب مکہ۔

پہچانا اور پیغمبر ﷺ کے ساتھ ان کی قرابت کے مرتبہ کو یاد رکھنا اور ان کے اعمال کا مواخذہ نہ کرنا اور میں نے ان کے مابین جو روابط اس مدت میں قائم کر رکھے ہیں ان کو قطع نہ کرنا۔ خبردار انھیں کوئی مکروہ اور تکلیف دہ چیز نہ پہنچانا۔“

تنبیہ

گزشتہ سطور میں ہم نے گیارہویں صدی کے مشہور مجتہد ملا باقر مجلسی شیعہ کی جلاء العیون سے ایک روایت پیش کی ہے جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یزید کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت مذکور ہے۔

اس روایت کے متعلق آج کل کے بعض شیعہ صاحبان نے ”موضوع“ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ سنیوں کی روایت ہے۔

اس دعویٰ کے جواب میں بعض چیزیں ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں:

① ایک تو یہ چیز قابل توجہ ہے کہ معترض نے اس روایت کے موضوع ہونے کا دعویٰ تو کیا ہے مگر اپنے دعویٰ کے اثبات میں کوئی دلیل پیش نہیں کی اور اس روایت کو سنیوں کی روایت قرار دینے پر اکتفا کیا ہے۔

② روایت کو موضوع قرار دینے کے لیے ضروری تھا کہ معترض اپنے سابق اکابر شیعہ علماء کے اقوال پیش کرتا جنہوں نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے یا خود وہ وجوہ ذکر کرتا جس کی بنا پر فن روایت کے لحاظ سے اسے موضوع قرار دیا جاسکتا، بصورت دیگر یہ محض ادعا ہی ٹھہرے گا جس کی کسی لحاظ سے بھی کوئی وقعت نہیں۔

③ مشہور شیعہ مجتہد ملا باقر مجلسی نے شیخ صدوق ابن بابویہ قمی کی معتبر سند کے ساتھ یہ روایت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ اب معترض کے ذمہ ہے کہ وہ اپنے ثقہ مجتہد شیخ صدوق کی پیش کردہ صحیح سند کو معتبر دلائل کے ساتھ رد کرے۔

④ نیز یاد رہے کہ ملا باقر مجلسی نے اپنی اس تصنیف جلاء العیون کے مقدمہ میں صرف معتبر اور صحیح روایات درج کرنے کا التزام کیا ہے۔

⑤ اور ہم نے یہ روایت بطور الزام شیعہ کے اکابر سے نقل کی ہے۔ اگر انہوں نے دروغ گوئی کی ہے تو اس میں ہمارا دخل نہیں۔ ناظرین کرام خود فیصلہ فرمائیں۔

اگر روایت درست ہے (جیسا کہ ان کے مجتہدین کے عمل سے ظاہر ہے) تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے وصیت ہذا کر کے جناب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی رعایت کی پوری کوشش کی اور حمایت کا حق ادا کر دیا۔ اگر اس پر عمل درآمد نہیں ہوا تو اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا قصور نہیں اور وہ مورد الزام نہیں ہو سکتے۔

اور شیعہ کے متاخرین مورخین میں مرزا محمد تقی لسان الملک اپنی مشہور کتاب ناسخ التواریخ میں لکھتے ہیں

کہ (معاویہ نے کہا):

”اے یزید زہنہار ہزار زہنہار! حسین را پہنچ گو نہ زنجانی و پہنچ نوع زحمت نرسانی مگر ندیدی مرا کہ از حسین چند تحمل کردم و از وی کلمات درست دردناک شنیدم و پانچ ندادم چہ او فرزند مصطفیٰ است۔ اکنون آنچه دانستم و واجب شمردم با تو گفتم و حجت تمام کردم..... الخ“

”یعنی معاویہ نے اپنے فرزند یزید کو خطاب کر کے فرمایا کہ خبردار جناب حسین رضی اللہ عنہ کو کسی طرح تکلیف نہ پہنچانا اور انھیں زحمت نہ دینا، ایذا رسانی نہ کرنا۔ تو نے دیکھ نہیں لیا کہ میں جناب حسین رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں کس قدر تحمل کرتا رہا ہوں؟ ان سے سخت سخن (گفتگو) سننے کے باوجود کوئی ناروا جواب نہیں دیا کیونکہ وہ فرزند مصطفیٰ ہیں۔ اب جو واجب بات تھی وہ میں نے تجھے کہہ دی اور حجت تمام کر دی۔“

فوائد و نتائج

فصل ہذا میں بنی ہاشم حضرات اور خصوصاً حسین شریفین رضی اللہ عنہما اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین تعلقات پیش کیے گئے ہیں۔ مندرجات بالا کی روشنی میں ذیل میں چند چیزیں ذکر کی جاتی ہیں:

① سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کے بعد اکابر ہاشمی حضرات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے برخلاف نہیں تھے بلکہ ان کے منصب خلافت کو درست تسلیم کرتے تھے اسی بنا پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تعلقات اور روابط استوار کیے ہوئے تھے اور ان سے اپنے ہدایا و عطیات و وظائف بخوشی قبول کرتے اور اپنے مصارف میں صرف کرتے تھے اور ان کا یہ باہمی حسن سلوک آخر تک جاری رہا۔

② ان حضرات کے درمیان قبائلی تعصب اور خاندانی تفریق نہیں تھی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہاشمی حضرات ہوں یا اموی ہوں سب کو وظائف دیے جاتے تھے۔ خاندانی تعصب سے بالاتر ہو کر بنی ہاشم کے ساتھ مالی تعاون کیا جاتا اور ان کی قدر شناسی کی جاتی تھی اور یہ چیزیں ان کے ساتھ ہمدردی کا بین ثبوت ہیں۔

③ اور یہاں سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق تھی غاصبانہ نہیں تھی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ متغلب خلیفہ اور ظالم حکمران نہیں تھے۔ اور اگر یہ معروضات صحیح نہیں ہیں تو پھر ان اکابر بنی ہاشم نے کیا قرآن مجید پر عمل کرنا ترک کر دیا تھا؟ قرآن مجید کا حکم ہے کہ

وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا تَسْكُمُ النَّارُ (پ ۱۲)

۱۔ ناخ التواریخ از مرزا محمد تقی شیعہ ص ۱۵۷ ج ۶ از کتاب دوم تحت شرح حالات سید الشہداء علیہم السلام تحت وصیت معاویہ بایزید، طبع ایران۔

”یعنی اہل ظلم کی طرف میلان نہ کرو ورنہ تم کو (جہنم کی) آگ لگ جائے گی۔“
 نیز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تصرفات دینی احکام کے برخلاف نہیں تھے بلکہ شریعت کے عین مطابق تھے اسی بنا پر اس دور کے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اعظم بنی ہاشم حضرات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر معترض نہیں تھے بلکہ ان کے ساتھ متفق اور متعاون تھے۔

④ ان حالات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دامن ظلم اور تعدی کے طعن سے صاف ہے اور حسنین شریفین رضی اللہ عنہما کے ساتھ عناد و دشمنی کے اعتراضات سے آں موصوف بری ہیں۔

⑤ ان حقائق اور دلائل کے باوجود اگر کوئی شخص ان حضرات کے درمیان دائمی عداوت اور دیرینہ دشمنی کا قول کرتا ہے تو وہ مبنی برحسد و عناد ہے جس کا کوئی علاج نہیں۔ بزرگ فرمایا کرتے ہیں کہ

از حسد اول تو دل را پاک دار

خویشتن را بعد زان مومن شمار

فصل دہم

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے ساتھ حسن سلوک

امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام و مرتبہ کو ملحوظ رکھتے تھے اور ان کے ساتھ علیٰ حسب المراتب حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ اسی طرح آں موصوف جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ بھی قدر دانی کا معاملہ فرماتے تھے۔ چنانچہ ذیل میں ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے ربط اور تعلق کی چند چیزیں مختصراً پیش کرتے ہیں اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی قدر دانی کے کچھ واقعات بھی درج کرتے ہیں جن میں ان کے مقام و مرتبہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پورا پورا اکرام و احترام کرتے تھے اور صدق دل سے عظمت و فضیلت کے قائل تھے۔

① ایک بار حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مقام و مرتبہ کو بیان کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی عجیب شان رفعت بیان کی۔

عبداللہ بن وردان کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بعض لوگوں کی عظمت کا یہ مقام ہوتا ہے کہ ان کی بات کو ان پر لوٹایا اور رد نہیں کیا جاسکتا اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا انھی لوگوں میں سے ایک ہیں۔

((عن عبداللہ بن وردان قال معاویة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ان من الناس من لا يرد عليه امره

وان عائشة رَضِيَ اللهُ عَنْهَا منهم))^۱

روایت ہذا قبل ازیں جواب المطاعن (قتل صدیقہ کے الزام) میں درج ہو چکی ہے لیکن اس مقام پر ربط و تعلق کے مضمون کے تحت اس کو لایا گیا ہے۔

② اسی سلسلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مابین بعض اوقات مراسلت ہوئی اس چیز کو کبار محدثین اور مورخین نے اپنی تصانیف میں نقل کیا ہے۔ چنانچہ چند ایک مراسلات

۱ تاریخ الکبیر (امام بخاری) ص ۲۲۰ ج ۳ قسم اول طبع دکن باب عبداللہ تحت الواو

جو ہمیں دستیاب ہوئے ہیں وہ ایک ترتیب سے ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

(الف) عامر شعی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک مختصر مکتوب ارسال فرمایا:

((عن الشعبي قال كتبت عائشة رَضِيَ اللهُ عَنْهَا الى معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اما بعد: فانه من يعمل بسخط الله (يصير) حامده من الناس ذاما))^۱

اور اسی چیز کو حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب الزہد والرقائق میں اور امام حمیدی رضی اللہ عنہ نے اپنے مسند میں بہ عبارت ذیل نقل درج کیا ہے:

((كتبت عائشة رَضِيَ اللهُ عَنْهَا الى معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ انه من يعمل بمعاصي الله يصير حامده من الناس ذاما))^۲

”ان عبارات کا مفہوم یہ ہے کہ حمد و صلوة کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تحریر فرماتی ہیں کہ جو شخص ایسا عمل کرتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں تو اس کی تعریف کرنے والے لوگ بھی مذمت اور بدگوئی کرنے لگ جاتے ہیں۔“

(ب) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خواہر زادے عروہ اپنی خالہ محترمہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک مراسلہ ارسال کیا اور اس میں تحریر فرمایا کہ:

((عن هشام عن ابيه (عروة) عن عائشة رَضِيَ اللهُ عَنْهَا انها كتبت الى معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اوصيك بتقوى الله فانك ان اتقيت (الله) كفاك الناس (فان اتقيت الناس) لم يغنوا عنك من الله شيئا. فعليك بتقوى الله اما بعد))^۳

”یعنی (ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرماتی ہیں) کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے خوف کھانے کی وصیت کرتی ہوں (کیونکہ) اگر تم اللہ تعالیٰ سے خوف کھاؤ گے تو وہ تمہارے لیے لوگوں سے کفایت کرے گا اور اگر تم لوگوں سے خوفزدہ ہو گے تو یہ لوگ تمہیں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچا سکیں گے اور کچھ فائدہ نہیں پہنچائیں گے، پس تم تقویٰ اختیار کرو۔“

۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۲۳ ج ۱۱ تحت کتاب الامراء طبع کراچی

۲ کتاب الزہد والرقائق (عبداللہ بن مبارک) ص ۶۶ باب الاخلاص والبدیۃ

مسند حمیدی ص ۱۲۹ تحت احادیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، طبع مجلس علمی ڈابھیل

۳ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۶۱ ج ۱۳ کتاب الزہد، طبع کراچی

کتاب المعرفہ والتاریخ (یسوی) ص ۵۵۰ ج ۵ تحت عروہ بن زبیر

(ج) اسی طرح ایک دیگر روایت میں مذکور ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال کر کے تقاضا کیا کہ آپ مختصری نصیحت و وصیت تحریر کر کے میری طرف روانہ فرمائیں اس میں تطویل نہ ہو۔ تو اس کے جواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تحریر ارسال فرمائی کہ ((قال كتب معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الى عائشة رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ان اکتبی الی کتابا تو صینی فیہ ولا تکثری قال فکتبت عائشة رَضِيَ اللهُ عَنْهَا الی معاوية رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سلام علیک اما بعد: فانی سمعت رسول الله ﷺ یقول: من التمس رضا الله بسخط الناس كفاه الله مئونة الناس ومن التمس رضا الناس بسخط الله وتكلمه الله الی الناس۔ والسلام علیک))^۱

”یعنی حمد و صلوة کے بعد آپ پر سلام ہو! میں نے نبی اقدس ﷺ سے سنا ہے کہ آنجناب فرماتے تھے کہ جس شخص نے لوگوں کی ناراضی اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی رضا مندی طلب کی تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے بوجھ اور سختی سے اس کی کفایت کرے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ناراضی اٹھا کر لوگوں کی رضا مندی کا طلبگار ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کی طرف سونپ دیتے ہیں اور اپنی کفالت سے خارج کر دیتے ہیں۔“

تنبیہ

✽ یہ چیز قابل ذکر ہے کہ یہ روایت کتاب ہذا میں قبل ازیں دور چہارم کے فصل سوم میں مراسلات و خطوط کے تحت درج ہو چکی ہے۔ یہاں پھر ان حضرات کے مابین روابط کے سلسلے میں ذکر کی گئی۔

✽ نیز یہ چیز یہاں سے واضح ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں لوگوں کی زبان بندی نہیں تھی اور حق گوئی کے سلسلے میں ان کی زبانوں پر قفل نہیں چڑھائے گئے تھے۔ بلکہ حق گوئی میں آزادی تھی، اہل حق بات کہتے تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حق بات کو بخوشی قبول کرتے تھے۔ اسی بنا پر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کی درخواست پر حق بات کا اظہار فرمایا اور حق گوئی کا فریضہ ادا کیا۔

✽ اور معلوم ہوا کہ آں موصوفہ مکرمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دور کے امیر و فرماں روا کو وہ نصائح ارشاد فرمائے جن کی ان کو ضرورت تھی۔

۱۔ ترمذی شریف ص ۳۲۸ تحت ابواب الزہد آخر باب ہذا، طبع قدیم لکھنؤ

کتاب الزہد والرقائق (حضرت عبداللہ بن مبارک) ص ۶۶ باب الاخلاص والذیہ، طبع مالیکوٹ ہند

مسند اسحاق بن راہویہ ص ۶۰۰ ج ۲ روایت نمبر ۵۷۵، ۶۳۲، ۱۱۷۵ طبع مدینہ منورہ

مصائب السنہ (امام بغوی) ص ۴۰۶، ۴۰۷ ج ۳ کتاب الآداب باب الظلم، روایت نمبر ۳۹۸۲

کیسائے سعادت (فارسی) از امام غزالی ص ۲۲۰، طبع قدیم بمبئی

عطیات و ہدایا

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بعض اوقات ہدایا اور وظائف ارسال فرماتے تھے اور آں موصوفہ رضی اللہ عنہا انھیں شرف قبولیت بخشتی تھیں۔

① عبدالرحمن بن عاصمہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک قاصد ہدایا لے کر آپ کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ امیر المؤمنین کی طرف سے یہ ہدیہ پیش خدمت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وہ ہدیہ قبول فرمایا۔

جب قاصد واپس چلا گیا تو ہم نے عرض کیا: اے ام المؤمنین! کیا ہم مومن نہیں اور وہ ہمارے امیر نہیں؟ تو جواب میں آں موصوفہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ تم مومن ہو اور وہ تمہارے امیر ہیں اور امیر المؤمنین ہیں۔

((عن عبدالرحمن بن عاصمہ قال: كنت عند عائشة رضی اللہ عنہا فاتاها رسول من معاویة رضی اللہ عنہ بهديه فقال ارسل بهذا امیر المؤمنین فقبلت هديته فلما خرج الرسول قلنا: (یا) ام المؤمنین! السنا مؤمنین وهو امیرنا؟ قالت انتم ان شاء الله المؤمنون وهو امیرکم))^۱

روایت ہذا سے جہاں ربط و تعلق کا پایا جانا ثابت ہوتا ہے وہاں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت و امارت کے برحق ہونے کی تصدیق بھی پائی جاتی ہے کہ وہ مومنوں کے بلاشبہ امیر ہیں۔

② سابقہ طریقے کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جناب میں ایک بیش قیمت قلادہ (ہار) ہدیتاً ارسال کیا جس کی قیمت اس دور کے مطابق ایک لاکھ درہم تھی۔ چنانچہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ ہدیہ قبول فرمایا اور دیگر امہات المؤمنین میں تقسیم فرما دیا۔ بقول بعض یہ ہدیہ مکہ شریف میں پیش کیا گیا تھا۔

((عن حجاج عن عطاء ان عائشة رضی اللہ عنہا بعث اليها معاویة رضی اللہ عنہ قلادة قومت بمائة الف فقبلتها وقسمتها بين امهات المؤمنین))^۲

۱ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۹۹ ج ۱۱ تحت کتاب الامراء طبع کراچی

مصنف ابن ابی شیبہ ص ۹۰ ج ۶ تحت کتاب البیوع والاقضیہ، طبع کراچی روایت نمبر ۳۷۳

۲ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۹۰ ج ۶ تحت کتاب البیوع والاقضیہ، طبع کراچی

تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ عکسی) ص ۷۳۹ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۳۷ ج ۸ تحت تذکرہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

③ اسی طرح ایک بیش قیمت ہدیہ کا ذکر ہشام نے اپنے والد عروہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ درہم کا ہدیہ ارسال کیا تو آں موصوفہ نے اس ہدیہ کو فی الوقت تقسیم کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ تمام ہدیہ کو تقسیم کر ڈالا اور اس میں سے کوئی چیز باقی نہ چھوڑی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ بریرہ پاس بیٹھی ہوئی تھیں انہوں نے عرض کیا کہ آپ روزہ دار ہیں، ایک درہم بچا لیتیں تو اس سے آپ کی افطاری کے لیے گوشت خرید لیا جاتا تو اس وقت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر تو یہ بات تقسیم کے وقت یاد دلا دیتی تو میں ایسا کر لیتی۔

((عن هشام بن عروہ عن ابیہ ان معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بعث الی عائشۃ

رضی اللہ عنہا بمائۃ الف۔ فقسمہا حتی لم تترك منها شیئا فقالت بریرۃ انت صائمه

فہلا ابتعت لنا بدرہم لحما فقالت عائشۃ رضی اللہ عنہا لو انی ذكرت لفعلت))^۱

④ کبار مورخین نے یہ بات ذکر کی ہے کہ ایک دفعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قرض کے زیر بار ہو گئیں تو اس موقع پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قرض کی ادائیگی کے لیے اٹھارہ ہزار دینار یکمشت ارسال کر کے انہیں سبکدوش کر دیا۔

((حدثنا سعید ان معاویۃ رضی اللہ عنہ قضی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ثمانیۃ عشر الف دینار))^۲

زہد و تقویٰ

ناظرین کرام کے پیش نظر یہ بات آگئی ہے کہ آں موصوفہ کی خدمت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے بیش قیمت ہدایا اور کثیر درہم بطور وظیفہ کے پہنچتے تھے لیکن ان حالات کے باوجود حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے زہد و ترک دنیا کی کیفیت یہ تھی کہ ان کے خواہر زادے (بھانجے) عروہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ

((قال عروۃ فما كانت عائشۃ رضی اللہ عنہا تستجد ثوبا حتی ترقع ثوبها وتنکسه

(تجعل اعلاہ اسفلہ)..... الخ))^۳

۱۔ مستدرک حاکم ص ۱۳ ج ۴ تحت باب افضل الرجال ابوبکر و افضل نساء عائشہ

البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص ۱۳۶-۱۳۷ ج ۸ تحت تذکرہ معاویہ رضی اللہ عنہ، طبع مصر

تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ قلمی) ص ۳۸ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

۲۔ کتاب المعرفہ والتاریخ (بسوی) ص ۴۱۰ ج ۲ تحت مکحول، طبع بیروت

تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ عکسی) ص ۳۸ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ رضی اللہ عنہ

۳۔ الترغیب والترہیب (حافظ منذری) ص ۱۲۶ ج ۵ طبع مصر

”یعنی جس کپڑے کو استعمال کرتیں اس کو جب تک پیوند نہ لگا لیتیں ترک نہیں کرتی تھیں..... الخ“
اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ

((عروة عن عائشة رضی اللہ عنہا قال رأيتها تصدق بسبعين الفا وانها لترقع جانب
درعها))^۱

”یعنی عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ستر ہزار درہم صدقہ کرتے دیکھا
ہے۔ اور ان کی حالت یہ تھی کہ اپنی قمیص کو پیوند لگایا کرتی تھیں۔“

حصول تبرک

مورخین نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک سے تبرک حاصل کرنے کا
ایک واقعہ ذکر کیا ہے۔

لکھتے ہیں کہ ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت
میں آدمی بھیجا کہ آپ میری طرف جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک (انجانیہ) اور موئے مبارک ارسال
فرمائیں۔ تو روایت کرنے والی خاتون (مرجانہ) کہتی ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ دونوں چیزیں
میرے ذریعے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھجوائیں۔ (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حصول برکت
کی خاطر چادر مذکورہ کو اوڑھ لیا اور شعر مبارک (بال مبارک) کو پانی سے دھو کر وہ پانی پی لیا اور بقیہ پانی اپنے
جسم پر مل لیا)۔

((وروی علقمة بن ابی علقمة عن امه قالت قدم معاوية رضی اللہ عنہ المدينة فارسل
الی عائشة رضی اللہ عنہا ارسلی الی بانجانیة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وشعره فارسلت
بذالك معی احملة فاخذ الانجانیة فلبسها وغسل الشعر بماء فشرب منه
وافاض علی جلده))^۲

واقعہ ہذا کے ذریعے سے ثابت ہوا کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے
پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال عقیدت رکھتے تھے اور آنجناب کے ساتھ محبت و اشتیاق میں کچھ کم نہ تھے اور شان
نبوت کے کما حقہ قدردان تھے۔

۱ طبقات ابن سعد ص ۳۵ ج ۸ تحت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

۲ تاریخ اسلام (ذہبی) ص ۳۲۰ ج ۲ تحت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

البدایہ (ابن کثیر) ص ۱۳۲ ج ۸ تحت ترجمہ معاویہ رضی اللہ عنہ

تاریخ ابن عساکر (مخطوطہ قلمی) ص ۲۱ ج ۱۶ تحت ترجمہ معاویہ رضی اللہ عنہ

لائق توجہ یہاں یہ بات ہے کہ جو شخص اپنے آقا کے ساتھ اس طرح کی والہانہ عقیدت رکھتا ہے کیا وہ اپنے سردار کے فرمودات و ارشادات پر عمل نہیں کرے گا؟ اور اجرائے احکامات میں ان کی شریعت کی پیروی نہیں کرے گا؟

مقصد یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے عہد خلافت کو احکام اسلامی کی صریح خلاف ورزی کرنے والا قرار دینا اور ان کو سیاسی اغراض کے لیے شرعی حدود کو توڑنے والا کہنا کسی صورت میں صحیح نہیں۔ یہ بات دانشمندی کے برخلاف ہونے کے ساتھ ساتھ واقعات کے بھی مطابق نہیں۔ ایک دانشمند آدمی ان واقعات کی روشنی میں ان امور کا تجزیہ خود کر سکتا ہے۔

حصول تبرک بآثار نبوی کے بعض واقعات آئندہ بھی نقل ہوں گے (ان شاء اللہ) تھوڑا سا انتظار فرمائیں۔

ہمشیرہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے عطیہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جس طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی قدر دانی کرتے اور ان کو ہدایا اور وظائف ارسال کرتے تھے اور ان کی ضروریات پورا کرنے میں سعی تام کرتے تھے اسی طرح ان کی ہمشیرہ اسماء بنت ابی بکر صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی بعض دفعہ معقول عطیات سے نوازتے تھے۔

چنانچہ کتب احادیث میں منقول ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ایک بار اپنے برادر زادوں (قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عبداللہ بن ابی عتیق رضی اللہ عنہما) سے فرمایا کہ میں تمہیں ایک لاکھ درہم بطور ہدیہ دیتی ہوں جو مجھے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔

((وقد اعطانی معاویہ مائۃ الف فهو لکما))^۱

قدر دانی و نفع رسانی

ما قبل میں ہم نے چند ایک واقعات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے عطایا اور ہدایا کی نوعیت کے ذکر کیے ہیں اب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور دیگر حضرات کی قدر دانی کا مسئلہ پیش کیا جاتا ہے۔

① مدینہ منورہ کی تاریخ لکھنے والے علماء نے اپنی تصانیف میں یہ چیز درج کی ہے کہ ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بعض منازل خرید کی تھیں۔ اس سلسلے میں لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک مکان ایک لاکھ اسی ہزار درہم میں خرید کیا۔

((واشتری معاویہ رضی اللہ عنہ من عائشۃ رضی اللہ عنہا منزلها بمائۃ الف وثمانین الف

۱ بخاری شریف ص ۳۵۴ ج ۱، باب بہ الواحد للجماع، طبع دہلی

فتح الباری (ابن حجر) ص ۱۷۲ ج ۵ باب الہبۃ المقبوضہ وغیر المقبوضہ..... الخ

درہم))^۱

② حضرت صفیہ بنت حی بن ابي سفيان ام المومنین ہیں آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔ خیبر کے قیدیوں میں آئی تھیں۔ آپ اہل کتاب میں سے تھیں اور طبعی ذہانت کی بنا پر اپنے قبیلہ کی معزز خواتین میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ جناب نبی اقدس ﷺ نے انھیں آزاد کرنے کے بعد اپنی زوجیت کا شرف بخشا۔^۲

مشہور محدث سعید بن منصور رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق اپنی کتاب السنن میں ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت صفیہ بنت حی بن ابي سفيان نے اپنی ضرورت کے تحت اپنا حجرہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک لاکھ درہم کے عوض میں فروخت کیا تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی رعایت فرماتے ہوئے انھیں ایک کثیر رقم پیش کر دی۔

((سعید قال: نا سفیان عن ایوب عن عکرمۃ ان صفیۃ بنت حی بن ابي سفيان باعت حجرتها من معاویۃ رضی اللہ عنہ بمائۃ الف))^۳

③ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ہمشیر رقیقہ بنت خویلد بن اسد تھیں۔ ان کی دختر امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا یعنی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی خواہر زادی ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے نبی اقدس ﷺ سے بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ امیمہ ہذا کے متعلق اہل تراجم نے لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ان کی قدر شناسی کرتے ہوئے ان کو شام میں منتقل کیا اور وہاں ان کے لیے رہائشی مکان کا انتظام کیا۔

((ونقلها (امیمۃ بنت رقیقۃ رضی اللہ عنہا) معاویۃ رضی اللہ عنہ الی الشام وبنی لها دارا وكذا قال زبیر بن بكار وزاد كان لها بدمشق دار و موالی))^۴

④ مدینہ طیبہ کی تاریخ مرتب کرنے والے علمائے کرام میں سے مشہور عالم نور الدین سمہودی رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف وفاء الوفاء میں ابن شہبہ کی روایت نقل کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ایک دار (حویلی) جسے ”رحبۃ القضاء“ کہتے تھے مدینہ طیبہ میں تھی۔ آنجناب کے انتقال کا وقت جب قریب ہوا تو آل موصوف نے اپنے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرے ذمے اتنا قرض ہے اسے رحبۃ القضاء کو فروخت کر کے ادا کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور ولایت میں ان حضرات سے یہ حویلی (رحبۃ القضاء) خرید لی۔ (اور اس طرح ان کی ضروریات کو پورا کر دیا)

۱ وفاء الوفاء (سمہودی) ص ۳۶۳ ج ۲ تحت الفصل التاسع، حجرات نبوی ﷺ

۲ تجرید اسماء الصحابہ (ذہبی) ص ۲۹۷-۲۹۸ ج ۲ تحت حرف الصاد، النساء

۳ کتاب السنن (سعید بن منصور) ص ۱۱۰ ج ۳ قسم الوتحت باب وصیۃ الصبی

۴ وفاء الوفاء (نور الدین سمہودی) ص ۳۶۳ ج ۲ تحت الفصل التاسع، حجرات نبوی

۵ الاصابہ (ابن حجر) ص ۲۳۵ ج ۲ تحت (۹۷) امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا مع الاستیعاب۔

((فباعوها من معاویة ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہما وكانت تسمى دار القضاء قال ابن ابی فدیك: فسمعت عمی يقول: ان كانت تسمى دار قضاء الدين، قال: وكان معاویة رضی اللہ عنہ اشتراها عند ولايته))^۱

⑤ محدثین اور سیرت نگار حضرات نے ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ جب حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے واقعہ اٹک میں (غلطی کی بنا پر) حصہ لیا تو صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے انھیں خوب زد و کوب کیا۔ بعدہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کے اس فعل کی شکایت کی۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ تو صفوان کو یہ غلطی معاف کر دے تو حسان رضی اللہ عنہ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق انھیں معاف کر دیا۔ اس پر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کھجور کا عمدہ باغ اور ایک جاریہ (لونڈی) عنایت فرمائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسے مال کثیر کے عوض حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں فروخت کر دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حسان رضی اللہ عنہ کی ضروریات پوری کرتے ہوئے ان کو ایک خطیر رقم دی تھی۔

((عن عكرمة عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قالت عائشة رضی اللہ عنہا ثم باع حسان رضی اللہ عنہ ذلك الحائط من معاویة بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فی ولايته بمال عظیم))^۲

⑥ مورخین نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے ترجمہ کے تحت یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں قریش کا ایک دارالندوہ تھا۔ وہ قبیلہ قریش کے لیے ایک عز و شرف اور عدل کا مقام تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے اس دارالندوہ کو ایک کثیر رقم (ایک لاکھ درہم یا چالیس ہزار دینار) کے عوض میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کر دیا تو اس وقت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے قریش کی عزت اور شوکت کی ایک چیز کو فروخت کر دیا! جواب میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سابقہ مکارم کی چیزیں اب رخصت ہو چکی ہیں۔ ظہور اسلام کے بعد اب عزت اور شرف صرف تقویٰ اور پرہیزگاری میں ہے اور دین کے ذریعے سے شوکت قائم ہے۔ پھر حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے اس زر کثیر کو اللہ فی اللہ صرف کر دیا۔ حکیم موصوف ایک بہت بڑے متوکل بزرگ تھے۔

((وقد كان بيده حين اسلم الرفاده ودار الندوة فباعها بعد من معاویة رضی اللہ عنہ بمائة الف وفي رواية باربعين الف دينار فقال له ابن الزبير رضی اللہ عنہ بعت مكرمة

۱ وفاء الوفاء (سہودی) ص ۶۹۸-۶۹۹ الجزء الاول تحت فصل ۳۲ باب القضاء

۲ مجمع الزوائد (بیہقی) ص ۲۳۳ ج ۹ باب فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا تحت حدیث اٹک

سیرة الحلبيہ ص ۳۲۲ ج ۲ تحت غزوة بنی المصطلق تحت بحث اٹک